

ذالک الكتاب

تألیف : سید بشیر الدین زمانی بر حمہ اللہ

(اشاعت اول : فروری ۱۹۹۷ (رمضان ۱۴۱۷)

مقام اشاعت : ناظم آباد کراچی

ضروری وضاحت: اس کتاب میں سادہ اردو میں قرآن کریم سے ملنے والے ارشادات اور احکامات کی وضاحت بغیر کسی مسلک یا مکتبہ فکر کے توسط سے کرنے کی ایدنی کوشش کی گئی ہے۔ اگر آپ اس کتاب کو آسان پائیں یا اس سے مستفید ہوں تو مصنف مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔ آمین

مقصد اشاعت: صدقہ جاریہ

قیمت: صفر

نوٹ: اگر کسی معاملہ میں غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔
ان شا اللہ نظر ثانی کی جائے گی۔

و ما علینا الا البلاغ المبين

کا دُر خوف دل سے حشم ہو جائے تو پھر دنیا کے عذاب انسان کو سین سکمانے اور سزا دینے کیلئے اترتے رہتے ہیں۔ ملک سیاریاں، حادثات، کار و بار تجارت کا نقصان، آندھی سیلاں، طوفان و غیرہ۔ دوسرا آخرت کا عذاب۔ عذاب عظیم کہا گیا وہ روز قیامت ہر ایک کے اعمال کے وزن پر دیے جائیں گے۔ جہنم کی ٹھنڈی، ہیئت کی موت آہ و بکاہ کی عذاب والی زندگی ہو گی۔

اللہ لوگوں کو مہلت دیتا ہے ڈرانا رہتا ہے دونوں قسم کے عذاب سے قرآن کی آیات میں خور و فکر کرو دیکھو پہلی قوموں پر عذاب کس طرح آئے۔ ب کی نافرمانیاں مختلف طریقے کی تھیں۔ اللہ نے ان پر عذاب بھی دیے ہی مختلف آسمان سے اتنا رہے۔ قوم عاد پر تابکاری بادل تھی۔ قوم شود کو چمکھاڑخت چیخ نے دل جگر پانی پانی کر دیے۔ قوم شعیب اور مدین والوں پر زلزلہ آیا۔ قوم لوط پر آسمانوں سے پھرول کی بارش، سنگاری ہوئی۔ یہ سارے قصے عبرت کے ہیں جو عذاب کی سورت میں قوموں پر آتے رہیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلٰةٍ هُمْ خَاشِعُونَ ۝

سورہ نمبر ۲۳۔ سورہ المؤمنون۔

حضرت ابراہیم ﷺ کے تعیر کبدر اللہ کے وقت کی ماہی ہوئی دعا قبول ہوئی تھی۔ حضرت ابراہیم ﷺ اور اسماعیل ﷺ دونوں نے میل کر اللہ سے دعا کی تھی کہ پروردگار ہم کو تیری عبادت اور بندگی کے طریقے سنا لے اور ہماری امت اور نسل میں ایک ایسا وارث پیدا کر دے جو تیری آیات پڑھ پڑھ کر لوگوں کو سکھائے۔ تیری عبادت اور بندگی کے طریقے سکھائے۔ پروردگار ہم کو تیری دعا کا طریقہ سکھادے۔ اللہ نے اپنے مخلص بندوں کی دعا قبول فرمائی اور اسماعیل ﷺ کی پشت میں اللہ کا آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کے رہنے والوں میں مسیوٹ کیا اور اسکو کتاب شریعت دی۔ اس کتاب اللہ کے ذریعہ سب کچھ سکھادیا۔ کتاب کے اثار نے کا مقصد ہی ابراہیم ﷺ کی دعا کو مقبولیت و مسحاب بنانا تھا۔ (سورہ البقرہ آیت ۱۲۳ یہے ۱۲۹) رَبِّنَا وَابْنُّا بَعْثَ فِيْكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ (۱) يَتَلوُ عَلَيْكُمْ آيَاتِكَ (۲) وَيَعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ (۳) وَالْمُنْكَرَ (۴)

وَيَرِيزَّهُمْ أَنْجَى اَنْتَ الْعَزِيزُ اَنْجَى ۝۔ اِس سُورہ کا نزول ارکانِ دینِ اسلام کا بیان ہے۔ نماز۔ روزہ۔ زکوہ۔ حج اور جہاد کی فرضیت کا اعلان ہے۔ یہ پانچوں مقاصد کتاب کے پورے ہو گئے۔ اللہ نے سجدہ بندگی، اور سجدہ شکر دُونوں سکھایا۔ اب دینِ اسلام مکمل ہو گیا۔ علم و حکمت پاکی سُمُرائی اور ترکیہ نفس بکھڑکھادیا گیا ہے۔ اس سورت میں موسنوں کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ اور حج ان ہی لوگوں پر فرض کیا گیا ہے جو دین کے پانچ ارکان کی پابندی کسی گے آور اس کے عامل ہوں گے۔ پانچوں ارکانِ دین ساتھ پورے ہوں گے۔ یہ نہیں کہ حج کریا۔ نماز، روزہ، زکوہ کو ترک کر دیا۔ یا نماز۔ روزہ۔ زکوہ کی پابندی تو کی صاحبِ مال و جایزادہ اور خوشحال ہوتے ہوئے حج نہیں کیا۔ دین پورے پورے اسلام میں داخل ہو جانے اور ارکانِ دین کی پوری پوری پابندی کے قیام اور مسلسل عمل کرتے رہنے کا نام ہے۔ انسان وارث بنایا گیا آدم کی جنت کا۔

موسنوں کی آٹھ صفات اس سورت کی ابتدائی آیات میں بیان ہوئی ہیں جو ارکانِ دین کی پوری پوری پابندی کرنیوالے ہوں گے۔ یہی وارث جنت اور جنت کے خداروں میں ہوں گے۔ ان کے بڑے فضائل درجے اور مقامات قرآن جگہ جگہ بیان کرتا ہے۔ مسلمان کی زندگی کا دستور العمل یہ پانچ ارکانِ دین کی پابندی ہے۔ یہی لوگ ہے مومن و مسلمان ہیں۔ یہ لوگ جنتی ہوں گے جو اللہ کے حکم اور مرضی کے خلاف اور فریّعتِ اسلامی کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ اللہ کے رسول کی سنت اور فریّعت کی پوری پوری پابندی کرتے، قرآنی پدایت اور نصیحت پر پورا پورا عمل کرنیوالے خود کو قرآنی احکامات کی زندگی گذارنے کے پابند بنالیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کے آخری پیغمبر کے ذریعے اس قرآن مجید کی تعلیمات سے ایک مسلم صلحِ قوم اور معاشرہ کی تکمیل چاہتا ہے۔ جس کا نامِ امتِ خیر ہو۔ اللہ کی رضا اور حکم کی تعمیل کرنیوالی مسلمان قوم ہے۔ جو اللہ کی عبادت و بندگی اور اطاعت کو لبی کی زندگی کا مسؤول اور شمار بناتے اور اطاعت و بندگی کرتی رہے گی۔ اگر یہ نہیں ہو گا، اور یہ کام اطاعت و بندگی کا نہ ہو گا، تو پھر اللہ تباری جگہ کی اور قوم کو لے آئیکا اور پھر تمہارا نام و نشان بھی نہیں ہو گا جیسا کہ پچھلی قوموں کے ساتھ عمل ہوتا رہا ہے۔

یہ ساری کائناتِ مومن اور مسلمان پر قریان کر دی گئی۔ اس کائنات کی ہر چیز اس کے لئے۔ اُس کے کھانے بننے کے لئے حلال، حادی، کیے ہے۔ جو حاصل کھاؤ یہ سُو اللہ کا اس

پر نام لے لیا کرو، وہ حلال ہے اللہ کا شکر ادا کرتے رہو۔ اللہ کے بارے میں شرک سے بچو۔ پاک حلال تمہرے منہ میں ڈالو۔ تمہاری دعا اس وقت تک پاکیزہ صاف و ستری نہیں ہوگی جب تک حلال طیب تمہرے تم نہیں کھا کر کھاتے اور اپنے بال بچوں کو حلال تمہرے نہیں کھانے کو دیتے بغیر حلال اور طیب کمائی نہ نماز۔ نہ روزہ اور نجع قبول ہو گا۔ نہ صدقہ و خیرات زکوٰۃ اور قریانی قبول ہو گی۔ مومن کے دل میں ہر وقت اللہ کا ڈر و خوف رہتا ہے۔ اُس کی مرضی اور حکم کے خلاف وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ اللہ کی ناراًصیٰ سے ہر وقت ڈر تا پہنچا رہتا ہے۔ مومن کا دل خوف اور اللہ سے اسید کا مرکز ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے فیصلوں کا تقاضا و تقدیر کا پابند رہتا ہے۔ اللہ نے مومنوں کے لئے آسانی پیدا کر دی ہے۔ فرشتیت کی تعلیم اور طریقہ آسان بنادیا ہے۔ اور اس کا ہر عمل ریکارڈ کرایا جاتا ہے۔ ذرہ ذرہ کا حساب اور اس کا اجر اسکو دیا جائے گا۔ اگر دلوں کے اندر ایمان اور یقین نہ ہو فرشتیت پر پورا پورا حمل نہ ہو تو پھر نماز روزہ نجع کی عبادت کا کوئی فائدہ نہیں۔ قرآن پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں اسکی کوئی بدایت اور نیست دل کے اندر نہیں اُتر سکتی۔ اگر تم چے مومن بن گئے اور فرشتیت پر حمل ہوتا رہا۔ اللہ کا ڈر و خوف دل میں رہا تو پھر دیکھا کا کوئی عذاب اس کا کوئی ڈر و خوف تم کو نہیں ہو گا۔ ہر آفت و مصیبت اور عذاب مومن سے ہٹایا جاتا ہے۔ مومن اللہ کا بندہ ہوتا ہے۔ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی عذاب، نکلیت، مصیبت اور بیماری اس کو ستانہ نہیں سکتی اور نہ وہ پریشان اور غرزوہ ہو گا یہ قرآن کا وعدہ ہے۔

مومن کی موت کا وقت بھی بب سے الگ ہے۔ جب موت کی گھری آموجود ہوتی ہے تو اللہ کا حکم لے کر فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ جنت سے خوشبودار کپڑا ساتھ لیتے آتے ہیں۔ مریوا لے کو مر جائیتے ہیں۔ حکم ربِ سناتے ہیں کہ اب چلا ہے تیاری کرو۔ نہایت شفقت اور آسانی سے اسکی روح لکاتے ہیں اور مومن بندہ ہستا بولتا ہوا بے کنگہ کرتا ہوا، وصیت اور تلقین و بدایت کرتا ہوا دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ اسکی روح کپڑے میں پیٹ کر اور پر آسانوں میں لے جاتے ہیں۔ قبر کے اندر مومن کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ اس کا سورہ ابراہیم آیت ۷۲ میں ذکر آگیا۔ سورہ واقعہ میں اصحابِ الیمن کا حال سنایا گیا ہے۔ مومن کی موت بھی بہترین اور مومن کا جنازہ بھی محترم۔ مومن کی قبر کی مٹی بھی مقدس جہاں وہ دفن ہوتا ہے۔ مُنافقین کافرین کی موت کا حال بھی قرآن سناتا ہے۔ کیسی عبرت ناک، غرزوہ مشکل سے نکالی جاتی ہے۔ جنہیں نہ موت کا یقین آتا تھا نہ مر نے کی تیاری کبھی انہوں

نے کی زندگی کا بعْد الموت کا یقین آتا تھا۔ انہیں قبر کی زندگی اس سے زیادہ تاریک اور شنگ قبر کے عذاب سے عالم برَزخ کی مصیبت سے نجات نہیں ملے گی۔

شیطان ازل سے اولاد آدم کا دشمن رہا ہے۔ اسکی زندگی کا مقصد ضمانت پر رہائی کا مقصد ہی یعنی ہے کہ قیامت تک اولاد آدم کو ہر طرح گمراہ کرنا اور وہ سے ڈالنا ہے۔ فقط کاموں میں پسنا کر خود مکمل جاتا ہے۔ قرآن نے اس سے پہنچ کی ترکیب بنائی ہے کہ یہ نعمت اگر استعمال کرو تو محفوظ رہو گے۔ یہ دعا اس سورت کے آخر میں سکھائی گئی۔ ”فَلُرِبَّ
اعوذُ بِكَ مِنْ حَرَّاتِ الشَّيْطَنِ وَاعُوذُ بِكَ رَبَّكَ مِنْ حَفَرَوْنَ۝۔“ (آیت ۹۸)

اگر رات کو سوتے میں بُرے خواب و خیانہ ڈالوں نے نظر آئیں یا تو سوتے میں نہند اچاٹ ہو جائے اور پھر نیند نہ آنے لگی تو اپنے اللہ سے رجوع ہو جاؤ۔ لور یعنی لوپر والی آیات پڑھ کر سید سے جانب رُزخ کر کے سو جاؤ۔ قرآن تو سر اسر پرداشت کرنیوالا ہے۔ سورت کا راہت نام ایک دینے ہوئے لائے عمل پر ختم ہوتا ہے اور بجھہ کرایا جاتا ہے کہ وہدہ کو تم اس لائے عمل پر پورا پورا عمل کو گے۔ یہ قرآن تمہارا بہتر من ساتھی بہتر من مددگار ہے اس کے سرواء اور تم کو کیا جائیے؟! (آیت ۱۰۰)

موت کے وقت نَزَع کا مجیب حالم ہوتا ہے۔ حداب آٹھی جو برَزخ میں قبر کی زندگی سے فریض ہوتا ہے اسکو دکھایا جاتا ہے۔ لور وہ نَزَع کی بیہو شی میں بصیرت کی آنکھ سے سب کچھ نظر وہ کے سامنے دیکھتا اور سمجھتا اچھتا ہے۔ رُوح جسم سے نکلا ہےیں جاہتی۔ نَزَع کا حالم جان کنڈ فی کا حالم ہوتا ہے۔ اللہ دنیا سے رُختی کے وقت بندہ کو سب کچھ دکھاو دیتا ہے۔ روز قیامت اللہ کے فرشتے تم سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس اللہ کا کوئی رسول ڈرانیہ الہمَّ کیت دینے والا ہیں آیا تھا؟ کیا تمہارے پاس قرآن کی آیتیں نہیں ہو رہیں۔ کیا تمہیں پہلے سے ڈرایا ہےیں گیا تھا۔ تم کو تو کسی بات کا یقین ہی نہ آتا تھا۔ ہر بات کو جھکلوتے مذاق کھیل بنائے ہوئے تھے۔ اسی وقت پھر نے افسوس کرنے کا کیا فائدہ اب بھی وقت ہے مہلت ملی ہے ٹھنکت درستی کا بھی سے ملک آؤ۔ مومن بنتے کی کوشش کرو۔ قرآن پڑھو۔ قرآن کی پرداشت و نصیحت پر عمل کرو۔ نماز کی پابندی کرو۔ اللہ کا ڈر خوف آخرت کا یقین دل میں رکھو۔ زندگی اور آخرت کو سزاوار تھے رہو۔ نماز تم کو پا کی صفائی و سرایی سکھاتی ہے۔ وصول اور تیسمِ خلّ سے جسم کی طہارت و پا کی سکھاتی ہے۔ نماز سے روحاںی ترکیہ نفس کی پا کی صفائی ہوتی ہے۔ بے حیاتی۔ فحاشی، زنا، بدکاری سے پہنچ کی عادت ہوتی ہے۔ اما نہ۔

ریا نت۔ عہد کی پاس داری۔ واقعہ کی پابندی سکھاتی ہے۔ جنت موسنوں کا اور شاہراہ میراث ہے یہ تم کو وہاں جگہ دیجائیں گے۔ زندگی کے ساتھ موت الکھدی کی ہے۔ ہزاروں سال جی کر بھی موت کو آنا ہے۔ مرنا ہے۔ اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اپنا اپنا حساب و کتاب وزن کرانا ہے۔

آخرت کا یقین رکھو۔ وہ بڑا سنت پریشانی کا دن ہو گا۔ ایک ایک ذرہ ذرہ عمل کا حساب ہو گا۔ حقوق اللہ۔ حقوق العباد بُوچھے جائیں گے کوئی سفارش اور وسیلہ کام نہیں آنسو والا۔ کوئی عذر۔ حیله بہانہ نہیں سنا جائیگا۔ غفلت لاپرواٹی کے تم خود ڈیے دار ہوں گے۔ اللہ نے یہ کائنات بے مقصد اور بے وجہ نہیں بنائی اور نہ آدم کو بے مقصد کے پیدا کیا تھا۔ انسان کو اللہ سے ملانا تھا۔ انسان کا اللہ سے رشتہ جوڑنا تھا۔ خالق اور خلق کی پیجان کرانا تھا۔ اللہ کی عبادت بُندگی الطاعت و فرمان برداری انسان کے ذمے نہ کرنی کی ہے۔ رسولوں کو بھیج کر بدایت و رہنمائی کی جنت پوری کر دی کی۔ اب خدا کا رسول دنیا میں کبھی نہیں آنسو والا۔ قیامت تک اللہ کی کتاب قرآن مجید نصیحت و بدایت کرنیوالی قیامت تک محلی ہوئی تمہارے سامنے موجود ہے۔ اسکو دن رات پڑھتے رہو۔ اس سے سیکھتے رہو۔ اسکی آیات میں غور و فکر کرتے رہو۔ اس کو سمجھو اس پر عمل کرتے رہو۔ تم حقیقی مومن اور مستی اللہ کے مانتے والے بن جاؤ اللہ کی الطاعت و بندگی میں باقی عمر گذار دو۔ تم جنت کے وارث بنائے گئے ہو۔ جنت تمہاری ہے تم جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہو جماں آدم کو پیدا کیا گیا تھا۔ خبردار! تم شیطان مت بن جاتا۔ شیطان کے نقش قدم پر نہ چلانا ورنہ تمہاری آخرت و حافیت اور ٹھکانہ شیطان کے ساتھ دوزخ کی آگ ہو گا۔

آیت ۹۸۔ شیطان اُنل سے اولاد آدم کا دشمن رہا ہے اسکی زندگی کا مقصد صفات پر رہائی کا مقصد ہی ہے کہ اولاد آدم کو ہر طرح گھراہ کرنا و سو سے ڈالنا۔ غلط کاموں میں پسناکر خود نکل جانا۔ قرآن نے اس سے پہنچ کی ترکیب بتائی ہے کہ یہ نہ اگر استعمال کرو تو محفوظ رہو گے۔ یہ دعا اس سورت کے آخر میں سکھائی کی ہے۔ قل ربِ اَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَعُوذُ بِكَ رَبَّ أَنِّيَخَضُرُونَ ۝۔ اگر رات کو سوتے میں برے خواب و حشناک درلوں نے نظر آئیں یا سوتے میں نیند اچھات ہو جائے اور پھر نیند نہ آئے تو اپنے اللہ سے رجوع ہو جاؤ اور اوپر والی بھی دعا پڑھلو۔ قرآن تو سراسر بدایت کرنے والا ہے۔

سورت کا اختتام ایک دیے ہوئے لائے عمل پر ہوتا ہے اور سجدہ کرایا جاتا ہے کہ وعدہ

کو کہ تم اس لائے عمل پورا پورا عمل بھی اس کے بعد اس کے سامنے رکھ دیا گیا ہے کہ اللہ تھارا بھترین دوست بھترین ساتھی اور بھترین مددگار ہے اس کے سامنے تم کو اور کیا چاہئے۔

آیت ۱۰۰۔ موت کے وقت نزع کا عجیب حالم ہوتا ہے۔ عذاب الہی جو برزخ میں قبر کی زندگی سے شروع ہونیوالا ہے اسکو دکھایا جاتا ہے اور وہ نزع کی بیویو شی میں بصیرت کی آنکھ سے سب کچھ نظرولی کے سامنے دیکھتا اور گھبرا جاتا ہے۔ روح جسم سے نکلا نہیں چاہتی۔ نزع کا حالم جان کندنی کا ہوتا ہے۔ اللہ دنیا سے رخصتی کے وقت بندہ کو سب کچھ دکھادتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورَةُ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنْزَلْنَا فِيهَا آيَتٍ بَيِّنَاتٍ

نمبر ۲۳ سورہ النور -

مسلمانوں کو تنبیہ کرنیوالی۔ درانیوالی خبردار کرنیوالی بڑی اہم سورت ہے۔ فرض بنا کر اتنا ری گئی ہے۔ دونوں حکم سناتی ہے۔ زنا کاری۔ فاشی۔ بد کاری بہت بڑا گناہ ہے۔ سنگ سار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کوئی معافی۔ زرمی۔ رحم نہیں رکھا گیا ہے۔ لوگوں کے لئے عبرت کا سبیں ہے۔ علی الاعلان بے کے سامنے زنا کار عورت ہو یا مرد ان کو سزا دو۔ اگر دونوں شادی شدہ ہیں۔ زنا کاری کی ہے تو سنگ سار کرو۔ یہاں تک کہ موت آجائے۔ غیر شادی شدہ کنووارے ہوں تو سو کوڑے مارو۔ جلو طنی ایک سال کی ہے۔ شادی شدہ ہوں تو دونوں کو سنگسار کرو (امام مالک اور سو طا میں حضرت عمر کا خطبہ)۔ اللہ کے رسول نے اللہ کے حکم پر عمل کیا ہے۔ اگر غیر شادی شدہ اور کنووارے ہوں۔ زنا کا ارتکاب کیا ہے تو سو کوڑے لگاؤ۔ دونوں کو یہاں تک کہ موت آجائے۔ اگر کوڑے لگانا باقی ہے کہ موت آگئی تو باقی کوڑے ان کی قبر پر مارو تاکہ اللہ کی بتائی ہوئی گنتی پوری ہو۔ اللہ کے احکامات کی تکمیل ہو گی۔ زنا کار عورت اور زنا کار مرد دونوں بھس اور نایاک ہیں۔ ان سے کی نک مومن مرد

یا عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ لور نہ دوستی رشتہ کی قسم کا تعلق ہو سکتا۔ زانی م رد کا باعثت
باکرہ عورت کے لئے نکاح حلال اور جائز نہیں ہے۔ اور زنا کرنے والی عورت کی مومن م رد کے
نکاح کے لئے حرام اور جائز نہیں ہے۔ یہ قرآن کا حکم ہے۔ یعنی حکم زنا نہ قدیم سے چلا آ رہا
ہے۔ بڑی سنت سزا سُنّتی گئی ہے۔ کوئی رحمٰر اور معافی نہیں دی گئی ہے۔ اسی سنتی اور
غیض و غصب سے بُنے کے لئے قرآن نوجوان عورت اور مرد کو پردہ کا پابند کرتا ہے۔ فرم
و حیا کا پابند کرنے کے لئے پابند یاں لگاتا ہے کہ دونوں کا آپس میں بے لکھت ہونا۔ ملاقات
کرنا۔ دوستی۔ شناسائی جان پچان رکھنا بِ منزع کیا گیا ہے۔ ترکیبہ گناہ سے معاشرے اور
قوم کو بچایا جائے۔ زنا کاری کے کام وہی لوگ کرتے ہیں جنہیں قرآن کی تعلیمات نہ ملی ہوں۔
اور دین کی تعلیمات سے جان کا دور کا واسطہ بھی نہیں رہا ہو۔ آخرت کا ان کو یقین نہیں ہے۔
حیات بعد الموت کا ان کو ہیں۔ اسلئے قرآن کا پڑھنا پڑھانا قرآنی احکامات کا معلوم کرنا
بہت ضروری ہے۔ قرآن روز پڑھتے رہنا ضروری ہے تاکہ اللہ کا ڈر خوف دل میں ہر وقت
برے کاموں سے منج کرتا رہے۔ دن اور ایمان کی حفاظت ہوتی رہے۔

دوسرابڑا حکم جس سے مومنوں کو خبردار کیا جائیا ہے وہ کسی مومن مسلمان عورت پر
کسی مسلمان م رد کا تہت بد کاری لگاتا ہے۔ افترا۔ جھوٹی بات کا پھیلانا اور فاشی و بد کاری کا
بغیر تصدیق کے معلومات حاصل کئے ہوئے تہییر کرنا اسکو دوسروں تک پھیلانا بہت بڑا گناہ
ہے۔ خواہ عورت کا شوہر ہی کیوں نہ ہو بغیر ثبوت اور تصدیق کئے جھوٹی تہت لگانا گناہ ہے۔
قرآن نے اس کے لئے طریق بتایا ہے کہِ الزام یا تہت لگانے سے پہلے چار گواہ مقرر کرو۔
چار آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ برے کام بد کاری کے کام چھپ کر بڑی
احتیاط سے اور سلیقے سے دونوں کے اشتر اک عمل مرضی اور خوشی سے کئے جاتے ہیں تو گواہ
سچاں سے ملیں گے؟ قرآن سمجھتا ہے کوئی کام چھپ کر مرات پردوں کے پچھے اندر ہیرے میں
ہی کیوں نہ کریں اللہ توانُ کو دیکھتا ہے۔ جانتا معلوم کریتا ہے۔ اللہ سے تم کی طرح بچو گے۔
اگر تم مومن مسلمان ہو اور اللہ پر ایمان بالغیب ہے۔ روز قیامت پر ایمان یقین اور موت کے
بعد دوبارہ زندگی پر ایمان ہے تو ہرگز بے حیائی بد کاری کے کام ہی نہ کو گے۔ اللہ تم
کو دیکھتا اور سُنّتارہتا ہے۔ اللہ سے کی طرح کوئی کام اچھا یا بُر اک طرح چھپ سکتا ہے۔

چار گواہوں کا طریقہ قرآن یہ سمجھاتا ہے کہ فرض کو کہ مومن م رد اور مومن عورت
دونوں نے یہ گناہ کبیرہ کیا ہے یا نہیں کیا ہے۔ خواہ نخواہ ان پر تہت جھوٹا الزام ہے۔ اس

سے پہنچے کا طریقہ بھی جاری گواہوں کا ہی ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ پہلے مرد چار مرتبہ اللہ کو حاضر و ناظر موجود یعنی اور علم کے ساتھ اللہ کی قسم کھا کر کہئے کہ جو الزام اور بہتان مجبور باندھا جائے ہے۔ اس میں وہ بجا ہے۔ اس نے گناہ نہیں کیا ہے۔ وہ بے گناہ ہے اور بے قصور ہے۔ اللہ اس کی بیگناہی کا گواہ ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ اسی طرح جار بار بھی قسم دھراۓ اور جار بار قسم کھا کر اللہ کو اپنے اور پر گواہ بنالے۔ پھر پانچوں بار قسم کھا کر کہئے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو اپنے قسم کھانے میں اور سیری قسم جھوٹی ہے اللہ کی نظر میں تو اللہ مجھے اس جھوٹی چار بار قسم کھانے کی سزا دے اور مجھے غارت کرے ہلاک کر دے۔

اسی طرح عورت بھی چار بار اللہ کی قسم کھا کر اپنے اور پر تہمت اور الزام تراشی کی بے گناہی کی اللہ کو گواہ بنائے کہ اللہ ہر بات سکھی اور پوشیدہ جانتے والا ہے۔ قسم کھانے۔ پانچوں قسم کھا کر کہئے کہ اگر وہ جھوٹی ہے جھوٹی قسم کھائی ہے تو اللہ خوب جانتے والا ہے جھوٹی قسم کی سزا میں مجھے ہلاک کر دے۔

اس طرح مرد ہو یا عورت بے قصور ہوں تو جھوٹے الزام، تہمت تراشی کے فاد سے بے گناہ گواہی کو ثابت کر سکتے ہیں۔ جار گواہوں سے مراد اللہ کو اپنا گواہ بنانا ہے اللہ سے گواہی دلوانی ہے بھوٹ کی سزا اللہ پر چھوڑتا ہے۔

جب تک ہم قرآن نہیں پڑھیں گے قرآن کے احکامات کی حقیقت سزا اور جزا سے بچ لئنے کا قاعدہ اور طریقہ معلومات ہم کو حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس نے قرآن کا پڑھنا پڑھانا قرآنی معلومات کا سیکھنا سکھانا۔ ہر سون مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اس کی نجات کا طریقہ پاک صفائی۔ گناہوں سے نجات، تہمت اور الزام تراشی سے برآت کا اور کوئی بہتر طریقہ دنیا میں کسی حدّاًت کے پاس نہیں ہے جو قرآن سکھاتا ہے۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے توبہ قبول کی۔ بندوں کے گناہوں کو سعاف کرتا رہتا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان کبھی کبھی شیطان تفریق ڈالتا ہے۔ ایک دوسرے پر تہمت الزام تراشی ہوتی ہے۔ مرد نہایت آسانی سے لبی بیوی کو الزام دلتا ہے۔ تہمت باندھتا ہے۔ اس کو قرآن نے نماں کی اصطلاح کا نام دیا ہے۔ جب تک مرد شبوت فرمیں کریگا یا جار بار اللہ کی قسم کھا کر اپنی بات نہیں منوائے گا تب تک اسکی بیوی اس پر حرام ہوگی۔ اگر الزام خلط ثابت ہوا تو دونوں کا نکاح ٹوٹ جائیگا۔ اگر مرد جھوٹا ثابت نہ ہوا عورت پر الزام ثابت ہو گیا تو عورت مرد پر حرام ہوگی۔ عورت پر حد زنا فرعی کے حکم میں آجائیگی۔ مرد کو مہر ادا کرنا ہوگا۔ عورت قصور وار

ثابت نہ ہوئی مگر قصور و ارثاً بہت ہوا تو اس لی عورت پر طلاق بانِ واضح ہو لی۔ اس لی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔ تہمت لگانے کی سزا اسی کوڑے مقرر ہیں۔

اللہ منع کرتا ہے مسلمانوں مرد اور عورت کو کہ زنا کاری فحاشی بد کاری کے کاموں کو چھپائیں۔ ان کی تہمیر نہ کریں نہ لوگوں میں اسکو پھیلایں۔ افواہ سازی نہ کریں۔ یہ گناہ چھپ کر کئے جاتے ہیں اللہ اور بندہ کے درمیان ہوتے ہیں۔ اللہ خوب جانتا ہے۔ مسلمان اسکی عام تہمیر نہ کریں اور نہ اخبارات میں ایسی خبروں کی اشاعت کریں۔ یہ سب گناہ کے کام ہیں۔ عیت چھپانا اور عیب کی بغیر تحقیق تہمیر کرنا اللہ کے نزدیک لعنت کے کام ہیں۔ یہ کام شیطان کا ہوتا ہے۔ جو گناہوں کی تہمیر کرتا پھیلاتا رہتا ہے خلطی بھول انسان کی فطرت ہے۔ سورہ یوسف کو پڑھتے رہو۔ نفس کی بُرا ایسوں سے بچتے رہو۔

اگر علطی ہو جائے تو فوراً نہ آست اور شرم سے اپنے اللہ سے رجوع ہو جاؤ۔ بغیر کسی کو بتائے ظاہر کے اللہ سے مغفرت و بخشش اور معافی طلب کرو۔ اللہ سے گڑ کر دلو وہ خوب جانتے والا ہے۔ دلوں کا حال ندامت سے سب کے گناہ معاف کرنیوالا وہی ہے۔ وہی گناہ گاروں کا آخری سہارا اور وسیلہ ہے۔ وہ معاف نہیں کریں کریں تو پھر کون معاف کرنیوالا ہے۔ لیکن شرط لازمی یہ ہے پہلا قصود ہوگا آئندہ اُس سے بچنے کا وعدہ ضرور کرنا ہوگا۔ پاکدامن مرد اور عورت کیلئے حضرت یوسف عليه السلام کے قصہ میں سبق ہیں۔ صبر حمل کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ اللہ پر بھروسہ اور اسید رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔

حضرت نبی بنی عاشر کے ساتھ مُتناقضین اسلام نے ایسی ایک کوشش کی تھی۔ اللہ نے ان کے حیلے بہا توں سے عام مسلمان عورتوں اور مردوں کو بجا لیا۔ آئندہ کے نئے سبق میں کھادیا۔ اللہ تعالیٰ سومنوں کو قرآنی تعلیمات سے آداب زندگی کے حد و ادب معاشرت کی اخلاق و تہذیب و شاستریگی کی تعلیم دستا ہے۔ یہ سومن کا کردار ہونا چاہیے کہ وہ محترم ممزز اور مہذب قوم کا بیسرین نمائندہ ہوتا ہے۔ تمام ہے ادب۔ پیغمودہ۔ گنہی باتوں سے پاک و صاف پاکیزہ ہوتا ہے۔

لوگو! اللہ کے رسول کی بیویاں آست کی مائیں ہیں ان کا احترام اور تقدیس ایمان کا جزو ہے۔ ان کے متعلق کوئی غلط، ناشائستہ الفاظ متکہو۔ اسی طرح اللہ کے اہل بیت اور صحابہ رسول کے متعلق غلط بات۔ افواہ۔ تہمت۔ بحوث بات اپنی زبان سے متکہو یہ مسلمان کا شیوه اور طریقہ نہیں ہے۔ جو بات معلوم نہ ہو اُس کے متعلق مُنْكَحَة بات کھدیں اسی طرح

کی مسلمان مرد یا عورت کے متعلق غلط بات۔ الزام تراثی۔ بغیر ثبوٹ کے سُنی سنائی بات کو پھیلانا۔ اسکی بد نامی، بے عزتی، رسوائی کے الزامات دھرننا۔ مسلمان مرد اور عورت کے لئے جائز اور زبانہ نہیں ہیں (آیت ۱۳ سے ۵۱ تک)

شیطان ہر وقت انسان کے ساتھ سا تھرہتا اور اسی قسم کی غلط باتیں افواہیں پھیلاتا رہتا ہے۔ انسانوں کو گمراہ کرتا اور معاشرہ میں شر فاد پھیلاتا رہتا ہے۔ جب کبھی ایسی خاطری اور کوتاہی ہو جائے تو اللہ سے توبہ مانگو۔ مغفرت اور بخشش کلودھا کرتے رہو۔ اللہ کی رحمت اور بخشش کا سہارا نہ ملے تو گناہ گار بُد کار مرد اور عورت پھر کہاں کس کی دلیلیز پڑھائیں؟

آیت ۳۔ گھروں سے باہر جاتے وقت گھر والوں کو سلام کرو۔ ان کو اللہ حافظ کہو۔ تاکہ تم باہر اللہ کی پناہ میں رہو۔ اسی طرح باہر سے گھروں میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو با آواز بلند السلام علیکم کہو۔ اللہ کی سلامتی کی دعا ہر وقت گھروں میں ہوتی رہے۔ اپنی لگاہوں کو عورتوں سے بھی رکھو۔ نظر سے تظریل جائے تو انہاں میں جاؤ۔ اپنی پہلی خاطری اچانک مُساف ہے۔ دوسری خاطری ارادہ کی مساف نہیں۔ دونوں کے لئے احتیاط لازم ہے۔ لگاہوں لگاہوں سے پیام و سلام آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان سے دلوں کے اندر کافیاد اور فر ترغیب پاتا ہے۔ اس سے بچتے رہو۔ دونوں کے لئے بہتر ہے۔ پردہ حجاب اسی لئے دو نوجوان مرد اور عورت کے درمیان احتیاط کے لئے ضروری ہے۔ نظروں کی خیانت اللہ خوب جانتا ہے۔ اللہ سے دل کی کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ بُری نظروں سے بُری باتوں سے بچتے رہو۔ عورت کا حسن و جمال زرب و زینت آراش جمال، آراش گیو خوشبو۔ زیور سب کچھ مرد کے لئے دیکھنا پسند کرنا فطری اور لازمی ہے۔ مگر اللہ کا ڈر خوف دل میں ہونا لازمی ہے۔ اللہ نے دین میں اس کے جائز استے اختیار کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ مرد اور عورت کا رشتہ جائز شریعت کے مطابق حل کرو۔ غلط راستے اور طریقے کے خلاف ایمان کے خلاف عمل ہرگز نہ کرو۔

اللہ نور السوات اور ولارض ہے۔ کائنات کی رونق حسن و جمال، آراش اور زینت اللہ نے کی ہے۔ اللہ خود نور و روشنی، رونق اور زینت کو پسند کرتا ہے۔ اندھیرے سے اجائے میں اپنے نور ہدایت سے گمراہی جہالت سے نکالتا ہے۔ اللہ کے نام میں نور ہے۔ اللہ کی ذات سراپا نور ہے۔ اللہ کا نور۔ ایمان اور یقین ہے۔ اللہ کا نور یہ قرآن اللہ کی نشانی ہے۔ اگر دل میں اللہ کا نور ایمان اور یقین بیٹھ جائے اور مومن کا دل دن رات قرآن پڑھنے قرآن سیکھنے قرآن کی ہدایت اور نصیحت میں لگ جائے تو پھر اس سے بڑھ کر نعمت کوئی ملے۔

اللہ نے تمیں نور قرآن میں عطا کئے۔ پھلا نور قرآن۔ دوسرا نور تعمیل احکامات قرآن۔ تیسرا نور برمے کامل اور گناہوں سے بچنا۔ امر بالمعروف و نهى عن المنکر۔ مومن کا دل ایک شیخ دان ہے ایک شلط نور ہے۔ جسمیں اللہ کا ڈر خوف اللہ کی محبت بھری ہوتی ہوتی ہے۔ دل ہر وقت اللہ کی یاد اور اللہ کے ذکر سے صبح و شام تسبیح سے مسح ہو جائے اور زبان سے دل سے اللہ اللہ کی آواز لٹکنے لگے تو پھر اللہ کی ساری نعمتیں اور نورِ مومن کو اپنے سایہ رحمت اور حافظت میں سیٹ لے جائے۔ ”نورِ علیٰ نور“ کبی اللہ ہی نظر آئے بندہ نظر نہ آئے۔ اور کبھی بندہ ہی بندہ نظر آئے اللہ نظر نہ آئے مگر اللہ کی رحمتیں وہر کمیں ہر وقت اُس کے ساتھ ہوں اگر وہ زندہ ہے۔ اگر مردہ ہے تو اللہ کی رحمتیں اُس کی تبر پر سایہ کئے ہونے ہوں گی۔ اسکی تبر کی زیارت کو تو صرف اللہ ہی اللہ نظر آئے سگا۔ اللہ ہی اللہ یاد آئے سگا۔ جن گھروں میں لوگ مرد عورت اور بچے نمازیں پڑھتے ہیں مصلیٰ پچھے رہتے ہیں اللہ کا ذکر اللہ کی یاد اللہ کی نماز پانچ اوقات میں پڑھی جاتی ہے ان گھروں میں اللہ کا نور پھیل جاتا ہے۔ مسجدوں میں جہاں اللہ کا نام پانچ نوکرات صفت باندھے لوگ نماز پڑھیں ذکر کریں وہاں اللہ کا نور پھیلا ہوتا ہے۔ اللہ کا نور اللہ کے ذکر سے، نماز سے، تسبیح سے، اللہ کے ڈر خوف سے، اللہ پر توکل بہر و سے، یقین اور امید مومن کے ساتھ ساتھ رہتی ہے۔

قرآن کی آیات و بینات نور سے بھری ہوئی ہیں۔ قرآن جب کھوں کر مومن پڑھنے لگتا ہے تو اللہ کا نور۔ روشنی ہدایت اُس کے لئے اجالاً روشنی کرتی رہتی ہے۔ اللہ کے فرشتے اُس کے گرد نور لئے اطراف جمع ہو جاتے ہیں۔ جب تک بندہ قرآن پڑھتا رہتا ہے اللہ کے نور سے گھرا ہوا، نورِ علیٰ نور کی کیفیت اور عالم میں رہتا ہے۔ اُس کا تجربہ اور مشاہدہ ہجج کے وقت پچھلے پھر رات میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے تم موس کو گے اور اللہ کے نور سے مسح ہو جاؤ گے۔

انسان کا قلب نور کا مبدأ ہے۔ اور انسان کا نفس مٹی کا فرکار کا مرکز ہے۔ حفاظت و معارف میں اور نفس کے خردوں میں مقابلہ ہوتا رہتا ہے۔ دوست صناد چیزوں کا ایک جسم کے اندر مقابلہ ہوتا رہتا ہے۔ تصادم ہوتا رہتا ہے۔ دل اگر مضبوط نورِ ایمان سے بھرا ہو تو نفس پر غالب آتیگا۔ اُس میں وسوسے نہیں آئیں گے۔ اللہ کی ذات غالب رہیگی اور دل منع کرتا رہیگا۔

اس کائنات میں ہر چیز ہر تخلوّق پہنی اپنی زبانوں اور طریقوں میں ذکر اللہ کا، حمد و شنا

خدا کی صبح و شام کرتی رہتی ہیں۔ آسانوں میں فرشتے صبح و شام ذکر اللہ کا حمد و شادا کی کرتے رہتے ہیں۔ مومنو! تمہارے لئے اطیعو اللہ و اطیعو الرسول کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہے مومنو کے کمزین کی وراشت حاکمیت اور غلافت مسلمانوں کا حق ہے۔ انہی کو ملگی۔ یہ تمہارے اوپر ہے کہ تم اس کے اہل خود کو ثابت نہ کر سکو۔ اور وہ مقام اور وقار حاصل ہو۔ اپنے اعمال سے جو تم سے وابستہ کر دیئے گئے ہیں۔

مسلمان زیادہ تر مُناِقِت پسند ہیں۔ اللہ ان کے دلوں کا حال خوب جانتے والا ہے۔ منافق ہر دور میں ہر زمانہ میں اللہ کے رسول کی ساتھ دعا کرتے رہے۔ اللہ پہلے سے اپنے حبیب کو خبردار کرتا رہتا تھا۔ قرآن نے منافقین کی علامتیں اور نشانیاں واضح کر دی ہیں۔ سورہ النافِقُون میں تم دیکھو گے مگر تم ان چیزے نہ ہو جانا۔ تم کو ان کی پہچان اس لئے کرانی جا رہی ہے کہ تم مُناِقِت سے بچو۔ اللہ کے خالص بندے اور عبادت گذار بن جاؤ۔ نماز کی پابندی اللہ کے ڈر اور خوف سے وقت پر کیا کرو۔ زکوٰۃ خیرات صدقات دیتے رہو۔ اس سے نفس پاک ہوتا ہے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ جسمانی اور رُوحانی پاکیزگی تزکیہ نفس جاری رہتا ہے۔ اپنے غریب نادار رشتہ داروں کو مت بھولو۔ ان کی مالی مدد کرتے رہو ان پر احسان کرتے رہو۔ اللہ کے رسول کی ایتائی اور پیروی تم کو اللہ سے قریب تر کر دیگی اللہ کی خوشنووی تم حاصل کر لو گے۔

(آیت ۶۲) جب مسجد میں داخل ہوں تو ہمتو السلام علی رسول اللہ۔ جب گھروں کے اندر داخل ہوں تو ہمتو السلام علیکم۔ اور جب کسی خالی یا کسی بند مکان میں داخل ہوں یا وہاں جگہوں میں داخل ہوں تو با آواز بلند ہمتو السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین ۱۷ ص ۳۸۰ اور جب قبرستان میں داخل ہوں تو ہمتو السلام علیک یا اہل القبور۔ انتم سا بقون و من لا حثون انسام اللہ۔ یہ توادب اور آداب کی باتیں ہیں جو قرآن مومنوں کو سکھاتا رہتا ہے تاکہ ہر وقت مومن اپنے اللہ کی رحمت اور مغفرت میں اسکے دامن پناہ میں رہے۔ اللہ کے فرشتے اس کی حفاظت کے لئے مامور ہیں۔

لوگو! دین میں ایسا نیا طریقہ نیا کام ہرگز مت داخل کرو جگہو اللہ کے رسول نے نہیں کیا تھا۔ اور ان کے بعد صحابہ اجمعین نے ویسا کام جاری نہیں رکھا۔ جو رسول اللہ نے نہیں سکھایا اور نہیں عمل کرایا۔ دین ہر طرح سے مکمل کر دیا گیا ہے۔ اس میں کسی اضافے کی نی چیز پیدا کرنے اور اس میں شامل کرنے کی نہیں ہے۔ تم ایسی جرأت نہ کرنا۔ کہ دین میں

قرقرہ علیٰ حمدہ علیٰ حمدہ مسجدیں علیٰ حمدہ علیٰ حمدہ دہنی جما عتیقین قائم ہو جائیں۔
لوگ دن کونہ پوچھیں فرقہ۔ مسکن۔ جماعت سے شناخت کئے جائیں۔ مومن کی صرف ایک
بی شناخت ہے اطیعو اللہ و اطیعو الرسول نفاق اور بدعت کے کاموں سے بپو۔ اللہ کے دین کو
ضبوطی سے تمام لواللہ ہر ایک سے روز قیامت ضرور پوچھے گا اگر شریعت کے خلاف کوئی
نیا عمل دین میں داخل کرو گے۔ اللہ تعالیٰ عالم غیب ہے۔ قرآن غیب کی ناصulum باتیں
لوگوں کو بتانے آیا ہے۔ اللہ دلوں کے اندر کے بھید خلوص نیت ایمان خوب جانتے والا
ہے۔

جب تم نماز کی تیاری کر کے نماز میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کے لئے داخل ہونے
ہو تو اذان زور سے کہنا ہے کہ قد قاست الصلوٰۃ اقامۃ الصلوٰۃ کے لئے ضروری ہے۔ جب اللہ
کے آگے تم کھڑے ہوئے ہو وہ تو وہ اس وقت تمہارے دلوں کے اندر کا تقویٰ اور سارا حال
جانتا ہے کہ تم وہاں کس لئے کھڑے ہوئے ہو۔ وہ تمہاری نیت خلوص اور ہر دعا قبول کرتا
ہے۔ تمہارا وہاں آ جانا اور اس کے آگے کھڑا ہو جانا قبولیت کا درجہ رکھتا ہے۔ یکسوئی خیال اور
ذہن کے ساتھ تحولی دیر اللہ سے توجہ رکھو۔ اس سے لوٹا نے رکھو دنیا سے بے خبر ہو جاؤ وہ
تمہارے پچھے پچھے آ رہی ہے۔ تم اس سے زیادہ اپنی فکر کرو۔ مانگ لو جو کچھ اللہ سے مانگنا ہے۔
نماز کے ساتھ تم کو یہ موقع حاصل ہے۔ تم مومن ہو اللہ کے مخلص مومن۔ بندے تمہاری
کوئی دھارہ نہیں ہوگی۔

لِتَتَكَبَّرُوا إِنَّهُمْ لَا يَخْيَرُونَ

سَبَرَكَ الرَّبِّيْنِ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىَّ عَبْدِهِ

نمبر ۲۵۔ سورہ الفرقان

یہ قرآن مجید توحیق اور باطل میں فرق بیان کرنے والی کتاب ہے۔ آسمانوں سے زمین
پر انتاری جاری ہے تاکہ دنیا کے لوگوں کو پہلے سے خبردار کر دیا جائے۔ اور ڈرایا جائے کہ اللہ
اکی رحمة لا شریک ہے اس کے بارے میں شرک ملوث مت کرنا۔ انسان کو سکھایا جاتا ہے

کہ اس زمین پر اس دنیا کی نعمتوں اور آرائشوں میں کس طرح رہنا ہوگا۔ کیا کام کرنے ہوں گے اور کون سے کام ہنسیں کرنے ہوں گے۔ اچھے نیک پسندیدہ کاموں پر اعتماد اکرام دیا جائیگا۔ بُرُّے بد کاموں اور شیطانی کاموں کے لئے سنت عذاب ہے۔ صَحْیَت، یعنی بیماری میں آسمان سے عذاب دے کر سَرَازِ بجا سیگی۔ یہ فیصلہ سُنا نیوالی کتاب ہے۔ قرآن تصور ٹھوڑا۔ وقہ و قفر سے اس لئے اہم اگیا کہ حق اور باطل میں فرق نظر آجائے سچ لور جھوٹ سامنے کھل کر آجائیں۔

اس کتاب کے اپارنے کا مقصد انسان کو حلم سکھانا۔ حکمت و داناتی کے مشورے دننا اُس کے عقیدہ اور نفس کا تزکیہ کرنا ہے۔ اس زندگی اور حیات کا مقصد بیان کرتا ہو غیب کی باتیں جو موت کے وقت اور موت کے بعد کیا ہونیوالا ہے بتاتی ہے۔ قیامت کیا ہے۔ کہی ہوتی ہے۔ اس دن کیا ہوگا یہ ساری باتیں پہلے سے بتا کر خبردار کر دنا مقصد کتاب ہے۔ مگر۔ یہ انسان حیلہ جو۔ بہانے باز عجیب عجیب عذر حیلے بناتا ہے۔ کبھی سمجھتا ہے قرآن کی آیات سمجھدیں ہیں آتیں۔ قرآن پڑھنا آسان کام ہیں ہیں ہے۔ اگر قرآن پر ایمان لور یقین ہو۔ قرآن پڑھنے کی فکر کریں تو قرآن کو اللہ نے سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔ "ولهٰ يسْرَنَا الْقُرْآنُ إِنَّ اللَّهَ كَرَّ فَلِمَ مَنْ مَكَرَ" ۝۔ (سورہ القمر)

لوگوں نے قرآن پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ قرآن سے خفقت اور دوری اس لئے رہی ہے کہ دنیا کی طلب اور جاہ و اتنہ ار میں معروف ہو گئے۔ قرآن کی ہدایت سے دور ہو گئے اس پر عمل کرتا چھوڑ دیا۔ اگر قرآن کو روزانہ تصور ٹھوڑا پڑھتے رہو اور اس میں خود و فکر کرتے سمجھتے اور اس کے مطابق اپنی زندگی سنوارتے تو زندگی کی سہی راہ پر چلتے رہتے۔ قرآن میں سب کچھ ہے۔ سارے علوم و معلومات الہمی کردی گئی ہیں۔ مگر انہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ دنیا داری میں دنیا کے عیش و عشرت میں پڑ گئے۔ شرک اور بُرُّ پرستی نفاذی خواہشات کی لذت، کیف و سُرور میں اپنے اللہ سے، دن سے، ایمان سے، قرآن سے دور ہو گئے اور اپنی عاقبت خود ہی خراب کر لی۔ اپنی تباہی و بر بادی کے سامان خود ہی اپنے ہاتھوں کرنے۔ آیات ۳۵ سے ۵۶ تک یہی مضمون چلا گیا ہے۔

جن لوگوں کو قرآن کا علم ہی نہیں۔ انہیں کیا معلوم کر آخرت کیا ہے۔ قیامت۔ سرزا اور جزا کیا ہے وہ سرزا سے بالکل بے خوف اور نذر ہو گئے۔ مگر راہ اور بعد میں اور بد عقیدہ ہو گئے روز قیامت ان کو معلوم ہو گا کہ انہوں نے کیا کھو دیا جب اپنی آنکھوں سے

روزِ قیامت اصحابِ دوزخ اور اصحاب جنت الگ الگ بھڑے کئے جائیں کے تب معلوم ہوگا۔ اللہ کے رسول بھی گواہی دیں گے کہ پروردگار میری قومِ دنیا کی طلب میں قرآن سے دور ہو گئی تھی۔ ”قَالَ الرَّسُولُ يَا أَرْبَابَ الْأَنْوَارِ إِنَّ قَوْمَكُمْ أَتَخْذُوهُنَّا هُنَّا الْمُجْعُورُونَ“۔ الِزَّامُ تُوَانُ مُکَلَّفَ کے سر ہے جنہوں نے قرآن کو کھوں کر نہ دیکھا اور نہ پڑھا اور نہ پڑھنے کی طرف مائل ہوئے۔ جزوں میں بندگی کے رکھ چھوڑا۔ کسی کی موت پر ایصالِ ثواب کی غرض سے ختم القرآن کی رسم اور طریقہ کے طور پر اس کو استعمال کیا اور پھر رکھ دیا۔ ذمے واری خود انہیں کی ہے جنہوں نے اسکو چھوڑ دیا۔ نہ خود پڑھا اور نہ اپنے بیویوں کو پڑھایا اور نہ اس سے فائدہ اٹھایا۔ اللہ کے نیک فرماں بردار مومن بندے وہ ہیں جو قرآن کو روزانہ صبح و شام پڑھتے رہتے ہیں اور اسکی آیات میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ قرآن کے احکامات پر اپنے عمل کی جانب کرتے رہتے اور اپنی اصلاح کرتے رہتے ہیں۔ روزِ قیامت اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔ اللہ کا ڈر خوفِ دل میں رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے قرآن نے ”عِبَادُ الرَّحْمَنِ“ کا تقبہ دیا ہے اور ان کی تعریف اور صفات بیان کی ہیں۔ اللہ کا ڈر خوفِ دل میں رکھتے ہیں۔ زینِ پر حاجزی اور خاکساری سے چلتے ہیں۔ سیدِ حی سادھی زندگی گذارتے ہیں۔ حلال و طیب روزی سما کر کھاتے ہیں۔ جو مل جائے تو خکر ادا کرتے ہیں جو نہ لے اس پر صبر کرتے ہیں۔ قیامت۔ قُرُوفاً قُرُوفاً صبر ان کا طریقہ زندگی ہوتا ہے۔ راستے میں خندکے بدمعاش شریر شیطان صفت لوگوں سے آمنا سامنا پوچھاتا ہے تو اپنا دامن بچا کر ان کو السلام علیکم کہہ کر ان کے درمیان سے گذر جاتے ہیں۔ اور ان سے دور رہتے ہیں۔ دن کی عبادت اور نمازوں کی پابندی کے علاوہ راتوں کو آخری پھر نیند سے جاگ کر اللہ سے تہائی میں رو رکھ کر اپنی مغفرت اور بخشش کی دعا میں مانگتے رہتے ہیں۔ طویل سحدے کرنے کے اللہ کو راضی و خوش رکھتے ہیں۔ زندگی میں اعتدال لور توازن رکھتے ہیں۔ اللہ پر تکلیف اور بھروسہ اور امید رکھتے ہیں۔ بری صحبوں سے بچتے، فاشی بدکاری اور خیانت سے دفعہ رہتے ہیں۔ ہر وقت اپنے گناہوں کی مغفرت اور بخشش کی دعا میں کر کرتے رہتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ نے پایغ اور العلامات رکھے ہیں یہ نیک جنتی لوگ ہیں ہمیشہ ہمیشہ کی آرام کی زندگی ان کا مقدر ہوگی۔ یہ قرآن کی عملی زندگی گہلانہ نیواں لے لوگ ہیں۔

چوتھی منزل کا خلاصہ -

قرآن کی دوسرے نصف حصہ سے چوتھی منزل سودہ بنی اسرائیل سے فرمدی ہو

رہی ہے۔ اس میں ۹ سورتیں آئیں، ہیں۔ مُسلم کون ہے۔ مومن کی تعریف کیا ہے۔ اور نماز میں قیام رکوع و سجود۔ ذکر و سیع اذان کی ضرورت اور اہمیت کو بیان کیا جا رہا ہے۔ احکامات دن کی وصاحت کا بیان ہے۔ پہلے نصف قرآن میں سکھایا گیا تھا کہ دن کیا ہے۔ ایمان بالغیب کیا ہے۔ اسلام کیا ہے۔ اور قرآن کا تھاب انسان ہے۔ انسان کی سرگذشت یا ہے اسکی فطرت۔ خصوصیات۔ عادات۔ مراج کیا ہے بیان ہو رہے ہیں۔ اس لحاظ سے دوسرا نصف قرآن بہت اہم اور فضیلت والا ہے۔ واقعہ مراج سے اس کا آغاز ہوتا ہے جو ایک غیر معقولی واقعہ ہے۔ یقین نہیں آتا کہ انسان زمین پر رہتے ہوئے آسمانوں پر چلا جائے اور سیر کر کے واپس آجائے۔ جسم اور جان کے ساتھ اللہ کا رسول کہ سے عرش بریں مک گیا اور آیا۔ وقت فاصلے۔ زمان اور مکان بُثیر گئے تھے۔

پندرہ سو سال پہلے قرآن نے مراج کا واقعہ بیان کیا اور آج تظریٰ اصناف وقت فاصلہ بیان کرتا ہے۔ قرآن حقیقت کا بیان ہے اللہ کا کلام غیبت ہے۔ اللہ خالق اور شید بر الائم ہے۔ اللہ کی مرضی مٹاو مصلحت سے بکام ہوتے ہیں۔ اللہ کا امر رب ہے۔ اس کے نئے ہر چیز ممکن ہے۔ امر رب کیا ہے۔ اللہ کی مرضی ہے اللہ جو جا ہے وہ کرتا ہے اس کی حکمت اور مصلحت کی مرضی کے بے فیصلے امر رب ہوتے ہیں۔ اللہ کے رسول کو جو اُس کا محبوب تھا۔ ایک رات وہ اپنے بستر پر سورہ تھا۔ حضرت جبریل علیہم السلام کو بھیج کر انہیں اوپر بلایا۔ وہ جسم اور جان کے ساتھ ایک زندہ انسان کو بُوش و حواس کہ سے براہ بیت المقدس میں آسمانوں میں سیر کرنا ہوا لایا۔ عرشِ عظیم پر اپنے مالک و آقا کے دربار میں پار یا بُکرا۔ سپاسناہ محمد و شناپیش کیا اور واپس آگیا۔ کون یقین کریکا اس بات کو کہ رات ہی رات پنج بھر گیا اور فجر سے پہلے ائمہ بستر پر آ کر پہونچ گیا۔ امام ہانی حکمِ زاد بہن کے گھر کا واقعہ ہے اس نے گھر کے اندر اہمیں باہر سے آتے ہوئے دیکھا۔ پوچھا کہاں گئے تھے۔ تم تو سورہ ہے تھے یہاں۔ وہ بُکے آسمانوں کی سیر کر کے آرہا ہوں۔ وہ نہیں اور خاؤش رہی۔ ایمان وہ نہیں لائی تھی اپنے آبا و اجداد کے دن پر تھی۔ لیکن اس نے شک کرنے کی وجہ نہیں دیکھی کیونکہ محمد علیہ السلام نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولتا تھا۔

الله ایسا نہ تھا کہ ہم ان کو واپسی پر خالی ہاتھ لوٹا۔ وہاں اللہ نے اپنے صیب نے سپاسناہ کے جواب میں سورہ فاتحۃ الكتاب کی سات آیات "الحمد لله سے وَلَا الصَّالِحُونَ" تک اللہ جل شانہ نے اسکی امت کو پانچ وقت کی نماز کا تحفہ دیا کہ یہ وہ نعمت ہے جو بندہ کی دعائی و

زمین سے عرش تک پہونچا سیگی۔ اللہ اور بندہ کا رشتہ جوڑے گی۔ اللہ اور بندہ کو ایک دوسرے سے قریب کرتی رہیگی۔ اس طرح نماز فرض کی گئی ہے۔ دوسرا حکم ہجرت کا ساتھیا کہ ساتھیوں الہلوں کو کے والوں کے ظلم و ستم سے بچا کر مدینہ کی طرف یا کسی اور جگہ جہاں امن و سکون ہو، ہجرت کر جاؤ۔ اور ہجرت کی دعا بھی سکھا دی۔ اذان کا حکم دیا کہ نماز سے پہلے اس کا اعلان کرو۔ اذان دو پھر اذان کے بعد کی دعا بھی سکھا دی۔ اس میں وسیلہ۔ فضیلہ جنت کے بلند مقامات میں جہاں مومن کو پہونچایا جائیگا۔ ہر اذان کے بعد دعا کیا کرو۔ نماز کے قائم کرنے سے پہلے اللہ کی فضیلت، رحمت و بخش طلب کرتے رہو۔ جنت کے لئے دعا کرو۔ اللہ سے امید رکھو کہ وہ تم کو اذان کے وسیلے سے مقام محمود تک پہونچا دے۔ جو جنت میں اعلیٰ مقام ہے۔ جو اللہ کے محبوب بندوں کے لئے منصوص کر دیا گیا ہے۔ یہ خصوصیت پڑھ پڑھنے والوں کے لئے ہے جو پہلے فرض کی گئی تھی اور اب اختیاری ہے۔ نماز کیا ہے؟ وہی سات آیات سبع مثنی کی جو سپاسناہ خداوندی میں پڑھ کر سنائی گئی تھی۔ اس کو بار بار دُھرا کر پڑھنا ہر رکعت میں یہ اللہ کو بست پسند ہے۔ اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ نماز میرلنج المؤمنین بنائی گئی ہے۔ سورہ الحج میں نماز پڑھنے کا طریقہ۔ قیام۔ رکوع اور سجده سکھایا گیا ہے۔

امر ربت کو بخنس کے لئے ایمان اپنی زندگی اور موت کو سامنے رکھنے زندگی کیا ہے؟ جسم اور جان نفس اور روح سے مل کر بیسی ہے۔ جب تک یہ یعنی ملے ہوئے ہیں تب آتی جاتی رہتی ہے۔ زندگی ہے۔ جب روح جسم چھوڑ کر نکل جاتی ہے نیپھ رک جاتی ہے۔ موت واقع ہو جاتی ہے۔ جسم و جان مردہ لاش کو زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ روح آسمانوں میں ملی جاتی ہے۔ یہ روح کیا ہے یہ امر ربت ہے۔ اللہ کے حکم سے فرشتے اُس کوہاں کے رحم میں لاتے ہیں۔ جب نظرِ میغز۔ علقہ مل کر دھانچہ تیار کیتے ہیں تو اللہ کے حکم سے فرشتہ روح کو پچ کے اندر داخل کر کے اسکو زندگی دتا ہے۔ جب موت کا وقت آتا ہے تو اللہ کا حکم لے کر موت کے فرشتے آسمانوں سے زمین پر آتے ہیں اور اسکی روح قبض کر کے اوبیر آسمانوں میں پہنچا کر کر کھدیتے ہیں۔ روح اللہ کے حکم سے آتی اور جاتی ہے روح امر ربت ہے اللہ کی مرضی اللہ کا حکم۔ اللہ کی مصلحت منشاء ارادہ فیصلہ جو جا ہے نام دو۔

السان بالکل اللہ کی مرضی کا محتاج اور امر ربت کا پابند ہے۔ اللہ کا ہر فیصلہ قبول کر۔ کا پابند ہے۔ یہی اسکی بندگی اور نیازِ مندی کی شان ہے۔ عبودیت ہے۔ یہی رہنم روز قیامت آسمانوں سے فرشتے لا کر تبر کے مردوں کی مردہ لاشوں سے ملا دیں گے تو پھر انسان دوبارہ

زندہ ہو کر روز مُخْرِس میدان قیامت میں اللہ کے حضور لایا جائیگا۔ اس سے وہ سب کچھ پوچھا جائیگا جو فرشتے زندگی میں روزانہ اس کے کندھوں پر یہی لکھتے رہتے تھے۔ ویدیو فلمیں بناتے ویدیو کیٹ کے ٹپ تیار کرتے تھے۔ سب شوٹ فلما کر دکھائے جائیں گے تاکہ انکار کی جھوٹی قسم کی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔ یہ ہے نظریہ حیات بعد الموت قرآن کا۔ اور نظریہ آخرت اور قیامت کا۔ اس پر یقین حکم رکھو۔ اللہ سے ڈرو۔ اس دن سے ڈرو جس دن حساب و کتاب ہونیوالا ہے اور تم سے ایک ایک نعمت کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ یہ امر رب ہے۔ اللہ کا حکم ہے اللہ کی مرضی ہے۔ اس کو جان لو پہچان لو۔

سورہ الکھف میں امر رب کی شریع ایک قصہ اصحاب کھفت میں کی گئی ہے۔ اس قصہ میں عجیب و غریب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ اور فلسفہ موت اور حیات بعد الموت کو واضح کیا گیا ہے۔ کہ لوگ یقین کر لیں کہ اس زندگی کے بعد ایک اور آخرت کی نہ ختم ہونیوالی زندگی آنسیوالی ہے۔ قرآن نشانِ میزبان ہے۔ "يَعْلَمُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَقْتُ سَامِنَةِ رَحْمَةٍ صَبَرْ وَثَامَ تَلَوْتَ كَرَتَ رَهْوَ زَنْدَگَيَ كَسَفَ كَمِيزَنَلَ آسَانَ ہو جا سیکی تَسْرِلَ مَقْصُودَ پَرَ آسَانِیَ سے ہیچ سکو گے۔

قرآن کلمۃ الحق فقط ایک کلمہ اللہ کی تفسیر ہے۔ دنیا میں بہت سے لوگ اور بُت خدا بن یہیں ہیں۔ انسانی خواہشات اور نفس کی ترغیبات کبھی ختم نہیں ہوتے۔ یہ گمراہ کرنیوالے ہیں۔ لبنتی موت کو یاد رکھو موت سب کچھ چیزوں لیتی ہے۔ ظالی پا تھو دنیا سے جاتا ہے۔ نفس کی وجہ سے انسان غلط اور سُستی کر جاتا ہے۔ اللہ کی رحمتوں سے دور ہو جاتا ہے۔ سورہ الکھف کا دوسرا سوال۔ حضرت خضر مبلغم سے متعلق ہے کہ وہ کون تھے۔ چشمہ آبِ حیات سے اُن کا معلق کیوں ہے آبِ حیات دراصل کیا ہے؟ علم کمکوئی اور علمِ لدنی میں کیا فرق ہے۔ جو اللہ کی مرضی و منشاء کے مطابق امر رب ہے۔ وہ علمِ لدنی ہے۔ غیب کا علم سوائے اللہ کے کی کے پاس نہیں ہے۔ اللہ جس کو غیب کا علم سکا دے۔ اُسکی رحمت اور عطا ہے۔ امر رب پوشیدہ رہتا ہے تاہم انسانوں کے حق میں بغیر ہے۔ زندگی کا سارا طف انجام کے پلے سے نہ معلوم ہونے سے ہے۔ انجانے میں جو طف اور مزہ لذت ہے وہ جانے بوجھے میں نہیں ہے۔ امر رب انجان فیصلہ ہے۔ اللہ کے ہاتھ انسان ہر حالت میں اللہ کے فیصلے کو تسلیم کرے یعنی مسلم و رضا قرآن کی تعلیم ہے۔

تیسرا سوال۔ سُکندر ذوق اقران کون تھا۔ آبِ حیات کی علاش میں کیوں نہ لڑاں کی

تفصیل ہے۔ آبِ حیاتِ دراصل کیا چیز ہے۔ اگر انسانوں کے فائدے و فلاح کے لئے اللہ نے پیدا کر دکھی ہے تو اُس کا فیض اور فائدہ انسانوں کو اس دنیا میں ملتا چاہیے۔ نعمتیں اللہ نے کبھی چھپا کر نہیں رکھی ہیں۔ اللہ کا علم چھپا ہوا مصلحت امر پویشہ رہتا ہے۔ نعمتیں عام کھلی ہوئی ہیں۔ اور وہ آبِ حیات و صنو کا پانی ہے۔ جو دن رات کے پانچ اوقات میں جسم کے نازک اعضا، رُگ جان، فریانوں۔ رُگوں پٹھوں سے پانی سے تر ہوتے اور سیراب ہوتے زندگی کو تازگی دیتے رہتے ہیں۔ اور نماز میں دعا میں ہیں۔ ذکر ہے، اذکار ہیں، رسم ہے، تخلیل ہے۔ اللہ سے کوئا نے رکھنا ہے۔ اللہ کو ہر وقت یاد رکھنا ہے۔ اس سے تعلق و رشتہ جوڑے رکھنا ہے۔ فیض اشانا ہے۔ یہ نعمت صرف مسلمانوں کے حسے میں آئی دنیا کی کسی قوم مذہب اور ملت میں صفائی پاکی و سترائی کا نہ ایسا کوئی تصور ہے اور نہ طریقہ۔ پانچ اوقات کی نماز کی پابندی اور ذکر و اذکار ہے۔ یہ اللہ کے رسول کی امت کے لئے خاص تفوہ ہے۔ پانی جزو حیات ہے۔ اللہ نے ہر چیز پانی سے پیدا کی ہے۔ پانی میں زندگی ہے۔ حیات ہے پانی آبِ حیات ہے۔ یا جوچ و ماجوچ ایک مُفَدِّ قوم کا ذکر ہے جو پردہ غیبت میں ہے۔ جب قیامت قریب ہو گئی اس وقت مکندر کی بنائی ہوئی لوئے کی دیوار میں وہ سوراخ کر کے باہر رکھ ل آئیں گے پھر دنیا میں بلا کت و برباوی کا طوفان آئے گا۔ بلا کو دوبارہ آئیجگا۔ جنگِ عظیم اول و دو ستم ہو گی اور دنیا جنگ و جدال والی طاقتوں میں رقصیم ہو جائے گی۔

سورہ مریم حیثیت کی پانچ حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہے یہ اشارہ ہے پانچ مقالید المسوات والارض کا جس کا ذکر حم و الی سورت الشوری کی حم ۵ عن آیات کی آخری آیات میں بیان ہوا ہے۔ یہ سب اللہ کی غیب کی باتیں ہیں اللہ ہی کے حلم میں رہتی ہیں۔ اسی کی حکمت اور مصلحت سے ظاہر ہوتی رہتی ہے۔

اکم تین حروف مقطعات میں حضرت لبی بی مریم علیہم السلام کی پیدائش مت مرتاد غزر سے تھی۔ اللہ نے لڑکی دی۔ یہ اللہ کی مصلحت تھی پھر بی بی مریم علیہم السلام سے بغیر شوہر کے صیہی جنت کو پیدا کیا۔ یہ اس کا امر رب تھا اسکی مشیت اور مصلحت تھی۔ آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا عینی جنت کو بغیر باپ کے پیدا کیا یہ اس کی حلم و حکمت منشاء اور مرضی کے بھلے تھے یہ امر رہت ہے۔

اللہ جس کو جا ہے اسکی نسل خاندان آگے بڑھانے اولاد اور وارث عطا کرے۔ اس کا فیصلہ ہے اللہ جب بندہ کو استحان میں کامیاب دیکھتا ہے تو انعام میں اسکو اولاد وارث عطا کرتا

ہے۔ یہ اس کا قاعدہ ہے امتحان میں فیل ہونے والے کو پچھہ ہیں دتا۔

سورت ط' اس میں حضرت مولیٰ ﷺ کے ابتدائی حالات بیان ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنے مقصد اور اپنے کام کے لئے منتخب کر دیتا ہے تو پھر پوری توجہ ان کی طرف کر دیتا ہے انکی پیدائش سے انکی تعلیم و تربیت اپنی توجہ پر رکھتا ہے۔ یہ اللہ کے محبوب پسندیدہ بندے ہوتے ہیں آنبیاء ﷺ کا استھان لیا گیا سب کو آزادیا گیا۔ سب کامیاب آئے سب کو اعمالات سے نوازا گیا ہے۔

وراثت زمین کی صرف اللہ کے نیک بندوں اور فرمان بردار اطاعت کرنے والوں کے لئے دی گئی ہے۔ اللہ ہی سب کا وارث ہے۔ زمین کا وارث بھی اللہ ہی ہے۔ زمین کے لئے مت جگڑو۔ کسی کی زمین پر زبردستی مت قبضہ کرو۔ یہ زمین قبر میں تم سے پوچھے گی کہ تمہارا وارث کون ہے۔ زمین ہی سب کی وارث ہے سب کو اپنے اندر محفوظ کر لیتی ہے۔ زمین پر فاد فتنہ۔ خون قتل غارت گری مت کرنا۔

۲۱۔ سورہ الانبیاء۔ سارے آنبیاء ﷺ لوگوں کی پدافت اور رہنمائی کے لئے مجھے گئے تھے۔ سب کا دن ایک ہی تھا۔ اسلام دن حنیف ابراہیم ہے۔ اپنے زناہ کے حالات اور انسانی سوچ کے مطابق فریتیں ہر زناہ کی الگ الگ تھیں۔ دن ایک ہی تھا۔ حضرت مولیٰ ﷺ کی شریعت توریت کی تھی۔ حضرت صہیٰ ﷺ کی عہدِ حدید (نیوٹنی مٹ) انجیل کی تھی۔ جب قرآن کا نزول ہوا تو ساری فریتیں منسوخ کر دی گئیں۔ اسلامی شریعت ہی ملک کے لئے سارے زناوں کے لئے مکمل کر دی گئی۔ اسلام ہی دن حنیف ابراہیم ہے جو قدح میں چلا آ رہا ہے۔

۲۲ سورہ الحج

اللہ نے حضرت ابراہیم ﷺ سے اپنا مرکزِ عبادت تعمیر کرایا تھا۔ ابراہیم ﷺ نے دعا کی تھی کہ حج کے طریقے سکھا دتے تو اس سورت میں عبادات حج کے طریقے سکھائے گئے ہیں۔ اذان۔ نماز۔ رکوع اور سجده کا طریقہ سکھایا گیا۔ ماہ ذوالحجہ کے دس دن ایام حج ہیں۔ ان میں تین دن آخری "ایام مددودات" کے ہیں۔ ارکان حج ادا کرنے کے بعد قربانی کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔ مت مراد نیازِ نذر کے لئے قربانی کا طریقہ ہے اس کے ملاؤہ نیاز۔ نذر مت مانگنے اور چڑھانے کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ حج کے بعد قربانی واجب ہے۔ اسلام کی شریعت میں پہلی بار قربانی کا طریقہ سکھایا گیا ہے ورنہ اس سے پہلے نیازِ نذر مت کے لئے

اگر کی قربانی کا طریقہ تھا۔ حج اور عمرہ خالص اللہ کی رضا اور خوشی کے لئے کیا جائیگا۔ حج اور اُرکان حج سفر کر دیتے گئے ہیں وہی طریقہ قیامت تک فاتح رہیگا۔ اس میں کوئی تبدیلی اور تحریف کمی بیشی نہیں ہوگی۔ اسلام کی تعریف پہلے کچھی ہے۔ سورت کے آخر میں مسلم کون ہے اسکی تعریف بیان کی گئی ہے۔ اللہ کا احسان ہے کہ اللہ نے مسلمان بنایا اور اسلام میں داخل کرایا۔ اسلام کی شریعت والی زندگی۔ سکھانی۔ مسلم اسکو کہیں گے جو بُنی مرحمی۔ خوشی اللہ کے امر اور مشیت کے فیصلوں پر راضی ہو جائے۔ وہی مسلم ہے وہی مسلمان کھلا ہیں گے

۲۳۔ سورہ المؤمنون میں مومن کی تعریف کی گئی۔ مسلم اور مومن میں اللہ نے فرق رکھا ہے۔ دو الگ الگ اصطلاحات ہیں ان کو گذھڈھٹھٹ کرو۔ مومن کی تعریف میں چھ صفات ابتدائی آیات سے شروع ہوتی ہے۔ جو شخص ان چھ خصوصیات کا پابند اور عالم ہو گا وہی مومن کھلا ہیگا۔ اللہ جانتا ہے کہ تم میں کون مومن ہے اور کون مسلمان ہے۔ یہ دنیا مومنوں اور مسلمانوں کے لئے بغیر تحملت کے نہیں بنائی گئی۔ دونوں کے لئے عبادت اور بندگی لادم ہے۔

۲۴۔ سورہ النور۔ یہ آیات و بینات والی بڑی اہم سورت ہے۔ فرض کر کے انتاری گئی ہے۔ انسان کی سب سے بڑی کمزوری نفس اور نفسانی شہوات، لذات و سروریں انسان زنا کا مرکب ہوتا ہے۔ بے حیاتی۔ فاشی بدکاری کے کام کرتا ہے۔ عورت اور مرد دونوں کے لئے سُنگار کرنے کا حکم ہے۔ بڑی سخت سزا ہے اور عام لوگوں کے سامنے عبرت کے لئے سُرزا مقرر کی گئی ہے۔ یہ گناہ کبیرہ ہے اس سے باز آجائیں۔ زنا کار۔ بدکار۔ عورت کے لئے نیک مسلمان مرد جائز اور طلاق نہیں ہیں اور یہ آپس میں خادی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح بدکار۔ زنا کار مرد کے لئے پاک دامن عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ زنا کار۔ بدکار فاشی کرنیوالا خواہ مرد ہو یا عورت دن سے اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔

تہمت کا نیوالوں کے لئے گلوڑوں کی سزا ہے۔ مرد اور عورت کو بیگناہی ثابت کرنے کا پورا پورا حق دیا گیا ہے۔ جبار پار قسم اللہ کی سخا نہیں گے اور اپنی بات کا۔ اور الزام کے خلاف شہوت دی گے۔ بے گناہی کا دفاع کریں گے یا بار شہوت کے لئے قسم سخا کر خود کو اللہ کے حوالے کریں گے کہ اگرچہ ہوں یا جھوٹے ہوں غیب کا علم اللہ کو ہے اللہ جو فیصلہ کریا اس پر راضی ہوں گے۔ یہ اسلامی شریعت کا طریقہ قرآن نے بتا دیا ہے۔ سہاں بیوی کے لئے

بھی یہی طریقہ ہے۔ ہلوقِ انسان ہو سکتی ہے۔ علیحدگی دونوں کی ہو سکتی ہے۔ ہوسنوں کو ادب و آداب اور تہذیب سکھانی کئی ہے۔ انسان کو دسوں سے پہنچنے کی پدائیت کی گئی ہے۔

۳۵۔ سورہ الفرقان

آسان سے آنیوالی الہامی کتاب کو فرقان کہا گیا ہے جو حق اور باطل میں فرق کرتا سکھاتی ہے۔ نیکی اور بدی دونوں کو الگ الگ کر کے قرآن میں مفصل سے مثالوں سے قصہ کھینچیں گے میں سب کچھ سکھا دیا اور بتا دیا گیا ہے۔ اللہ کی جمُت پوری ہو گئی اب قرآن پڑھنے اور پدائیت و نصیحت حاصل کرنے والوں کی ذمے داری ہے کہ وہ اس فرق کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر اپنی زندگی گزاریں۔ اس سوورت کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ تین بار وہرا یا گیا ہے۔ ہمیں آیات کا پہلی آیت تبارک الذی نزل الفرقان..... دوسری بار آیات دس میں تبارک الذی ان شاء جعل لک خیرا..... تیسرا بار آیات ۲۱ میں تبارک الذی جعل فی السماء بروجات۔ اللہ خالق کائنات ہے اس کا تدبیر اور امر یہ کائنات چلا رہا ہے۔ اس پر مزید بحث آئے سورتوں میں ہو رہی ہے۔ آسانوں پر نظامِ سرسی کا اپنا نظام ہے حیاتِ موت اور فنا۔ بروجوں، ستاروں اور نجوم میں بھی قائم ہیں۔ اور زمین پر مخلوقات کا نظام حیات اور حیات بعد الموت کا نظام قائم ہے۔ یہ اس کی مصلحت ہے۔ زمین پر سب سے اچھے اللہ کے بندے وہی ہیں جو نیک اور مستقی ہیں، عبادِ الرحمن کھلائتے ہیں۔ یہ بندے راتوں کو اپنی نیندے کے آٹھ کر پھٹے پھر تہجد کی نمازوں میں اپنی مضررت اور بخشش مانگتے رہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْسَّمْرَ ۝ تِلْكَ أَيْتُ الْكِتَبِ الْمُبَيِّنِ ۝ الْعَدْلُ بِأَدْلٍ ۝

نمبر ۳۶۔ سورہ العراء۔

تین حروفِ مقطعات کی روشن آیات والی کتاب ہے۔ اللہ کے رسول سے مقاطب ہو رہی ہے۔ اے میرے صیب کتاب کی نصیحت اور پدائیت لوگوں کو پہونچانا اگرچہ ایک

بھی۔ بھی طریقہ ہے۔ طلاق یا نہ ہو سکتی ہے۔ علیحدگی دو نوں کی ہو سکتی ہے۔ سو منوں کو ادب و آداب اور تہذیب سکھانی لگتی ہے۔ انسان کو دوسروں سے پہنچ کی پدایت کی لگتی ہے۔

۲۵۔ سورہ الفرقان

آسمان سے آنسیوالی الہامی کتاب کو فرقان سمجھا گیا ہے جو حق اور باطل میں فرق کرنا سکھاتی ہے۔ نیکی اور بدی دو نوں کو الگ الگ کر کے قرآن میں تفصیل سے مثالوں سے قصہ سکھانیوں میں سب کچھ سکھا دیا اور بتا دیا گیا ہے۔ اللہ کی جنت پوری ہو گئی اب قرآن پڑھنے اور پدایت نصیحت حاصل کرنے والوں کی ذریتے داری ہے کہ وہ اس فرق کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر اپنی زندگی گذاریں۔ اس سورت کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ تین بار دھرا یا گیا ہے۔ پہلی آیات کا پہلی آیت تبارک الذی نزل الفرقان..... دوسری بار آیات دس میں تبارک الذی ان شاء جعل لک خیراً..... تیسرا بار آیات ۲۱ میں تبارک الذی جعل فی الرسأء بروجاء۔ اللہ خالق کائنات ہے اُس کا تذہب اور امر یہ کائنات چلدا ہے۔ اس پر مزید بحث والی سورتوں میں ہو رہی ہے۔ آسمانوں پر نظامِ شمسی کا اپنا نظام ہے حیاتِ موت اور فنا۔ بروجوں، ستاروں اور نبوم میں بھی قائم ہیں۔ اور زمین پر مخلوقات کا نظام حیات اور حیات بعد الموت کا نظام قائم ہے۔ یہ اُس کی مصلحت ہے۔ زمین پر سب سے اچھے اللہ کے بندے وہی ہیں جو نیک اور مسٹی ہیں، عباد الرحمن سمجھلاتے ہیں۔ یہ بندے راتوں کو اپنی نیند سے کامٹ کر پھٹے پھر ہمجد کی نمازوں میں اپنی مختصرت اور بخشش مانگتے رہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طسْمَ تِلْكَ آیَتُ الْكِتَبِ الْمُبِينِ لَعَلَكَ بَلَغْتُ

نمبر ۲۶۔ سورہ الشراء۔

تین حروف مقطعات کی روشن آیات والی کتاب ہے۔ اللہ کے رسول سے مقاطب ہو رہی ہے۔ اے میرے جبیب کتاب کی نصیحت اور پدایت لوگوں کو پہونچانا اگرچہ ایک

مُنْتَ وَشَقْتَ طَلَبُ کام ضرورٌ ہے اور اس کا مر میں تم کو مُثُل اور مصیبت میں ڈالنا ہرگز مقصود نہیں ہے۔ اگر ہم جائیں تو ان کافروں پر منکروں، پر ان کی صد اور ہشت دھرمی پر ایسی ایسی نشانیاں دکھانیں لے کر ان کی گرد نیں جمک جائیں گی۔ مگر ہوتا یوں رہا ہے کہ خدا نے جب بھی کوئی نشانی یا معجزہ لوپرے ان کو دکایا، پھر بھی وہ اسکو کہیں کے یہ جادو ہے۔ ہماری آنکھوں کو چکا چوند کر گئی ہے۔ سر ہے ہم اسکو مانتے والے نہیں ہیں۔ دریختے والوں اور مانتے والوں کے لئے قدرت کی بہت سی نشانیاں دن رات ان کے سامنے ہے مگر یہ مانتے والے ہی نہیں ہیں۔

ہم نے موئی جہنم کو پہلی بار جب فرعون کے دربار میں بھیجا تھا تو کتنی بڑی نشانیاں دے کر بھیجا تا مگر فرعون نے ان کو کب مانا تھا۔ مصر کے تمام جادو گرا اکٹھا کر کے جادو گروں سے خدا کی نشانیوں کا مقابلہ مظاہرہ کرایا تھا۔ وہ سارا قصہ تفصیل سے قرآن نے جگہ جگہ سنایا ہے۔ بالآخر فرعون اپنے سامان اور اپنے لشکر کے ساتھ دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔ اور جب دوستے لگا تو کہا میں ایمان لاتا ہوں موئی پر اور موئی کے خدا پر۔ لیکن جب مت موت مانتے ہو تو مت سے ڈر کر پہنچ کر نے ایمان لایا تو کیا؟ لا یا کوئی قبول کرتا ہے ایسے ایمان کو؟ ایسا ہی ایک ابرا حیم جہنم کا قصہ ہے۔ ان کے گھر ہی سے انکی آذانش شروع ہوتی تھی۔ اور وہ بچپن لڑکپن ہی سے بُت فوشی اور بُت پرسی سے بیزار اور مخالف تھے۔ خدا کی معرفت جب انکو ملی تو وہ اپنے ماں باپ، گھر دار، وطن عزیزوں کو چھوڑ کر نکل آئتھے۔ ان کے ساتھ قوم والوں نے کیا کیا نہ ظلم کئے اور کی طرح ان کو آنکھ میں ڈلا کر وہ جل کر مر جائے۔ اللہ نے اپنے محبوب بندے کو اکیلا بھی نہیں چھوڑا۔ ہمیشہ اس کے ساتھ ساتھ ہیا اسکو ہر مصیبت سے بچا کر لایا۔ اس قیمتی میں نشانیاں ہیں۔ اسی طرح حضرت نوح عليه السلام کا لوط جہنم کا اور حضرت صالح عليه السلام کے واقعات قرآن نے عبرت کے لئے سنائے ہیں۔ ان سب میں نشانیاں ہیں۔ مگر لوگوں نے ان کا انتحار کیا۔ وہ سب ہلاک کئے گئے انکا نام و نشان تکہ کا اب باقی نہیں ہے۔ نافرمان ہشت دھرم سرکش لوگوں کے لئے اللہ کی نشانیاں اور معجزے کبھی ایمان لانے پر راغب نہیں کریں گے۔ ایمان اور یقین تودیل سے مانتے کا نام ہے زبردستی کی کونہ تم ایمان سکھائی کتے ہو نہ اللہ کا ڈر خوف دلا سکتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے "علم الکتاب" کو اپنے بندوں میں تعمیم کر دیا ہے۔ جو علم حضرت خضر جہنم کو دیا گیا وہ اپنے ہی نیفابر موئی جہنم کو نہیں دیا گیا۔ حضرت سلیمان عليه السلام کو جو علم دیا گیا

وہ ان کے والد حضرت داؤد مبلغہم کو نہیں دیا گیا۔ جنول اور شیطانوں کو حضرت ملیمان مبلغہم کے تابع فرمان کر دیا۔ ایسا کسی کو بھی نہیں دیا گیا ہے۔ قرآن مجید یہ کہتا ہے یہ سارے ملوم انبیاء مبلغہم اس کتاب محتفہ مودتیے گئے ہیں اور یہ کتاب خود بہت بڑا معجزہ علم الکتاب کا ہے اگر اس کتاب کو غور کرے پڑھو تو اس میں غیر معمولی نشانیاں اور علوم غیب کے کشف و کرامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم الاسمااء الحسنى بھی تم کو اس کتاب میں سمجھا دیجئے گے اس میں اللہ کا اسم اعظم ہے۔

اسے خدا کے رسول تم آخری پیغمبر ہو۔ تمہارے بعد کوئی ہیغہ سپر اس دنیا میں نہیں آئے گا۔ یہ کتاب تمہارے سب کام کرے گی اور حدایت و نصیحت پہونچاتی رہے گی۔ تم چیلے اپنے خاندان والوں کو اور گھر والوں کو مبت و تواضع اور اخلاق سے نصیحت و حدایت کرتے رہہنا۔ لوگوں کی چالفت، طنز و طعن کی باقول پر صبر کرنا لور برداشت کرتے رہہنا لوگوں کو اچھی بات اور نصیحت و حدایت پہونچانا۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور لوگوں تک اچھی بات پہونچانے رہو۔ اس دنیا میں ہر طرف انسان ہی انسان نہیں رہتے بلکہ شیطان اور اس کے ہر زاد بھی ہوتے ہیں جو سنکی حدایت لور سینے راستے سے لوگوں کو بھٹکاتے رہتے ہیں۔ نفس کی خواہیات اور لذات اور لطف کی طرف راحب کرتے رہتے ہیں۔ بد ذات بد اخلاق بد فطرت لوگوں پر ہر وقت شیطان مسلط ہوتے ہیں ان کے والوں میں وسوسے، وہم گھمان پیدا کر کے نیک راہ سے نماز سے بھٹکاتے اور جھوٹے من گھرست خیالوں میں گھراہ رکھتے ہیں جنکی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

یہ قرآن کی شاعرانہ تخلیق کی جنت کا ذکر نہیں کرتا اور نہ دونخ کا خوف دلاتا ہے۔ بلکہ حق کی بات اور حقیقت بیان کرتا ہے۔ چونکہ اللہ نے اسکو چھار رکھا ہے روز قیامت تک اس لئے کل کی آسیوالی بات پر اتنا ایمان اور یقین نہیں ہوتا جتنا آج کی لذت عیش و عشرت لطف و ذائقہ مرزا میں آتا ہے۔ یہ سب شیطانی نفس کی ترغیبات ہیں اسلئے روز قیامت پر آخرت پر، یوم الحساب پر، سرزنا اور جزاہ پر، ایمان اور یقین مکمل مضبوط نہیں ہوتا یعنی سب سے بھی گھر ابھی اور تباہی ہے اللہ پر ایمان بالغیب اور روز قیامت پر یقین مکمل رکھنے والے ہی مومن اور سُنّتی بندے ہوتے ہیں۔

آیت ۱۹۱ قرآن ایک بہت بڑا معجزہ ہے اور اللہ کی نشانی بن کر دنیا میں نازل ہوا جو قیامت کے باقی رہیگا۔ اس کو حضرت جبریل مبلغہم آمین کے ذریحہ اللہ کے رسول کے قلب

اطہر پر اتارا گیا ہے اللہ کے حکم سے اجازت سے یہ اللہ کی مرضی تھی جو بچلی کھابول کی تصدیق کرنیوالی ایمان والوں کو خوشخبری جنت کی سنانیوالی کتاب ہے۔ اگر یہ کتاب قلب اطہر رسول اللہ کے سواہ کسی اور چیز پر اتاری جاتی تو کسی میں یہ تاب اور یہ مجال، اور یہ بُرت نہ تھی کہ اس کا بار امامت اٹھا کے۔

یہ قرآن آسمانوں سے زمین پر آیا لوگوں کی حدایت و نصیحت کے لئے جو بھی اس کتاب پر ایمان لیا اس کے احکامات کے مطابق عمل کیا۔ وہ لبپی آخرت سنوارا وہ اس قرآن کے طفیل آسمانوں میں پہونچایا جائیگا۔ جو وارث قرآن ہو گا وہ وارث جنت بھی ہو گا۔ جنت آدم کی میراث ہے۔ اولاد آدم کا حق ترک اور لکیش ہے۔ آخرت کی زندگی میں صرف روح انسان کی روحاںی زندگی ہو گی۔ نیک روحوں کا مقام آسمانوں میں حلیمین میں ٹھرا یا گیا ہے۔ سوت کے بعد روح اور آسمانوں میں لیجائی جاتی ہے۔ بد ارواح کے لئے نافرانوں کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھو لے جاتے، یہ عالم برذخ میں پہونچائی جاتی ہے۔ جو مجمع الہرمن جو دوسندروں کے بیچ کی سماںی ہے تنگ و تاریک مقام ہے جیسا کہ سورہ الرحمن میں ارشاد باری ہے۔

الله ہر وقت موجود رہتا ہے دیکھتا اور ستارہ تھا ہے۔ جب تم تجد کے لئے لبپی میٹھی سمجھری شیندے آئھ کر اس کے خیال سے خلاص و ایمان سے قلب کی پاکی سے نمازیں پڑھتے ہو اور قرآن کی تلاوت میں مشغول ہوتے ہو تو اللہ کے فرشتے اس وقت تمہارے پاس موجود ہوتے ہیں۔ اللہ تم کو دیکھتا اور تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا رہتا ہے وہ تمہارے لئے اور قرآن کے باتم ساتھ رہتا ہے اس کی وضاحت سورہ یونس کی آیت ۸۲ میں آئی ہے۔

ایمان والوں اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو صبح و شام اس کا ذکر لیے کرتے رہو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طس ۰ تلک آیت القرآن و کتاب مبین ۰

نمبر ۲۔ سورہ انقل۔

دو حروف مقطیات کی سورت چیونٹی کے نام سے منصب ہے۔ اللہ کی حیر کمزور

مخلوق قطار میں چلتی ہے لیکن شمار میں نہیں آتی۔ اس کے پاس اسکی زندگی کا مقصد ہے اپنے مقصد کی لگن میں صرف رہتی ہے۔ اور مر جاتی ہے۔ اسکی زندگی میں نظم ہے قاعدہ اور قانون کی پابند زندگی گذارتی ہے۔ قومی اتحاد و اتفاق قومی نظم و ضبط اور جماعت بنانے کے باہر نکلتی ہے جماعتی معاشرتی ادب کی زندگی گذارتی ہے۔ اس کے پاس اس کے امیر کی اطاعت کی پابندی ہے۔ بیکار بھی نہیں رہتی۔ کام ہی کام کرتی ہے۔ اللہ نے دیگر مخلوقات حیوانات اور خضرات الارض کو صرف وجود ان عطا کیا ہے۔ مگر چیزوں کی کو وجود ان اور عقل دو نوں عطا ہے، میں اس سوت میں چیزوں کی عقل اور سلیمان حکم کی عقل کا مقابلہ دکھایا جائیا ہے۔ سورہ کے انتساب سے یہ حقیقت واضح ہے۔ انسان اس کی مثال کو سامنے رکھے اوز دنیا میں منت و مشت سے ٹلک و طیب رزق کھائے۔ بے کار سلطان نہ میشے اور نہ دوسروں کے مال پر لپتی زندگی کا بوجہ بین جائے۔ چیزوں کی ایک خیر مخلوق ہے اور انسان اشرف مخلوق ہے لہذا انسان کا ہر کام اعلیٰ اور بلند تر ہونا چاہیے۔

قرآن بدایت لور نصیت کی کتاب ہے جس کو قرآن کی بدایت اور نصیت نہیں لیں وہ گمراہ رہا، نعمان میں رہا۔ آخرت خراب کریں۔ مال جو تم کھائے ہو۔ یا تم کو تو کہ وراثت میں مال فرمیت میں مفت میں ملا ہو۔ وہ تمہارا نہیں اللہ کا مال ہے۔ اللہ کے حکم کے مطابق مال بآپ پر اور اپنے رشتہ داروں۔ سکینوں بیواؤں اور محاجوں پر خرچ کرتے رہو۔ مال کی مبتدہ تم کو تباہی کی طرف لے جائیں گے۔ مال سے محبت مت رکھو۔ خرچ کرنے رہو۔ احمدال اور توازن سے خرچ کرو۔ علم الکتاب کا ذکر ہے اس سے مراد قرآن کی نصیت اور بدایت جسکو ملی وہ کامیاب ہوا۔ علم وہ جو دنیا میں بھی کام آئے اور آخرت میں بھی کام آئے۔ حکمت داشتندی آئندہ کے لئے تیاری رکھنے کا علم۔ چیزوں کی مثال سامنے رکھو۔ پارش کے موسم کے خیال سے موسم سے پہلے میں اپنے کھانے پینے کا سامان ذخیرہ کرنے لگتی ہے۔ محفوظ ذخیرہ بناتی ہے۔ چیزوں کی جان کتنا ہے اور عقل کتنا ہے۔ جاول کا دانہ مل جائے تو اس کے دوچار ٹکڑے کرے گی اور اس کی تکریم سے اس کا وزن ٹکا کر کے بوجھ لکھا اساتی پھر یہی۔ اسکو علم ہے کہ جاول اگر ثابتِ سالم ہوگا تو زمین کے اندر دانہ حسیہ کی مغل انتیار کر کے ریوبیت کے نظام سے اپنی کونپل اور بالیں زمین کے اوپر لا لے گا۔ دوسرا مخلوقات کو اس کے محفوظ ذخیرہ کا پتہ لگ جائیگا۔

حکمت اور داشتندی دنیا کی کسی کتاب سے نہیں، اللہ کی کتاب قرآن سے اور اللہ کے

فضل و کرم سے ملتی ہے۔ قرآنی حکمت اور داشتندی حاصل کرو۔ عقل و سمجھ حکمت سے سب اللہ کے فضل و کرم سے ہے۔ انسان اپنے نفس کے ہاتھوں خود ہی ظالم اور تباہ و بُرباد رہتا ہے۔ عقل و حکمت داشتندی نہ لے تو نفسانی خواہشات میں دنیا اور آخرت دُونوں خراب کر لیتا ہے۔ قرآن کا پیغام عام ہے آخرت کا یقین رکھنا۔ آخرت پر یقین نہیں تو مجھ پر بھی نہیں آس سوت میں حضرت موسیٰ علیہم کا حال سنایا گیا کہ جب اللہ نے آن کو تورت عطا کی تھی تو لوگوں کو یقین دلانے اور مشاہدہ کرانے کے لئے اپنی طرف سے دونٹھانیاں بھی دی تھیں۔ آن کے دشمنوں اور مخالفین کے لئے بچاؤ اور ضد اکی عظمت اور بڑھائی کا اظہار تھا۔

جب کہ میں قرآن کا رسول شروع ہوا اور بچھلی آہمی کتابیں مسوخ ہو گئیں تو یہودیوں کو بڑی حیرت ہوئی اور انہیں یقین نہ آتا تا کہ یہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ ہانتے تو بگھپھتھے۔ لیکن اعتراض کے لئے کہتے تھے کہ اگر یہ اللہ کی کتاب ہے تو تورت کی طرح کوئی معجزہ لاکے دکھاو تب ہم اس قرآن کو مانیں گے۔ اس سوت میں قرآن یہ کہتا ہے کہ اب وہ زانہ نہیں رہا گہ لوگوں کو معجزے اور نشانیاں دکھا کر اللہ کی عظمت اور قدرت دکھانی جائے یہ زانہ علم کا ہے حقیقت کا ہے اور یقین اور عمل کا ہے۔ یہ قرآن خدا کا ایک بہت بڑا معجزہ اور نشانی ہے اس میں وہ تمام آسمانی علوم سب کچھ لکھ دیے گئے ہیں حکمت وہ مصلحت کے علوم اور غیث کی ایسی باتیں جو کسی کو نہیں معلوم جو اس زندگی کے بعد آنے والی ہیں جو اس کتاب میں موجود ہیں۔

قرآن حضرت داؤد علیہم اور حضرت سلیمان علیہم کا قصہ بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے غیر معمول نعمتیں اور نشانیاں ایسی دی تھیں کہ آن کی مثال دنیا میں کسی باادشاہ اور کسی اللہ کے نبی کو نہیں نسبت ہوئیں۔ پرندوں کی بولیاں حضرت سلیمان علیہم کو سکھائیں جنات اور شیطان کو تابع فرمان بنا دیا۔ ہدھد پرندہ جاؤسی کے کام پر انہوں نے لگار کھا تما۔ جوان کو باہر سے نئی نئی خبریں لا کر دتا تا۔ اس نے خبرِ دی ملک۔ مس کی ملکہ بلقیس کا شاہی تخت و تاج، ہیر سے و جوارات کا ہے اس کے پاس بے شمار دولت اور سونے چاندی کے دلھیر ہیں۔ لیکن وہ سورج کی پرستش کرتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہم نے اس کی تصدیق کی اور ملکہ بلقیس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ ملکہ نہیں جانتی تھی کہ دین کیا ہے؟ اسلام کیا ہے؟ وہ مطلع ہو کر آئی سلیمان علیہم کی طاقت و قوت کے رعوب میں اس نے اسلام قبول کیا۔ حضرت سلیمان علیہم نے اس کو علم الکتاب سے وہ نشانیاں دکھائیں کہ ملکہ اس پر

حضرت سلیمان ﷺ جب وادیِ النسل سے گزرے تھے تو انہوں نے ایک چیزوں کی آواز سنی جو اپنی فوج کو حکم دے رہی تھی کہ راستے چھوڑ دو سلیمان کی فوج آرہی ہے۔ وہ تم کو پیروں نے روند ڈالے گی۔ حضرت سلیمان ﷺ نے اس چیزوں کے کہا کہ تو ایک حیرت مخلوق ہے اتنی ذہانت اور عقلمندی کہاں سے سکھی۔ چیزوں کے کہا کہ تم سیری وادیِ النسل میں آؤ تو میں رسیں دکھاؤں کہ فوج کی تربیت کس طرح ہوتی ہے۔ ان کی چھاؤنی میں کیا کیا استظام کیا جاتا ہے ان کے کتنے شعبے ہیں اور ہر شعبے کا منصب الگ الگ ہوتا ہے۔ حضرت سلیمان ﷺ کو حیرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حیوانات کو وجود ان کا علم دیا تو یہ حال ہے اور انسان کو علم الکتاب کا مشیتِ اتنی کا علم دیا گیا۔ لیکن وہ ناس بھروسہ اور ناقص ہے۔

سلیمان ﷺ کو اللہ نے جو علم و حکمتِ داشمندی عطا کی تھی وہ تدرست کی طرف سے عطا کر دہ تھی۔ آن کو مال کا لئے حرص مطمع تھے نذر آنے۔ دنیا کی کوئی چیز ذرا بھی متاثر نہیں کر سکتی تھی۔ اللہ کی رضا اور رضی ان کی طلب تھی۔ حضرت سلیمان ﷺ نے سارے تھے مال اور رشوت اور حسین عورتوں کو بغیر دیکھے واپس کر دیا۔ سلیمان ﷺ نے کہا صرف اللہ کی رضا کے لئے تیار ہو جاؤ اس کے پاس سب کچھ ہے۔ اللہ اسکو دینے والا درتا رہتا ہے۔ ملکہ بلقیس کو مایوسی ہوئی۔ وہ مطمع ہو کر سلیمان سے ملنے چلی آئی۔

اللہ کا حکم یعنی ہے کہ مال و دولت۔ حکومت و اقتدار اور ہیرے جواہرات دنیا کی حرص اور مطمع ہے اس میں ملوث نہ ہونا۔ اس کے اثرات میں خود کو تباہ و بریاد کر کے اللہ کی طرف سے عاقل نہ ہو جانا۔ اللہ اپنی نعمتوں کے ذریعے غریبوں کی خدمت فلاح و بہبود کے لئے مال و دولت اقتدار اور منصب عطا کرتا ہے۔ اس سے دن کی تبلیغ کرو اللہ کے دن کی بتا۔ اُسکی دعوت اُسکی تبلیغ کے لئے اسکو استعمال کرو۔ پہ واسطے وسیلے ہیں کام میں لانے کے نہ کر خود کے لحاظ اور عیش و عشرت کے لئے یہ تہیں ہیں۔ مال و دولت ہیرے جواہرات، میں عورت کے حسن و جمال میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ اسکو اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے کام میں لاؤ۔ اللہ کا شکر ادا کرو۔ اس نعمت سے اپنی آخرت سُنوارو۔ ملکہ بلقیس سلیمان ﷺ کو نفس کی حوصلہ اور لئکھ میں پہنانا جائی تھی۔ عورت مرد کی فطرت اور خواہش کو خوب جانتی ہے۔ مگر سلیمان ﷺ کو نہیں جانتی تھی کہ وہ اللہ کا مقرب اور مستحب مصلح بندہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انسانوں کی مرد جنس کو راست مُطاپ کیا ہے۔ مگر صرف

نماز کو جب بھی مخاطب کیا، یا ان کے لئے احکام دیئے تو اللہ کے رسول کے حوالے سے، مرد کے حوالے سے احکامات پہنچانے۔ اللہ جو نکے عورتوں سے راست مخاطب نہیں ہوتا اسکے عورتوں کے لئے قرآن نے سرگذشت آدم کے قصے میں حوا کی خاطری پر حوا کو مخاطب کر کے کچھ نہیں کہا بلکہ آدم کو بھی اسمیں شامل کر کے فرمایا تھا "تم دُونوں" یہاں سے لکل جاؤ۔ تم دُونوں ایک دوسرے کے دشمن ثابت ہوں گے۔

اسی طرح عورتوں کے لئے با الواسطہ پر دے کے احکامات اور طلاق و طیع کے احکامات بھیجے۔ قرآن کے نزدیک عورت اکیلی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور نہ اسکی حقیقت اور اہمیت کچھ ہے۔ بغیر اس کے شوہر کے یا اس کے باپ اور بھائی کے عورت کو مرد کا سہارا چاہیئے۔ جو اس کا شوہر ہوتا ہے وہ اللہ کے بیان بھی جب جائیگی تو مرد کے ویسے سہارے سے جائیگی۔ اللہ کی سپردگی میں اسی ایک حوالے سے جا سکتی ہے ورنہ وہ عورت اپنی شخصیت میں اُدھوری اور اُجنبی ہو گی۔ چنانچہ ملکہ بلقیس اکیلی اور اُجنبی بن کر سلیمان جہنم کے پاس آئی تو دیکھو کتنی غلطیاں اس سے ہوتیں۔ حالانکہ وہ حکومت کرنسیوالی تختِ شاہی پر جلوہ گر رہنے والی ملکہ تھی۔ ایسی معمولی غلطیاں اس سے سرزد ہوئیں اور وہ نادم و شرمسار بنتی اور اپنی نکست مان لی۔ سلیمان جہنم کے آگے استدر آسانی سے ہار مان لی کہ اس پر ایمان لے آئی۔ ملکہ صبا والوں نے عورت کو اکیلا بھیج کر اپنی سلطنت و مملکت اپنے دن دایمان سب کچھ سلیمان جہنم کے حوالے کر دیا۔ اور وہ اعتراف کرنے لگی ہی فلکت فرقی وائلت مع سلیمان ملکہ ربت الل تعالیٰ میں ۵۔ (۳۲)

اسلم کے معنی حوالے کر دنا۔ سپرد کر دنا۔ خود کو فروخت کر دنا، اطاعت فرمان برداری کی کاظمیہ میں خود کو پیش کر دنا۔ یہ شرط اللہ نے دو کے لئے منصوص رکھی ہے۔ ابراہیم جہنم کے لئے جب انہوں نے اللہ کی معرفت کے اسکان میں آنائش پورمی کر دی تو فرمایا تھا۔ اسلکت للہ رب العالمین ۵ اسلام کا دوسرا سخت شوہر ہے جو عورت کی سپردگی اور حوالگی کا پورا پورا ذمہ دار بنا یا گیا ہے۔ مرد خود کو اللہ کے سپرد کر دے اور عورت خود کو شوہر کے حوالے کر دے۔ یہی تعلیم قرآن کی ہے اور یہی مطلب اور معنی اس آیت ۳۲ کا ہے۔

آیت ۳۲ واقعہ یوسف جہنم اور زنجیخا کا ہو یا بلقیس اور سلیمان جہنم کا، بات ایک ہی ہے اللہ کا ڈر اور خوف اللہ کی رضا اور خوشنودی کا حصول۔ نفس پر قابو اور حرص نفس سے

بجاو۔ یہ دن کی قرآن کی تعلیمات ہیں۔ ان واقعات میں سین، ہیں۔ ہدایت لور توفیق اللہ کا ذر خوف دل میں رکھنے سے نصیحت ہوتی ہے۔ قلب اور ذہن مسلمان ہونے کی ضرورت ہے۔ پھر ہر طرف کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔ قرآن فرقان سے یعنی فیصلہ کرنے والی کتاب ہے۔ حکم اللہ کا ہے فیصلہ قرآن کا اللہ کے حکم پر قائم رہو اور حکمرانو، بغیرِ جگت اورِ تاویل کے قابل ہونے بغیر عمل شروع کرو۔ سوچو گے۔ دیرِ کاؤ گے شیطانی وسوسے اور واہے ہے تم کو رسید ہے راستے سے دُور کر دیں گے۔ ہدایت سے دُور ہو جاؤ گے۔ اللہ کے حکم کی تعمل میں دبر نہ گاؤ نور آپنی ذات۔ عقل۔ نفس مرضی ارادہ ب کچھ اللہ کے حوالے کر دو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ایسے وفا شمار فرمائیں ایک ستی، بنتے والے بندوں پر سلام رحمت بھیجا ہے۔

رَقْلَ الْحَمْدَ فِي الدِّينِ مُسَلَّمٌ عَلَى حِبَادَةِ الدِّينِ أَصْلَفَنِيَ اللَّهُ خَيْرُ الْمُأْمَرِ كُوَنْ ۝

یہ واقعات اور قسم پھوٹے پھوٹے پڑائے نانے کے اور آجکل کے زمانہ میں ہر جگہ ہوتے رہتے ہیں اور دکھانی دیتے ہیں ان میں ہورو فکر کرو۔ اسیں قدرت کی بہت سی نشانیاں چھپی رہتی ہیں۔ جسکو تم دیکھ کر اللہ کو پہچان لو گے۔ اللہ کو یاد کرنے لگو گے مگر تہاری خلقت و دُستی نے تم کو دنیا دار بنا کر اللہ سے اور آخرت سے غافل کر دیا ہے۔ **وَارِبُكَ يَغَافِلُ عَمَّا تَعْلَمُونَ ۝**

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْكِتَابُ الْمُبِينُ ۝

نمبر ۲۸۔ سورہ القصص۔

تین حروف مقطعات ولی یہ سورت اور سورہ مطہ ۲۰ ویں سورت دونوں کا مضمون ایک ہے۔ حضرت موسیٰ علیہم کو توریت کوہ طور پر عطا ہونے کا حال سنایا گیا جو سب سے بڑی نشانی بنی اسرائیل کے لئے تھے آیات کے کر آئی تھی۔

پہلی سورت النسل کا اختتام **تُسْرِيْكُمْ أَيَّاهَةَ قَسْرٍ قُوْنَعَاهُ ۝**۔ اس دنیا میں ہتنے بھی عجیب و غریب نشانیاں اللہ دکھاتا رہتا ہے کہ تم اللہ کو جان لو پہچان لو۔ یہاں اس سلسلے کو آگے بڑھا دیا جائے۔ دنیا کے ہتنے بھی کام نم حیرت سے دیکھو گے اس میں اللہ کی حکمت،

مصلحت و مذاہ ضرور شامل ہوتی ہے۔ دنیا میں بہت سے امیر و لئنہ خوشحال لوگ بھی ہیں اور غریب محتاجِ خلیل، نائیں شیخیت کے محتاج لوگ بھی ہیں۔ ایک ظالم ہے تو دوسرا مظلوم ہے۔ اللہ کی رحمت لوار طرفداری ہمیشہ غریب سکین اور مظلوم کے ساتھ رہتی ہے۔ اسی میں اللہ کی حکمت ہے۔ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ صبر و تحمل سے برداشت کرو۔ اللہ کی یہی حکمت اور مشورہ ہے۔ نماز سے اللہ کا سہارا پکڑو۔ محیبت میں مشل بیماری اور تکفیل میں اللہ سے مدد چاہو صبر کرو۔ اللہ کو پانچ وقت یاد کرتے رہو۔ اس سے اپنی حاجت اور تکفیل بیان کرتے رہو وہ نہ تھا ہے۔ وہ تمہاری آسانی کے راستے کالے گا ضرور مگر اپنے وقت پر مصلحت اور حکمت سے، جلدی مت کرو۔ انسان بُنی فطرت میں جلد باز واقع ہوا ہے۔ اسکو صبر کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اللہ کا وعدہ چاہے۔ اُس کے سارے کام مصلحت حکمت کے مذاہ و مرغی کے ہوتے ہیں استخار کرنا پڑیتا۔ صبر کرتے رہنا ہو گا۔

حضرت مسیح علیہم السلام کے بچپن سے ان کی جوانی تک۔ ان کی پیدائش اور پروردش کے حالات میں خود کو کس قدر مختلف باتیں جمع ہیں۔ کہاں کس کے گھر پیدا ہوئے اور کس کے گھر پڑپنے۔ اللہ کے دشمن دین کے گھر میں دین دار کی پروردش ہوتی ہے۔ صحر سے مدین بھاگے تو ایک پیغمبر کے گھر میں پناہ ملی۔ حضرت شیعہ علیہم السلام کے گھر مسافرا جنہیں بن کر پہونچے اور ان کے شاگرد ہوئے اور ان کی تعلیم و تربیت میں ان کے دلماں بن کر ان کا عصائی نبوت لے کر نکلے تو راستے میں نبوت ملی۔ اللہ کے منتخب اور اللائے پیغمبر بنانے کے نتے۔ سارے کام اللہ کی حکمت مرضی اور مصلحت کے کیے ہجیت ہوتے ہیں۔

اسی طرح کی مثال اللہ کے آخری رسول کی پیدائش سے جوانی اور نبوت کے لئے تک سارے کام اللہ کی نگرانی میں۔ اللہ کی حکمت و مصلحت اور مشیت سے پورے ہوتے رہے۔ پیغمبروں سے اللہ کی مدد اور اس کی امید توکل اور بمروسہ کبھی نہیں ٹوٹا تھا۔ سارے کام اللہ کی مرضی اور حکمت کے اللہ کی مذاہ کے مطابق ہوتے رہتے ہیں۔

سورہ طہ اور سورہ القصص اپنے مضمون کے اعتبار سے دونوں ایک ہیے، ہیں اس میں اللہ کی آیات سنائی جا رہی ہیں۔ اس سورت کی آیت ۳۵ میں تشاہیں دکھادیں گے امورِ دنیا ہیں۔ اس سے پہلے کی آیت میں بھی آیا تھا اور وعدہ تھا کہ ہم وہ نشانیاں دکھادیں گے امورِ دنیا ہیں۔ کاروبار حیات میں۔ حکومت و اتحاد اور سلطنت میں۔ قوموں کے عروج و رزوں میں، حکم و زیادتی۔ مظلومی و محرومی پریشانی۔ پستی اور بلندی میں، بچھو لوگوں کی آنائش اور اسْتھان کے لئے

ہے۔ اللہ کی مصلحتِ حکمت سے دنیا میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ یہ باتیں بہت پہلے سے لوٹ محفوظہ میں لکھی جا بیکی ہوتی ہیں۔ اس نے سب کچھ اُس کے حساب و کتاب اور اندازے تجھیے اور تقدیروں سے ہوتا رہتا ہے۔ ایسا کو قرآن ہدایت کرتا رہتا ہے کہ جب بھی ایسے حالات سے گذرو تو صبر و ہست سے تمہل برداشت سے گذرو۔ اللہ کا سپارا مفہومی سے تام رکھو۔ اللہ کا ذکر اسکی یاد و حسیع میں شغول رہو۔ رکھتے رہو کیا ہوتا ہے قدرت ان حالات پر خاموش نہیں رہ سکتی۔ وہ تو ہر ایک کا، حاکم کا، حکمران کا، رعایا کا، ملکوم کا، سب کا استھان لیتی رہتی ہے کہ کون اپنی جگہ کیا ہے اور کیا کر رہا ہے۔ اُس کے دل کے اندر ایمان لور یقین میں کیا ہے؟ اسکو قرآن نے بھاڑ انساں کہا ہے۔ عبرت کے سبق بین لوگوں کے لئے خواہ وہ موئی ملکہ کی پیدائش سے پروردش جوانی لور نبوت تک کے حالات ہوں یا حضور ﷺ کی پیدائش بچپن ڈکپن جوانی اور ہجرت مدینہ کے حالات ہوں ان سب کا مقصد خبی اللہ کی تربیت اور تعلیم دینا مقصود تھا۔ قرآن کے لئے نبوت کے فرانص کی محفل کے لئے ایک رہنماء کو تیار کرنا تھا جو اللہ کا انسان مطلوب بن کر لوگوں کی رہنمائی کریں۔ اللہ نے اسکو بنایا اور اپنی توجہ سے تیار کیا اور اپنے کام کے لئے پر اللہ کا استحباب تھا۔ استحباب جب مکمل ہو گیا تو اس کو صبغہ لور نشانیاں عطا کرتا ہے اللہ کے ہر نام اور صفت میں اللہ کی یاد لور یذکر میں تاثیر رہتی ہے۔ اللہ کی یہ کتاب ایک غیر معمولی نشانی اور نعمت ملی اس کو حثا علی اسرائیل کہا گیا ہے۔ یہ کتاب توانی تاثیر اور اثر رکھتی ہے کہ اُس کی ہر آیت شفا ہے اُس کو پڑھ پڑھ کر بیماروں پر دم کو تو شنا لے۔ آسیب لور جادو پر اُس کو پڑھ کر پھونکوں تو اُس سے نجات ملے۔ یہ مردہ دلوں کو زندہ کرتی لور نئی زندگی عطا کرتی ہے۔ دیکھو ایک بے جان معمولی لکڑی اُس کو اڑدھا بنانا کر دکھادیا (آیت ۸۲-۸۳)۔ یہ سب کیا ہے اس کی حقیقت کو غور کرو۔ قرآن آیت ۸۵ میں کہتا ہے کہ ہم قیامت سے پہلے اس وادی کہ میں کوہ صفا و مر وا کے پاس سے ایک جانور زمین سے ٹکالیں کے جو لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے۔ پتے موسنوں کو کافروں، مشرکوں سے الگ کر دے گا۔ یہ جانور اڑدھا ہے وہی جس کا ذکر سورہ طہ میں عصاۓ موئی ملکہ کا ذکر ہے اس کا ثبوت اور حوالہ کہ کی قدم تاریخ میں ملتا ہے جب کہ زم رزم کا گنوں بند تھا اور لوگ اس اندازے کنوئیں میں بتوں کے نام کے نذر، ریاز، چڑھاوے سونا چاندی ڈالا کرتے تھے۔ جب یہ کافی ذخیرہ جمع ہو گیا تو لوگوں نے اس میں چوری شروع کر دی اس کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایک اڑدھاوباں بھادا دیا

تعصیر کا ارادہ ہوا اور چاہ درم زم کھونے کا خیال پیدا ہوا تو اس اڑھے کے ڈر سے کوئی اُس کے قریب نہ جاسکا۔ سرداروں نے لے کر تین اُس سے نجات کی دعا کی اور ایک عقاب آسمان سے اڑھا ہوا آیا اور اُس اڑھے کو اپنے چہے میں اڑھا کر لے گیا (یہ قدیم کہ کی تاریخ ہے اس کا حوالہ ابن اشح کی سیرت النبی میں موجود ہے۔ ڈاکٹر حیدر اللہ نے اس کا ذکر کیا ہے الوثائق الیاسیہ میں اس کا ذکر کیا ہے) اور یہی غائب اڑھا اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے کہ میں اُسی جگہ سے نکالے گا جس کا ذکر اس آیت ۸۲ سے ۸۵ تک ہے۔ وَأَنْذِهَا عَلَمُ۔

قویں خود پنی آپ تباہی کی ذمے دار بنتی ہیں ان کے کرتوت اور ان کے عمل خدا کی مرضی و منشاہ کے خلاف ہوتے ہیں تو اللہ ان کی ہدایت و نصیحت کے راستے کھوں دتا ہے۔ پیغمبروں کی ہدایت اللہ کی کتاب موجود ہے۔ لیکن وہ اُس کے ظلاف کام کر کے اپنی تباہی برپادی کے سامن خود پیدا کر لیتے ہیں۔ یہی حال انسانوں کا بھی افراد کا اور مرد اور عورت کا ہے۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے نفس کی خواہشات سے مُصیحت و بیماری گناہ اور حُدَاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ پرمال و دولت ان کو بجا نہیں سکتے۔ یہ دنیا بہت مختصر ہے اور دُھوکے فرب سے کھم نہیں اس کے لئے ہمیشہ کی آخرت کی زندگی کو خراب برپادت کرو۔ اللہ تعالیٰ دولت مال عزت مرتب حکومت انتہاد دے کر لوگوں کی آنماش اور امتحان لیتا ہے کہ تم اللہ کے کس قدر احسان مند اور نکر گذار اللہ کے مانتے والے فریان برآمدے ہو۔

قاروں کی مثال دیکھو کس قدر مال و دولت اللہ نے اسکو دیا تھا۔ بے حساب دولت تھی اس کا رکھنا اٹھانا خلافت کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ اُس نے اس دولت سے کبھی اچھے نیک فلک و بیبود کے کام نہیں کئے اور نہ غریبوں کی امداد کی نہ کسی گی مالی مدد کی نہ خیرات و صدق دیا اور سمجھتا تھا کہ یہ مال و دولت ممکنی ذہانت۔ یا قلت ہوشیاری سے اس نے کھایا ہے یفت میں لوگوں کو کیوں دوں۔ اللہ کے نام پر کیوں خرچ کروں یہ سیرا مال ہے سیری مرضی سے میں خرچ کروں یا نہیں کروں۔ سیرا اختیار اس پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قاروں کو سچ اسکی دولت کے مال کے خزانوں کے سونا چاندی جواہرات سُست زمین کے اندر دھندا دیا اس کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔

دنیا کا مال و متعاع اولاد جائیداد سب اسی طرح ختم ہو جانیوالے ہیں باقی کچھ نہ پہنچے گا۔ جب تک زندگی ملی ہے اپنے ہاتھ سے اپنی مرضی سے اسکو خرچ کرو۔ نیک کاموں پر خرچ کرو۔ حقداروں کو ان کا حق دو۔ غریبوں اور مسکینوں محتاجوں کی مالی مدد کرو۔ ان کے لئے فائدے

پھر چانسیوں لے کام کرو۔ خلقت خدا کو اس کا فائدہ پہونچنے آس کا فیض جاری رہے۔ صدقہ و خیرات سے انسان کے گناہ بنتے جاتے ہیں اُن کی مغفرت اور بخشش ہوتی رہتی ہے۔ اس دنیا سے لوٹ کر اللہ کی طرف ہی سب کو جانا ہے اور خالی با تھا جانا ہے۔ موقعہ اور مہلت ابھی ہے اللہ سے مغفرت معاافی اور بخشش طلب کرنے رہو۔ شرک اور نافرمانی سے بچو۔

قرآن کی تین سورتیں طسم۔ طسم۔ طسم۔ ۲۶، ۲۷، ۲۸ حروف مقطعات میں ایک ہی مضمون کی مختلف انداز میں آئی ہیں۔ ان میں معجزات کا بیان قرآن کے عجز ہونے میں بڑے دلائل رکھتا ہے۔ قرآن مسیمین ہلکہ اکابر محمد ﷺ پر اعتماد گیا تاکہ اس کو روز پڑھیں اور غور کریں۔ قرآن کس طرح پڑھنا ہے یہ بات اس سے پہلے سورہ طسم کی ابتدائی آیات میں بتا دی گئی ہے تکے اس کے پڑھنے میں اپنے آپ کو محنت اور مشقت میں نہ ڈالو اور نہ خود کو ملکیت پہنچاؤ دل کی رغبت سے شوق سے جس قدر جی جا ہے آسانی سے، یکسوئی ہو سو۔ خواہ ایک ہی رکوع ہی یہ اختیاری عمل ہے اور اس کا اجر و ثواب بھی زیاد ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آلم ۵۰ اَرْجِبِ النَّاسُ اَنْ يُسْرِكُو اَنْ يَقُولُو اَمْنًا

نمبر ۳۹۔ سورہ الغنکبوت -

آلم تین حروف مقطعات سے شروع ہونیوالی کل چھ سوتیں ہیں۔ دو طویل مدنی سورتیں ابتداء کتاب کا بڑا حصہ ہیں وہن ارکانِ دین اسلام اور طریقِ دن کی سیر حاصل بھث سے ہم گذر آئے۔ باقی چار سورتیں اسی مضمون کی دینِ اسلامیات ایمانیات عقیدہ آخرت کی کہ میں نازل ہوئیں ہبہت سے پہلے۔ سورت کی ابتداء ایک استغماً بے ہو رہی ہے۔ سوال ہو رہا ہے کیا مسلمان کے گھر میں پیدا ہو جانے اور مسلمان نام رکھ لینے کے یا کلمہ اللہ زبان سے کہہ دینے سے تم مسلمان ہو جاؤ گے؟ مسلم کھلانے جائیں گے۔ اسلام توبہ خداوں کو جھوڑ کر ایک اللہ کے حوالے خود کو اور زندگی کو جان مال کو، اولوں کو، دنیا کی زندگی کی اللہ

کی مصلحتِ مرضی و حکم کے تابع بنالینا ہے۔ تمہاری مرضی نہ تھا۔ پسند کی ارادے اور فیصلے کی کوئی بات نہیں تھی جائیگی۔ صرف اللہ کے حکم اور فیصلے پر عمل کرنا ہے۔ اپنی خواہش و طلب رغبت اور مطالبہ سے دست بردار ہو جانا ہے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ یہ آزمائش اور امتحان بہت کڑا اور سنت لیا جاتا ہے۔ جو کامیاب ہوا وہ دنیا میں سُرخ رو ہوا اور آخرت کی ہمیشہ کی زندگی کل مستحق ہوا۔

دنیا ایک لکھکش حیات ہے۔ خود ایک امتحان اور آزمائش یہ زندگی بُنی ہوئی ہے اس پر مزدِ دین کا امتحان ہے۔ اللہ کے حکم پر چنان، قرآن کے بتائے ہوئے طریقے پر چنان، آخرت کا یقین رکھنا، اُس کی تیاری اسی دنیا میں کر کے چنان۔ ہر عمل کے حساب اور کتاب کے لئے تیار ہونا یقیناً بڑا ہی مشکل کام ہے۔ بہت سی مشکلات و مصائب سامنے آجائے ہیں۔ لوگوں کا رُور، ظلم و زیادتی لوثِ کھوٹ شر فاد۔ بغرضِ حمد سے پر کس طرح مقابلہ ہوگا۔ قرآن کھلتا ہے۔ صبر سے، بہت سے، تحمل اور برداشت اللہ کی مدد سے اللہ پر ایمان بالغیت یقینِ حکم سے ہمارا پکڑو۔ آخرت کی زندگی کی طلب اور خواہش میں سب کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔

اکم کی پہلی سورت البر کی تعلیم ہی یہ ہے "وَاسْتَعِنُو بِالصَّبْرِ وَصَلَوةً"۔ یہ وہ نظر ہے جو ہر امتحان کے لئے کامیابی کی جی ہے۔ اس کے سواہ کوئی اور صورت نہیں ہے۔ ہر بُرانی و بُدھی کا نتیجہ نیکی سے احسان سے دینا ہے۔ غصہ کوپی جانا ہے اور صبر کرنا ہے۔ اللہ کی اطاعت و فرمان برداری میں دن کے پانچ وقت پابندی سے کھڑا ہو جانا ہے۔ دن قبول کرنے والے کے اوپر نماز فرض ہے۔ پابندی وقت کے ساتھ اس سے تزکیہ جسم و نفس اور روح ہوتا رہتا ہے۔ اللہ سے راستِ تعلق پیدا ہوتا رہتا ہے۔ اللہ کی رحمت کا اس پر نزول ہوتا رہتا ہے۔ فماز کے بعد تلوٹ قرآن روزانہ صبح کے وقت جس قدر جس وقت فصلت ملے تصور مأمور ہوتا رہتا لازمی ہے۔ ہدایت اور نصیحت روزانہ تھوڑی تھوڑی میں کر زندگی کو نئے ڈھنگ اور ہدایت سے پر لگاؤتی ہے۔ موسیٰ کی اللہ کے ساتھ جیسی عبادت اور بندگی ہو گئی وساہی اس کے ساتھ اللہ کا تعلق اور رشتہ مضبوط ہوتا جائیگا۔

قرآن خود معجزہ اور کرامت ہے۔ اللہ کی بہت بڑی نشانی قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ اس کے روزانہ پڑھتے رہنے کا فائدہ پڑھنے والا خود محسوس کرتا ہے۔ مون قرآن سے بات کرتا۔ سوال کرتا اور جواب لیتا رہتا ہے۔ موسیٰ کا دل قرآن سے ہدایت پاتا رہتا ہے۔

مُونَ کی زندگی کا مدعا اور مقصد اللہ کو راضی اور خوش رکھنا ہے۔ اپنے عمل سے اور یہ عمل روزانہ نماز کی پابندی اور تکلیف سے پُورا ہوتا رہتا ہے۔

انسان چیزوں کی طرح اس دنیا میں رزق کی تلاش میں کھاتی کے لیے میں دولت کی حرص میں زندگی بمردومنا پھرتا رہتا ہے۔ رزق کوشش و نیت سے مقدر سے ملتا ہے اللہ نے ہر ذی نفس سے رزق کا وعدہ کر رکھا ہے۔ رزق دینے کا اس کا وعدہ ہے۔ وہ اپنے وعدے کو پورا کرتا رہتا ہے۔ موت حیات اور رزق تین چیزیں اللہ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہیں۔ جسکو جس قدر مناسب اور بہتر ہوتا ہے اسی قدر و تارہتا ہے۔ اس سے نہ زیادہ درستا ہے اور نہ کم اسکی مصلحت و حکمت شیت ہے مونَ اللہ کی مرضی لور میت کا پابند رہتا ہے۔

زندگی کا مقصد مال و دولت جائیداد کانا ہرگز نہیں ہے۔ ایسے لوگ خارہ میں رہتے ہیں۔ جن لوگوں نے اللہ کا سہارا اور توکل چھوڑ دی۔ اللہ کے نافرمان ہو گئے۔ اللہ کی اطاعت اور بندگی چھوڑ دی۔ اللہ سے عاقل ہو گئے دنیا کے محظوظ جسم کے سہاروں پر نکی کر لیا انہوں نے مصبوط اور سمجھ کیم سہارے کو چھوڑ کر محظوظ سہارا پکڑ لیا جو بھی بھی کشمی کے جائے کی طرح محظوظ ہوا میں معلق لٹکا رہتا ہے۔ زور کی ہوا کا ایک جھوٹا اسکواشا کر پسند دیتا ہے۔ اللہ نے کمی کے جائے کی مثال دی کہ وہ محظوظ ترین سہارا ہوتا ہے۔ کمی کی مثال کو سامنے رکھو۔ اللہ کی قدرت کا شاہکار ہے۔ فتنی مہارت کا کمال کا یہ تسامنا کیر ماجکے جسم کے اندر جالیوں کی نالیوں میں ایک فیکٹری کا کمپیوٹر لگا رہتا ہے۔ ہر نالی میں سے وہ اپنے منزہ کے لاعب سے ایک بار بیک تار کشی نکالتی ہے ایسی ہزاروں نالیاں اس کے اندر تانے با نہ بنتے کی فیکٹری اللہ نے بناتی ہے۔ اس میں سوراخ ہیں ہر کو سوراخ سے ایک تار کشی نکالتی ہے اور اپنی ہر آوگ جاؤک میں ادھر سے ادھر پھر تی ایک جالا بنتی رہتی ہے جو مدرس محل کا اپنی پیمائش میں اسکے قدموں سے فاسلوں سے نیا لٹا ہوتا ہے۔ ایک جالا تیار کرتی ہے۔ حقیر مخلوق اور رائیتھر نجگ کے کمال فن میں ماہر اللہ کی قدرت ہے۔ اس کا ہر تار مصبوط۔ جب اس کے بنے و جال میں کمی پھر پہنچ جاتا ہے تو پھر باہر نکل نہیں سکتا۔ کمی اپنے کمال فن سے فریب سے جال بنتی گھر۔ میٹھے شکار چانس کر مت میں تازہ زندہ شکار خود شکار کر کے کھاتی ہے۔ قرآن اس قسم کی کھاتی کو فریب دھوکے سے آجان مخصوص لوگوں کو فریب دھوکا دیکر پھانسے اور ان کا مال کھانے سے منع کرتا ہے۔

ابراہیم عليه السلام کا قصہ سنَا کر قرآن تصدیق کرتا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کا نام لیا اور اللہ

کے دین کی سُر بَلَدِ می کا بیرہم اٹھایا۔ ان کے راستے میں مشکلات و مصائب اور آزمائشیں آئیں گی۔ سخت سے سخت امتحان لئے جائیں گے۔ اللہ نے بھی ان کو آذنا یا ہے۔ کوئی پیغمبر اللہ کا شی ایسا نہیں تھا جگہ کو اللہ نے آزمایا تھا ہو۔ سب نے اللہ کے امتحان اور آزمائش میں صبر و ہمت و استھن میں ثابت قدمی کا شوٹ دیا کامیاب ہوئے۔ اللہ نے ان کو اپنے انعامات سے نوازا۔ حضرت ابراہیم علیہم کو امام الانبیاء بنایا۔ اللہ کے آخری رسول کو رحمت للعالمین نبی آخری النال بنایا۔ سب کی تعریفیں کیں۔ سب پر فرشتوں نے سلام مجھے۔ اللہ کے آخری رسول پر اللہ اور اس کے فرشتے درود و سلام دونوں مجھے اور قیامت تک درود و سلام و صلوٰۃ پڑھا جاتا رہے گا۔

لہٰذا اپنے مسلمان بندوں کو جنہیں وہ پسند کرتا ہے آزمائش اور امتحان میں ضرور ڈالتا رہتا ہے اور ان کو آزماتا ہے کہ اللہ کے دین پر کس قدر عامل اور سچے ہیں۔ اللہ پر ایمان بالغیث و یقین حکم کس قدر رکھتے ہیں۔ دین اسلام کے چیزوں ہمیشہ صبر اور نماز سے اللہ کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ مصیبتوں میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ اللہ اپنے یاد کرنے والوں کی مدد کرتا، ان کی حفاظت فرشتوں سے کرتا ہے۔ موت ہر نفس کو آتی ہے اس سے مفر کی کوئی نہیں۔ موت کے وقت کی سختی اور گھبراہٹ کو اپنے فرشتوں سے کم اور آسان بنادتا ہے۔ روزِ آخرت ان کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی وہ اللہ کے ہمایا ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی میں مشکلات میں صبر کیا۔ آزمائش اور امتحان میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ اللہ ان کو راحت لور خوشحالی دتا ہے اور انعامات سے نوازتا رہتا ہے۔ اس میں بھی آزمائش اور امتحان رکھتا ہے۔ اللہ کی نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرتے رہتا ہے۔ شکر زیادہ سے زیادہ ہونا چاہیے۔ یہ بیوی پچھے۔ مال و دولت حکومت و ائمداد۔ شہرت عزت سب اللہ ہی کے انعامات ہیں ان کی شکر بجا آوری ہوتی رہے تو اللہ ان نعمتوں میں خیر و برکت اور انصاف کرتا رہتا ہے۔ روزِ قیامت ہر نعمت کے پارے میں ہر انسان سے سوال ہو گا۔ "تم لکھ لئے یو میز عن ار ریم" سورہ الأنفال کی آیت ۲۸ میں قرآن کا ارشاد ہے۔ تمہارا مال۔ دولت جائیداد مکان بیوی پچھے سب تمہارے لئے قستہ ہیں۔ یہ تمہاری آزمائش بنیں گے۔ ان میں تمہارا امتحان لیا جاتیکا۔ اگر تم صبر سے ہست سے تحمل و برداشت سے ان آنمازوں میں سے اچھے طریقے سے نباہ کرو گے تو کامیاب آؤ گے۔ تو پھر اللہ کے ہاں تمہارے امتحان کا نتیجہ اجر مریض ہو گا۔ دنیا کی زندگی اتحدارِ حمدہ مرتبہ شان و شوکت بھی ایک امتحان ہے۔ (سورہ طہ کی آیت ۱۲۹) ان آنمازوں

اور اسکا نوں میں صبر سے گذر و اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ نماز سے اللہ کا سہارا پکڑو اللہ کا ذکر
حمد و شاد بسیج کرتے رہو۔ اللہ کے ذکر لور یاد سے ہر کام آسان اور پورے ہو جاتے ہیں۔
صحت تدرستی۔ زندگی کی طویل عمر یہ بھی اللہ کی نعمتیں اور آنٹاشیں ہیں جو امتحان بن جاتی
ہیں۔ ان کا غلط استعمال علٹ طریقوں سے استعمال بھی آنٹاش اور ابیکابن جاتی ہے۔ اللہ کا دُر
خوف ہر وقت دل میں رکھو۔

ہر انسان مادرِ حُمَّمَ کے انہ صیروں سے آنٹاش و امتحان سے گذرا ہوا آیا ہے۔ ہم قدم
پر اس زندگی میں بھی اس کے لئے امتحان اور آنٹاشیں رکھی گئی ہیں۔ اس کے اندر نفس کی
اچھائیاں خوبیاں۔ ہر ایسا شر فساد سب رکھ دیا گیا ہے۔ یہ نفس لمارہ ہے۔ نفس کوامرہ ہے
جو اندر سے ہوت کرتا رکھتا ہے۔ ضمیر کو جھاتا رہتا ہے۔ اور پھر نفس مطیعہ آخری
امتحان کے بعد کی منزل ہوتی ہے جہاں وہ کامیاب ہو کر پہونچتا ہے۔ اللہ کے فرشتے قرآن
کے ارشاد کے مطابق اس سے بھئے ہیں "يَا إِيمَانَ الْفَقِيرِ الْمُطْكَثِ اللَّهُ أَرْجِعُ إِلَيْكَ رَأْضِيَةَ مَرْضِيَةَ
فَادْعُ عَلَى فِي عَبَادِي وَلَدُّنِي فَتَّى ۝"۔ نفس کی آناکھوں سے کامیاب گذر نیوالوں کے لئے اللہ
نے جنت کے انعامات کا وعدہ کر رکھا ہے۔

۱۔ امتحان آنٹاش ہوتی رہے گی۔ سحرے، کھوٹے کی پہچانِ لذتی ہے۔ اللہ اپنے
طریقے سے سب کا امتحان لیتا رہتا ہے اور ان سب کا نتیجہ روزِ قیامت اس کا فیصلہ ہوتا ہے۔
۲۔ نیک کاموں کا بدله نیکی سے، نیک عمل سے حناء معااف کردیے جاتے ہیں اور ان
کے درجات بلند کر کے صالحین میں داخل کر دیے جاتے ہیں۔

۳۔ لوگ روزی روزگار کے لئے اور چند پیسوں کے لئے اپنا ایمان خراب کرتے ہیں اور
لبنی آخرت خود بگاڑ لیتے ہیں۔ موت، حیات اور رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ اللہ کے دینے
سے ملے گا تمہارے محنت اور کوشش سے نہیں اس کو مت بھولو۔

۴۔ حضرت ابراہیم عليهم السلام کی مثال سامنے رکھو۔ وہ آگ میں داخل گئے۔ آگ کا کام جلانا
سے مگر اللہ کے حکم کے بغیر آگ جلا ہیں سکتی اور نہ کوئی شے اپنا فطری اثر خاہہ کر سکتی ہے۔
اللہ کی مرضی اور منشاء مقدم ہے اس کے حکم کے بغیر کوئی صفت لور کوئی تشریف اپنا اثر نہیں
رکھا سکتی۔

۵۔ اللہ کے لئے خالص ہجرت کرو۔ حضرت ابراہیم عليهم السلام نے صحیح معنوں
میں ہجرت کی اللہ نے انہیں اپنی نعمتوں سے نوازا۔ اور اس کا سلسلہ دیا۔

-۶۔ ظالم اور بد نکار جب کی بستی میں جمع ہو کر فتنہ و فساد کریں گے اللہ کا ڈر خوف دل میں نہ رکھیں لے تو ائمہ ان آبادیوں کو ان کے ظلم و ستم اور نافرمانی کے عوض تباہ و بر باد کرتا ہے جس طرح قومِ لوط علیہم السلام کا خشر ہوا۔ اور اس بستی میں نیک اور اللہ سے ڈلنے والے لوگوں کو اللہ بجا لیتا ہے۔ (آیت ۳۲ سے ۳۵) یہ سب اللہ کی نشانیاں اللہ جل جلالہ دھماتا ہے۔ نافرمان قوموں کی بد اعمالیوں کی مثال اللہ کمری کے کمزور جائے سے دتا ہے کہ صرف ایک جھوٹکا کافی ہے جو ان کا گھر سیٹ کر زمین سے اکھار دتا ہے۔

-۷۔ جن لوگوں کے لئے عبادت کے لئے اللہ کی بندگی کے لئے اگر زمین تنگ کر دیجئے تو وہ اللہ کے لئے اس کے نام پر بہترت کریں۔ صبر سے توکل سے اس کا سہارا پکڑیں۔

-۸۔ دنیا میں رنت ناپ تول کر دیا جاتا ہے۔ لوگوں کی مرضی خواہش اور کوشش پر متوقف نہیں ہے۔ "اللَّذِينَ جَاءُهُنَّا وَقَدْ نَهَيْنَا لَهُمْ وَرَأَاهُمْ" (آیت ۶۹) جو لوگ اللہ کی طرف حکوم دل سے ذہن کی یکسوئی سے منت شقت اٹھاتے ہیں اور اللہ سے تعلق جوڑے رکھتے ہیں اللہ ان کو پسند کرتا ہے۔ ان کے درجے مرتب کرتا ہے۔ نورِ ایمان اور نورِ بصیرت قرآن ان کو عطا کرتا ہے۔ قرآن سے ان کی سُرگفتگی و کرامت کی باتیں سُوجتی ہیں جس کی طرف دوسروں کی نظر نہیں جاتی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

الْمٰمُ (۱۰) غَلَبَتِ الرُّومُ (۲) فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ

نمبر ۳۰ سورہ الروم -

مکہ میں جب اسلام کا نزول ہوا اس وقت دنیا کی سماںی حالت دو سو پر طاقتوں میں بُشی ہوئی تھی روم اور فارس ۶۰۲ء سے ۶۱۳ء یعنی میسیحی یہ کشکش جاری تھی۔ مکہ میں اللہ کے

رسول کی پیدائش ۵۶۹ عیسوی (تاریخ ابن اسحق) ۶۱۰ سے قرآن کا نزول شروع ہوا۔ اہل کمہ باہر کی سیاست سے بالکل محفوظ تھے۔ جو نکہ اہل روم عیسائی تھے ایک خدا کو مانتے والے تھے۔ اس نے اپنے کے قریب تھے۔ اہل فارس آئش پرست تھے، بت پرست تھے اس نے اسلام کا ان سے واسطہ نہ تھا۔

الله نے فیصلہ سنادیا کہ اہل روم اور رومی قومیں غالب آئیں گی۔ اب نہیں تو کی۔ یہ قرآن کی پیش گوئی تھی جو نو سال بعد پوری ہوئی۔ ایک مُضبوط سپر پار ملکت کی مثال سے سورت کا آغاز ہو رہا ہے۔ دیکھو اللہ کا امر اللہ کی حکمت و مصلحت کس طرح کام کرتی رہتی ہے۔ کیسے کیسے فیصلے اللہ کر دے جاتا ہے۔ پچھلی سورت میں اہل کتاب یہود کو عیسائیوں پر ترجیح دی گئی تھی۔ کیونکہ یہودی ایک اللہ کے مانے والے تھے ان کا عقیدہ توحید ہے۔ میسانی تنشیث کے عقیدے میں مشرک ہیں۔ لیکن اس سورت میں اہل فارس جو آئش پرست، میں ان پر عیسائیوں کو فوتو قیمت دیجاتے ہیں۔ اسی لئے روم والوں کی حمایت اور تائید میں ان کے حق میں پیش گوئی ہو رہی ہے کیونکہ یہ اہل کتاب توہین مگر ایرانی آئش پرست بت پرست کافر سے بہتر ہیں۔

فارس روم کے مقابل دوسری بڑی سپر پار اور تھی دو نوں میں قوت آذانی ہر وقت ہوتی رہتی تھی وہ مظاہر قدرت کے پرستار تھے۔ صابی عقیدے کے تھے پھر انہوں نے زرتشت کا مذہب قبل کر لیا ۳۸۱ عیسوی سے ۵۲۷ عیسوی تک ایران میں مُزدک نے جگہ بنائی جو عیش و ہوس پرستی کے حصی۔ مُرُّان میں ایران کو ڈبو دیا تھا۔ یوں اس کا زوال ہوا روم ان پر قابض ہوا۔ قرآن نے پیش گوئی کی تھی کہ توہال بعد رومی قوم فارس والوں پر قبح حاصل کرے گی۔ حضور ﷺ کی بعثت سے قبل۔ میں عیسیٰ اخاندان کی حکومت تھی جو عاد اول کی اولاد سے تھی۔ یہاں حدیث کے عیسائی گورنر کی حکمرانی پہلی صدی عیسوی سے جلی آرہی تھی۔ حضور ﷺ کے عہد میں حدیث پر نجاشی کی حکومت تھی۔ اور متوقس مصر کا گورنر تھا۔ کہ میں قصیر بن کلابت ۳۴۰ عیسوی میں مقبول حکمران تھا۔ کہ کی حکومت کلاب کے بیٹوں کے حوالے تھی جو کہ کا انتظامی و محاشرتی نظام چلا رہے تھے۔

جب مکہ کے اطراف اہل فارس اور اہل روم اپنی شکست اور قبح کے سرکوں سے گذر رہے تھے اس وقت مسلمان لور قریش اہل مکہ کے درمیان سرک حن و باطل کا مقابلہ میداں بدر میں ہو رہا تھا۔ جس وقت مسلمان بدر میں قبح مند ہوئے صین اس وقت اہل روم اہل فارس پر

کتاب قرآن مجید میں کیا لکھا ہوا ہے۔ پیغام اللہ کا آسمانوں سے اتارا گیا ہے۔ بغیر قرآن پڑھنے نماز پڑھنے اگرچھ کریں۔ قربانی کریں تو اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ دنیا کی رغبت۔ دنیا کی رنگینیاں، کھیل تماشے، سیر و تفریقات لہو الحدیث، فضول چیزوں میں زندگی گذاریں اور اسلام کا نام بھی لیں اور مسلمان خود کو سمجھیں تو یہ کیسا دن اور یہ ایمان ہے۔ لہو الحدیث کے معنی دنیا کے کھیل تماشے، مشتعل، محروم دوڑ، رقص و مُرود گانا بجاتا وہ ب مشتعل جو خدا کی یاد سے، نماز کے وقت اور اذانوں کی آواز سے غافل کر دے اور نماز چھوٹ جائے۔ اب شامل ہے۔ کتاب رہنمائی کی ہدایت و نصیحت کرنیوالی ہر گھر میں ہر جگہ موجود ہے۔ آسانی سے مل جاتی ہے۔ کھولیں پرمیں لیکن یہ بھی اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے۔ نیک بزرگ شخصیتوں کا احترام کریں اور ان کی صحبت میں وقت گزاریں اور ان سے نصیحت ہدایت کی باتیں، دین اسلام کی باتیں سیکھیں۔ فرمٹ کے اوقات ان کے ساتھ گذاریں تو توبہ ہی رہنمائی اور تکمیل ہدایت ہوتی رہیگی۔

ایک باپ کا دنی فریضہ ہے کہ اپنی اولاد کو اچھی اچھی باتیں سکھائے۔ نصیحت و ہدایت کرتا رہے۔ اچھی اور بری باتوں میں تمیز کرنا سکھائے۔ یہ باپ کی ذمے داری ہے اور اس کا حق ہے، اس کا فریضہ ہے۔ اللہ ہر باپ سے ضرور سوال کریں کہ اس نے اپنے بیٹے کو کیا پڑھایا۔ کیا سکھایا کیا تربیت کی۔ اللہ سے اور اللہ کے دین سے اللہ کے رسول سے جسکا کا وہ امتی ہے تعارف کرانے۔ نماز خود بھی پڑھنے بیٹے کو بھی سکھائے۔

آجکل کی تہذیب باپ اور بیٹے میں فاصلہ پیدا کر رکھی ہے۔ اس پر فروز کرنے بیں کہتے ہیں جیسے یہ گیت ہے باپ کو تو بیٹا باپ کہنے کو تیار ہی نہیں اور باپ اپنے فرائض بیٹے کے پورے کرنے کو تیار نہیں۔ اس سے دنیا بھی تباہ ہو رہی ہے اور آخرت بھی۔ ذمہ دار خود انسان ہے۔ اسکی کوئی تلافی ممکن نہیں۔ اب بھی وقت ہے۔ موقعہ ہے سُولت ہے قرآن موجود ہے۔ قرآن کے پڑھنے پڑھانے کی سہولتیں موجود ہیں۔ موت کے آخری لمحے تک مہلت ہے۔

آیت ۶ میں لہو الحدیث میں لِتَعْلَمَ عَنْ سَبِيلِ اللہِ کی طرف ارشاد ہے کہ نماز کے اوقات کو کھیل کوڈ تماشے اور دنیاوی مصروفیات میں مبتَدَع کرو۔ نماز کو کسی صورت میں ملال دو۔ لہو الحدیث اللہ سے برگزت کرنیوالے مشتعل اور تماشے ہیں جو کفر کی طرف لیجائے ہیں۔ آخرت سے غافل کرنے والے ہیں۔

اس سورت میں حضرت لقمان صلی اللہ علیہ وس علیہ کی اپنے بیٹے کو نصیت کی گئی ہے اس کا ذکر ہے۔ حکمت و داشتمندی اللہ سکھاتا ہے۔ جبکہ اللہ سکھادے اس کو ممتاز کر دے وہ اللہ کا شکر ادا کرے۔ جس نے خود کو اللہ کے حوالے کر دیا وہ اللہ کا بندہ بن گیا اور ارادہ کر لیا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی حکم کے خلاف کام نہیں کر سکتا۔ برائیوں سے پیچے گا۔ صبر اور صلوٰۃ سے کام کرتا رہے گا۔ اللہ اس کا کوئی عمل اور اس کا اجر صنائع نہیں کریا۔ نصیحت اس طرح کی جاتی ہے۔

۱۔ اللہ واحد لا شریک ہے اس کی ذات میں کسی کو شریک مت کرو۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنے رہنا حق کو مانتا۔ شکر محمدزادی احسان کی ادا کرنا۔ یہ انسانی شرافت کا کمال ہے۔

۲۔ والدین کی اطاعت لور خدمت کرتے رہنا۔ ان کا ہر حکم مانتا۔ ان کے کسی حکم کو نہیں مانانا، ماں کی خدمت کرنا اور باپ کی اطاعت کرنا یہ زندگی کی کامیابی ہے۔ اللہ کی رحمت طلب کرتے رہنا ہے۔

۳۔ قرآن نے مسیح کی تعریف یہ کی ہے کہ اللہ کا احسان مانتے کا طریقہ نماز کی وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کی ہے۔ خود کو اللہ کے حضور پیش کرتے رہنا اور زکوٰۃ ادا کرتے رہنا ہے۔ نیکی پر قائم رہنا سیکی پھیلاتے رہنا ہے نماز برائیوں کو روکتی ہے نماز کے بعد صبر بھی عبادت ہے۔ زندگی کی مشکلات پر صبر سے قابو پالو۔ ہست سے ہر مشکل مصیبت کا مقابلہ کرو۔ اللہ پر توکل کرو اس کا سہارا اس سے امید رکھو۔ یہ ہست والوں کے کام ہیں۔ پست ہست کبھی نہ پوچھانا اور نہ حوصلہ بار بیٹھنا۔

۴۔ اس دنیا میں ہریت اور شرافت سے رہنے کا طریقہ صرف خاکساری۔ عاجزی، اخلاق اور مروت ہے۔ باتِ چیخت میں گفتگو میں متأثت و تسبیح کی رکھو۔ آواز دھمی اور پست رکھو لو بھی آواز میں جھر کر بات کرنا برمی بات ہے۔ سب سے خراب آواز اللہ کے نزدیک گدھ سے کی ہے۔ اپنی آواز پست رکھو۔ بات کرتے وقت بھائیں نیجی رکھو۔

۵۔ ہر ایک عمل کا رد عمل مختلف ہوتا ہے۔ ہر عمل کا بدله ضرور ہوتا ہے۔ نیکی کا بدله نیک بدمی کا بدله برمی اور گناہ ہے۔ کوئی عمل تم رات کے اندھیرے میں چھپ کر کرو یادوں کے اجاڑے میں اللہ کو اسکی خبر رہتی ہے۔ اللہ ہر وقت تم کو دیکھتا رہتا ہے۔ اس سے تمہاری کوئی بات کوئی کام اور دل کے اندر کا کوئی بعید چھاپوا پہنچیں ہوتا۔ اللہ سے ڈرتے رہو اللہ ہی سے اسے ہر کام کی مدد پا ہو۔ وہ خوب جانے والا ہے اور مسافر کرنسیو لا ہے۔

۴۔ جو شخص اللہ سے ڈر نیوالا ہے۔ اُس کا فرماں بِرَوْار۔ الاطاعت گزار اور شکر گزار ہو گا وہ اللہ کا محبوب اور پسندیدہ بندہ ہو گا۔ اور اللہ سے بہت قریب ہو گا۔ اللہ اُس کی ہر دعا قبول کرے گا۔ یہ نصاعٰ تھان نے اپنے یہ ٹوکرہ کر بھیجیں گے وہ اپنی زندگی میں اُس پر عمل پیرا رہے۔ اگر وہ سیدھی را پر علیے گا اللہ کی رحمت اور مدد اُس کے ساتھ ساتھ رہے گی۔

سورت کے آٹھویں رکوع کی آیت ۲۰ سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اُس کے احسانات کا ذکر ہو رہا ہے۔ یہ ساری رحمتیں تخلوقات کے لئے دعوتِ حام اور حکمی ہوتی ہیں۔ اس کائنات کا ذرہ ذرہ۔ ایک ایک مخلوق دن رات اللہ کی عبادت بندگی اور اطاعت میں لگی ہوتی ہے۔ اور ایک دوسرے کو فائدے پہنچاتی رہتی ہے۔ مگر انسان کو کسی بات کا عقل و ہوش اور سمجھ ہی نہیں۔ اللہ کے احسانات اور انعامات پر غور ہی نہیں کرتا۔ اللہ نے اپنے پیغمبروں لور رسولوں کے ذریعے اُس کو سمجھایا ہدایت و نصیت کی باتیں سکھائیں ہیں۔ کتاب اسکو پڑھنے کو دی کر وہ اس کو اپنے مطالعہ میں رکھے اور اس کو پڑھتا رہے اور اس کی ہدایات پر عمل کرتا رہے۔ مگر وہ اس قدر حلقہ اور سُتی میں ہے کہ کتاب سے بے خبر، اپنی موت سے بے خبر، اپنی آنسیوالی آخرت کی زندگی سے بے خبر رہتا ہے۔ ہر وقت شیطان کے نرشے میں رہتا ہے۔ شیطانی کاموں میں اسکی دلپی ہے۔ وہ دوڑخ کی طرف شیطان کیاتھ جانیوالا ہے۔ یہ دنیا بست مفتر ہے۔ چند دن کی زندگی ہے۔ اس کے بعد اللہ ہی کی طرف ٹوٹ کر جانا ہے۔ اُس وقت انسان کو پکڑلیں گے اس سے پوچھیں گے اور بتائیں گے اور دکھلادیں گے کہ وہ دنیا میں کیا کر کے آیا ہے۔ اللہ کے ان گنت احسانات انعامات انسان کے لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ یہ اللہ کا خاص انعام ہے۔ اللہ کا بندہ اللہ کی مشیت اور امید بنانے کی تھیں کیا گیا ہے۔

اگر دنیا کے سارے جھگٹات کے درخت کاٹ کر ان کے قلم بنادیے جائیں اور دنیا کے بڑے سمندروں کا پانی روشنائی اور سیاہی میں تبدیل کر کے انسان سے کہا جائے کہ اللہ کے احسانات و انعامات اس کی ذات پر جو کئے گئے ہیں وہ لکھتا رہے تو اسکی زندگی پوری لکھنے میں ختم ہو جائے گی۔ قلم ٹوٹ جائیں گے سیاہی اور روشنائی خشک ہو جائے گی مگر ان کا شمار لکھتی حساب و کتاب کوئی لکھنے کے لئے گا اللہ بڑا محظوظ کمال اور جمال والا ہے۔

لوگو! اللہ سے ڈلتے رہو۔ اُسکی اطاعت اور فرماں بِرَوْار میں زندگی گزارو اس کائنات کے

اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو۔ قیامت کا دن اور خوفِ دل میں رکھو۔ اپنی آخرت کی زندگی اسی دنیا میں سوارتے ہوئے چلو۔ یہ وقت اور مہلت پھر بھی نہیں ملیگی۔ قیامت کا وعدہ یقینی اور سچا ہے۔ نفاذِ نفس کا عالم ہو گا کوئی کسی کا تھوڑا اور نہ کسی کی سفارش کام آئیگا نہ بیٹھا نہ بیٹھی کام آئیگا۔ نہ مار بات کام آنسو والے ہیں۔ بھی اس دنیا کے دھوکے فربت میں غفلت میں نہ رہنا کہ وقت تصور ہے کسی کو خبر نہیں کہ کل کیا ہونیوالا ہے۔ وقت بدلتے در نہیں لگتی۔ شب کا علم صرف اللہ کو ہے انسان کچھ نہیں جانتا کہ ابھی کیا ہے اور ابھی کیا ہو جائیگا۔ قرآن نصیحت کرتا ہے۔ سورت کے آخر میں مفاتیح الغیب کی پانچ باتوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ کل کا اعتبار مت کرو۔ کل پر آج کی عبادت اور نماز نیکی ست چھوڑو۔ یہ شیطان کا وسوسہ اور وابہم ہے جو تم کو آج سے بے خبر اور کل پر بمرور کرنے کو کھینتا ہے۔ غفلت اور سُستی میں رکھتا ہے۔ آخرت سے غافل کرتا ہے۔ قیامت بہت قریب ہے۔ کیا معلوم کل ہی آجائے آج اور ابھی ہی آجائے۔ قیامت کی خبر اللہ کو ہے اللہ اسکی خبر پہلے سے دیتا ہے۔ اللہ کا وعدہ اللہ گی کوئی بات جھوٹ اور غلط نہیں ہوتی۔ قیامت سے ڈرو۔ اسکی تیاری رکھو۔ بارش کب ہو گی بادل کب بر سیں گے۔ حکیمتی ہر یہ ہو گی بھی یا نہ مختل رہے گی۔ کل کو کچھ خبر نہیں۔ اللہ کو خبر رہتی ہے۔ اللہ کے حکم سے بادل بارش بر ساتے ہیں اور بغیر بارش بر ساتے اڑکر دوسری طرف کل جاتے ہیں۔ اللہ ہی کے علم میں ہے کہ حامل کے پیٹ کے اندر کیا پروردش پارتا ہے۔ اور گون ہے اور کیا بن کر باہر آئے۔ اسکی تقدیر اللہ لکھتا ہے۔ کیا تقدیر ہو گی کسی کو کچھ خبر نہیں اور نہ کوئی معلوم کر سکتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ آج کے بعد کل کیا ہونیوالا ہے۔ کل کیا ہو گا۔ کل کی باتِ عالم غیب میں چھپی ہوئی اللہ کو سب کی خبر رہتی ہے۔ کل کیا خبر آنسو والی ہے۔ آدمی اپنے رہنے کے لئے بڑے گھر مکان بناتا اور جتنی کرتا رہتا ہے اسکو خبر نہیں ہوتی کہ وہ کہاں مستقر بنائیں گا اور کہاں مستقل قیام کریں گا۔ اور کہاں مریں گا۔ اور کس زمین میں کہاں اور کب دفن بھی ہو گا یا نہیں۔ پساري حکمت کی دانائی کی باتیں اللہ کے علم میں ہوتی ہیں۔ اللہ کو مفاتیح الغیب کی پانچ باتوں کی پوری پوری خبر ہوتی ہے۔ اس کا علم صرف اللہ کو ہوتا ہے۔ اسکو کوئا عنینی بھی نہیں۔ قرآن سورہ نمل اور سورہ انعام میں غیب کی باتوں کے بارے میں ایسا ہی ذکر گرتا ہے۔ حکمِ عنان والی سورت الشوری میں بھی غیب کے علم کے بارے میں آیات ہیں۔ تمہرے عین پانچ حروفِ مقطعات اللہ تعالیٰ کے علم ہیں اور یعنی حروف علم غیب کی پانچ کنجیاں ہیں۔ اس کا کچھ حوالہ سورہ مریم اور

سُورَةُ الْعِرَانَ میں اولاد کے عطا کرنے اور وارث پیدا کرنے کے مسئلے میں بھی بیان ہو چکا ہے۔
انِ مَفَاتِحِ الْغَيْبِ کی کنجیاں صرف اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کے پاس ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

الْأَلْمَ ۝ تَقْرِيزٌ مِّنَ الْكِتَابِ لِارْبِيبِ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْحَالَيْنِ ۝

نمبر ۳۲۔ سورہ الجدہ

تین حروف مقطعات ہیں۔ علم الکتاب کی صداقت اور حکمت کو الہ سے شروع ہونیوالی تمام سورتوں میں اہمیت، حقیقت اور زور بیان ہے۔ اللہ کی اس کتاب کے حق پونے کے پارے میں قرآن کی نصیحت و پدایت اور خبردار کرنے میں کسی کو کوئی شک اور شبہ نہیں ہوتا جائیے۔ جو صفات اور حیات اور تقدیر کا مالک ہے۔ انسان کی پدایت و رہنمائی بھی اسی کے ذمے ہے۔ لور یہ قرآن اس کی سورتیں آیات لور بینات سب رہنمائی اور نصیحت کے لئے پیش کیں۔ اللہ جاہتا توہر شخص کو پدایت پر ہی پیدا کرتا جس طرح حیوانات چمٹنے اور پرندے لپنی نظرت کے وجود ان پر پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ لور لپنی نظرت کے مطابق زندگی گذرا رہتے ہیں۔ ان کے پاس لپنی حقل و حکمت ہو رہا فکر سوچ و سمجھ کچھ نہیں ہے اسے اُن کی زندگی کا مقصد پیدا ہوتا۔ کہاں اپنا لور انسان کے پاتھوں فیک ہو جانا، یا مرکھ پہانا مٹ جانا ہوتا ہے۔ انسان کو حقل و سمجھ فہم و اور اُن سوچ و فکر کی نعمتیں دے کر آزاد خود مختار بنانے کو چھوڑا گیا ہے۔ وہ لپنی سمجھ حقل کے مطابق ارادہ سے عمل کرے اپنے اچھے بھلے اور بُرے کام کی تیزی اس کے فیصلے میں رکھ دی ہے۔ اور اپنے عمل کا وہ خود ذمے دار بنایا گیا ہے۔ جا ہے انسانیت کا کمال دکھانے یا شیطانیت کی مثال قائم کرتے اسی کے خود شیطان بھی فرمسار ہو جائے۔ یہ اس کے اختیار اور بُس کی بات نہ تھی جو انسان نے کر دکھایا ہے۔ قیامت لور آخرت اسی نے بنائی گئی ہے کہ زندگی کی بہت اور کمیں کا وقفہ ختم ہونے کے بعد انسان سے روز قیامت ضرور پوچھا جائے گا کہ کوئی عمل اس کا اچھا تسا اور اس کے ہر عمل کی

جائج ہوگی۔ اور اس کا وزن ہوگا اور حساب کر کے سزا اور جزا دیا جائی۔ قرآن آخرت اور دوسری آئیں والی زندگی کا نباد بارہ ذکر کرتا ہے کہ مرانے کے بعد قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھانے جانے کی خبر دتا ہے کہ آخری فیصلہ ابھی باقی ہے۔ اس دن کی تیاری اسی دنیا میں کر کے چلو اور ساتھ رکھو۔ روز قیامت تمہارے کام آئیں گے۔ قرآن کا کام پہلے سے خُبردار کرنا ہے۔ اس خبر اور اطلاع میں کوئی شک اور شبہ نہیں کرنا ہے۔ پس قبروں کا کام قرآنی تعلیمات کو پڑھ پڑھ کر سناؤ دنا ہے۔ حکمت کی غیب کی پاتوں کا پہلے سے علم کراؤ دنا ہے۔ اللہ نے ہر طرح اپنی محنت پوری کر دی ہے۔ سب کچھ انسان کو بتا دیا اور جتنا گیا ہے۔ ابتداء تا پیغام انسان سے حضرت نوح ﷺ سے لیکر ہزاروں سال پہلے سے یہ تبلیغ دین اسلام فروض کی کئی تھی اور آخری رسول ﷺ کے وقت تک برابر و قفوں و قفوں میں جاری رہی ہے۔

اب قیامت تک یہ کتاب قرآن مجید، فرقانِ حمید نصیحت و بدایت کی محفلی رہیں گے جس کا بھی چاہے اس سے بدایت اور نصیحت حاصل کرے جس کا بھی چاہے اس کتاب سے لاطم اور بے خبر ہو جائے۔ خمیازہ اسی کو مجھتنا پڑیگا۔ وہ لوگ خالم کھولاں ہیں مگر جنکے پاس اللہ کی آخری کتاب آئی اور انہوں نے اسکو نہ دیکھا اور نہ پڑھا۔ گھروں میں نور بدایت موجود ہے۔ کسی نے بھی کھوکر زندگی اور نہ پڑھنے کی توفیق ہوئی۔ اور نہ اتنی فرصت اور وقت انہیں ملا کہ زندگی میں حکم سے حکم ایک بار ہی اسکو پڑھتے اسکو سمجھتے یہ بدایت اور نصیحت ہر ایک کے لئے محفلی ہوئی ہے۔ وقت اور مہلت کے ختم ہونے کی کسی خبر نہیں کہ صحیح کسی وقت یا رات کو کسی وقت آجائے۔ موت سے زندگی میں مسکل ہو جاتی ہے۔ تم مرانے نہیں استھانا کر جاتے ہو اس اصطلاح کو یاد رکھو۔ تمہاری دوبارہ زندگی اسی قبر سے ہوگی اور دوبارہ زندہ کر کے اسی قبر سے اٹھانے جاؤ گے۔ روز مختصر اللہ کی عدالت میں کھڑے ہو کر اپنی دنیا کی ساری نعمتوں کا حساب و کتاب و نہایت ہو گا۔

ابھی وقت ہے مہلت ہے ہوش میں آجائے۔ قرآن کی بدایت اور نصیحت کو پڑھ لو سکن لو۔ قرآن تم سے صرف ایک سجدہ چاہتا ہے۔ خلوص کا بندگی کا۔ جسک جاؤ اللہ کے آگے۔ صدق دل سے، خوف سے، امید کیسا تو اللہ سے دعا نے مغفرت کر لو۔ تو پہ کرو کہ اب تک غفلت اور بھول ہوتی رہی ہے۔ اب آئندہ یہ نہ ہوگی۔ خود کو رجوع کر لو اور تو پہ واستغفار

سے اور اللہ کی اطاعت بندگی کا پتھر دل سے اقرار کرو۔ نماز کی پابندی وقت کے ساتھ کرو۔
 ہر نماز میں اللہ سے دعا کرتے رہو۔ بخشش اور مغفرت کی دعا۔ زکوٰۃ کی ادائی کرو۔ قرآن روزانہ
 تصوراً تصوراً پڑھتے رہو۔ اُسکی بدایت اور نصیحت پر زندگی کی سیدھی را اختیار کرو۔ اللہ کے
 بندے بے بن جاؤ اور اللہ کا ڈر خوف دل میں رکھنے والے آخرت کا یقین رکھنے والے مومن بن
 جاؤ۔ اللہ خالق اور یہاں پر الامراً ہے۔ عالم غیب و شہادہ ہے۔ ایک قطرہ پانی سے انسان کو عدم
 سے وجود میں لایا پھر اس کو موت دی، حیات اور موت کا حکم آسانوں سے آیا اور روح
 آسانوں میں پہنچائی جائے گی۔ قرآن کی بدایت جس کو ملی اس کو اللہ کی اطاعت اور سجدوں
 سے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ نہ دن کے کی وقت اور نہ رات کے کی پھر۔ وہ سجدوں کے
 بغیر رہ سکتا ہے۔ ساری دنیا سوتی رہتی ہے آرام اور مسیحی نیند میں گرم لاغافوں میں خواب کے
 مرنے کے لیتی ہے مگر اللہ کا خلص بندہ اپنے پہلو کو بستروں سے الگ کر کے اللہ کی یاد ذکر اور تہجد
 کی نفل پڑھنے اور قرآن کی تکلوٹ کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ (آیت ۱۶) کوئی نہیں
 جان سکتا کہ اس چھپی عبادت ذکر اور یاد کا صدقہ اللہ کا ہاں کس قدر ملتے والا ہے یہ بات صرف
 اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کو کیا صدقہ ملے گا۔ وہ مقام محمود ہے اور عباد الرحمن بندوں کے لئے
 منصوص ہے۔ ان کے لئے جنت الْمَوَّاٹی کی خوش خبری ہے۔ ابھی وقت ہے غفتت سے
 ملک آؤ۔ سجدے کرو سجدوں میں جو قربت بندہ کو اللہ سے ہوتی ہے اور جو دل کا تعلق اللہ کی
 توحید سے قائم رہتا ہے اس کا لطف ہی اور ہے۔ اللہ کے نیک بندے تو راتوں کی نیند چھوڑو
 کر سجدوں کا لطف حاصل کرنے رہتے ہیں۔ صرف ایک سجده خلوص کا، ایمان کا، اور قرآن کا
 تم کو مومن اور مسلمان کر دیگا۔ ایسا سجده کر کے دیکھو۔ زندگی کا لطف دو بالا ہو جائیگا۔ کسی کے
 پاس ایسا کوئی نہ نہیں لوار ایسا کوئی سجدہ نہیں جو قرآن کی اکم والی آخری سورت السجدة
 سکھاتی ہے۔ کوئی اللہ کا بندہ اس پر شک شبهہ کے بغیر یقین اور ایمان کا سجده کر لے تو اس
 کی بخشش ہو جائے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذْ أَقْرَئَ اللَّهُ وَلَا تُطِعُ الْكَافِرِينَ وَارْتَفِعْ بِهِمْ

نمبر ۳۲۔ سورہ الاحزاب۔

اکم سے شروع ہونیوالی کتاب کی چھ سورتوں کا مضمون ختم ہوا اس کے فیض و برکات اثر اور نفعوں کا بیان ہو رہا تھا۔ اگر کتاب پر پورا پورا ایمان اور یقین ہے شک و شبہ انکار اور منافقت نہیں ہے تو اللہ دلوں کا حال خوب جانتے والا ہے۔ اس سے تمہارے دل کی کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔

بیوی کو ماں کہنے کا حکم سورہ ترمیم میں آیا۔ اس سورت میں لے پاک کو اپنا حقیقتی بیٹا بنانے کے سلسلے میں حکم ہے۔ وہ تو اپنے باپ کا بیٹا ہے جس کے نقطے سے پیدا ہوا ہے۔ بیٹا ایک ہی باپ رکھتا ہے اس کے دو باپ نہیں ہو سکتے۔ لے پاک کو اس کے حقیقی باپ کے نام سے پکارو۔ اللہ کا حکم ماننا ضروری ہے۔ اللہ تم کو دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ جس طرح کسی انسان کے اندر دو دل نہیں ہو سکتے اسی طرح دو مائیں نہیں ہو سکتیں۔ بیوی کو ماں محمد نما یا کوئی مرمر رشتہ لکا دنا حرام ہے۔

اللہ کے رسول نے اپنی ساری زندگی بھر کی محنت اور کوشش سے اللہ کا پیغام پداشت ایں کہ اور قریش کو اور ان کے قوتوسط سے ساری دنیا کو سکایا اور حفظت والا علمی میں سوتے رہنے والوں کو جگایا۔ اس قرآن پر عمل کرنا ہے۔ اس پر یقین اور ایمان سے اپنی لپنی زندگیوں کو قرآن کی تعلیمات کے مطابق ڈھال لینا اور سنوار لینا یہ ہر شخص کا دین وایمان کا معاملہ ہے۔ منافقت حیریا کاری۔ انکار کی دوسرا یہ شکل ہے۔ اس کا خمیازہ وہی بھگتے گا جو جیسا عمل کریکا۔ اللہ کو ہر بات کی خبر رہتی ہے۔ دل کی خبر اللہ کو رہتی ہے۔ ہر انسان کے اندر ایک ہی دل ہوتا ہے اس میں صرف اللہ کی اور اللہ کے رسول کی جگہ ہوتی ہے۔ اس کے سرواد کی دوسرے کی محبت نہیں ہوئی چاہیئے۔ ایمان اور یقین کا تعلق دل سے اور ذہن سے ہوتا ہے۔ جو بات دل کے اندر ہو گی وہی بات زبان پر آسیگی۔ اور زندگی کا عمل اسی کے مطابق ہو گا۔ مومن کی صفات میں منافقت حیریا کاری۔ دھوکہ فریب نہیں ہے۔ منافقت اور دھوکا اللہ

کے ساتھ اور اللہ کے رسول کے ساتھ معاذ اللہ۔ ایسے منافقوں کے لئے اللہ کی نعمت اور آخرت کا عذاب لکھ دیا گیا ہے۔

اللہ حق پسند ہے حق کی بات کر نیوالوں کو پسند کرتا ہے تناقت کر نیوالوں کو سنت عذاب کی وعید سناتا ہے۔

اپنی اولاد کو ان کے حقیقی باپ کے نام سے منوب کرو۔ باپ کے نام کیما تھ پکارو۔ بیٹا اسی کا ہوتا ہے جسکے سب سے نظر سے خون سے جسکے بستر بردار پیدا ہوتا ہے۔ لے پاک۔ متینی اولاد کو ان حکم کے اصلی باپ کے نام سے پکارو۔ وہ بیٹا تو ان ہی کا ہے تمہارا اصلی بیٹا نہیں جو تم اپنے سے منوب کرتے ہو۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام ملت کرو۔ اصلی بیٹے کا اصلی باپ کی وراثت لور ترک میں جو حق ہے وہ لے پاک اور متینی بیٹے کو نہیں دیا گیا ہے۔ ایسے فصلے ملت کرنا جو اللہ کی نارا صنگی کا اور نعمت کا سبب بنیں۔

اولاد کا درنا یا نہ درنا اللہ کی حکمت اور مصلحت ہے اللہ زیادہ جانتا ہے کہ کس کو اولاد درنا ہے لور کس کو نہیں۔ اللہ نے اپنے چار پیغمبروں کو اولاد عزم کے نام سے تعمیر کیا ہے۔ جسنوں نے بڑے عزم و ہمت اور ثابت قدمی سے دن کی خدمت کی تکالیف اور شکلات میں سنت سے سنت امتحان اور آنائش سے گذرے اور اللہ کافین خالقین مسکریں اور مشر کیں تک پہنچایا اور کامیاب ہوئے۔ اللہ نے دو پیغمبروں کو انعام میں اولاد بخشی خضرت نوح ﷺ اور ابراہیم ﷺ اور حضرت موسیٰ ﷺ اور عیسیٰ ﷺ کو لے اولاد ہی رکھا۔ اُسکی مصلحت اور حکمت ہے۔ اللہ نے اپنے محظوظ آخري رسول اللہ ﷺ کی اولاد بخشی ثبات صبر اور ہمت کی مثال قائم رکھی اور آنہیں بے مثال بنایا۔ انہیں بیٹے اور بیٹیاں عطا کیں۔ ہر نعمت سے نوازا۔ اللہ کے سبی لور پیغمبر کی کوئی وراثت لور ترک نہیں ہوتا۔ جو اولاد سے نسل در نسل منتقل ہوتا رہے۔ اسلئے اللہ کے رسول کے کوئی نرمنہ اولاد باقی نہیں رکھی جو ان کی وراثت کا وصی ہترے۔ اللہ کے رسول نے حضرت زید بن حارث اپنے علام کو اپنا متینی لے پاک بیٹا بنایا تھا اور اس کو ان کے اصلی باپ کے نام سے ہی منوب کیا گیا۔ اس مضمون میں حام مسلمانوں کے نئے ہدایت اور سبق مکھایا گیا ہے۔ لے پاک بیٹے کی بیوی جو بھوکی تعریف میں تو آتی ہے لیکن حقیقی بھوکی کے برادر نہیں ہوگی۔ اللہ کے رسول نے حضرت بنی زینب بنت جعفر کو حضرت زید بن حارث اللہ کے رسول کے لے پاک بیٹے کی بیوی تیسیں۔ حضور ﷺ کے مشورہ سے ان کا نکاح ہوا تھا۔ جب حضرت زید بن حارث نے ان کو چھوڑ

دیا۔ طلاق دیدی تو اللہ کے رسول نے بی بی زینب کی دل جھٹی کئے لئے ان کی خواہش سے اور خوشی کے لئے ان سے نکاح کر لیا تھا۔ لوگوں نے اس بات کا بنتگڑ بنا لیا تھا۔ اُس وقت کے درج رسم اور عقائد اور رونج کے بالکل خلاف عمل ہوا۔ اسلئے اللہ نے اُس کا حکم دے دیا۔ اور صراحت و صاحت کردی کہ آئندہ کے لئے یہ قانون اللہ کا حکم قرآن کا لوگوں کو معلوم ہو جائے اور لوگ قرآن کے احکامات پر عمل کیں۔

مسلمانوں کی آنماش اُس وقت سے فردع ہو چکی تھی جب پہلی بار انہوں نے خارجہ کا پیغام اللہ کے رسول سے سنा اور اس پر امتا وحدت قاہما تھا۔ مکہ کی زندگی کے تیرہ صبر آزمائیں میں عرضت و شیخی اور فاقہ کوئی سے لوگوں کے عذابِ ظلم و ستم میں گذرے۔ بیوی بپول سے وہ حیادہ کے گئے مال تجارت ان سے چھین لیا گیا۔ کمال اور مظلوم بن کر بھی دن پر استھانت کے ساتھ اللہ کے رسول کا کبھی ساتھ نہ چھوڑتے۔ صبر سے بہت سے نمازے اللہ کے سہارا نہیں رہے۔ جب صیبت اور مشکلِ مدے سے زیادہ ہوئے لہجی تو سراج کی شبِ اللہ کے رسول کو آسمان پر بلا کر بہرت کا حکم سنایا گیا کہ مکہ سے مدینہ بہرت کر جاؤ اور اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے جاؤ۔ بہرت کے بعد پہلے ہی سال معرکہ بدربیش آیا۔ اللہ نے مسلمانوں کو اس امتحان میں کامیاب کیا اللو قبح نعیب کی۔ اس کے دوسرے برس معرکہ احمد بیش آیا تھا۔ دوسرا بار آنایا گیا تھا۔ اس کے تیسرے برس یعنی بہرت کے پانچ سال معرکہ خندق بیش آیا تھا۔ جسمیں کافرین مدینہ بھی ترکیں مکہ کے ساتھ مل کر سارے قبائل اکٹھا ہو کر مسلمانوں کا نام و نشان مثانے کے لئے مسجد ہو کر مدینہ پر حملہ آور ہوتے تھے۔ اس جنگ کو جنگِ احزاب کہا گیا۔ اللہ کے رسول کے پاس اسقدر تھا۔ تفریق فوج کا اسلئے۔ ماں جنگ نہ تھا جو دس بارہ قبائل کا مشتی بہر جماعت کے ساتھ مقابلہ کر سکے۔ مسلمانوں نے اپنے وقایع کے لئے علاقوں کے اطراف ایک چوری خندقِ محمودی اور اس کے اندرِ محصور ہو گئے کہ راست مقابلہ میں دشمن کو مشکلت پیش آئے۔ یہ امتحان تھا موسمنیں اور۔ منافقین کے درمیان تاکہ ان کی شناخت ہو جائے کہ کے مجرم کہیں، اور یہودی مدینہ کے بتو فیضی سے مل کر مسلمانوں کے خلاف تھے۔ آپس میں ان میں نفاق پر کام جگہ ہوا وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اُس رات سنتر آندھی چلی۔ طوفان آیا جسے اکھڑا گئے۔ گھوڑے، اورٹھ گھبرا کر بھاگ گھر پر ہوئے۔ سنت سرددیوں کی رات طوفان باد دباراں میں کفار میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور منافقین اسلام نے بھی موت کا خوف بہانہ بنایا کہ واپس ہو گئے جو حرکت انہوں نے جنگِ احمد کے

موضع پر کی تھی وہی حرکت جنگ خندق کے موقع پر دوہرائی۔ جنگ احزاب مسلمانوں کا تیسرا استحکام تھا۔ مصلح کی شرائط پر معاہدہ ہوا معاہدہ کی شرط یہ تھی کہ بد عمدی کرنے والوں کے سر قلم کئے جائیں۔ ان کی عورتوں، بچوں، بورڈسون کو معافی دی جائے۔ قیدی علام بنائیں جائیں۔ ان کا مال، محیت، باغ، مکان، جائیداد مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

اس سوتھ میں تین یاتوں کی طرف توجہ دلانی کی ہے حکم دیا جا رہا ہے۔ اس عالمِ الوجی رائیت۔ ایسا چیز کو اور پیرروی کو اس حکم کی جس کا حکم دیا جا رہا ہے۔

۱۔ پہلی بات کی کی بیوی اس کے ماں کے درجے کو نہیں پہنچ سکتی۔ ماں کا مقام افضل اور بہت بلند ہے بیوی اس مقام پر نہیں آسکتی۔ ماں کا حکم ماں کی اطاعت سب سے اول ہے۔ ماں کا احترام فرض اول ہے۔ بیوی کے لئے وہ مقام نہیں جو ماں کا مقام ہے۔

۲۔ دوسری بات لے پالک ستبنی بیٹھی یعنی بیٹھنے کے مقام اور درجے پر نہیں ہو سکتا۔ جو حق وراثت ٹکڑیت کا ترکہ میں اصل یہیں کا ہے لے پالک ستبنی یہیں کا ویسا کوئی مقام۔ حق نہیں ہے۔ تیسرا بات کی کی انسان کے اندر دو دل نہیں ہوتے صرف ایک دل ہوتا اور صرف ایک ہی اللہ کی محکمہ ایک میں سمائے گی۔ بے اصل مقام دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا ماں باپ سے زیادہ بیوی بچوں سے بھی زیادہ ہو گا۔ ہی ایمان ہے۔ رسول اللہ کی بیویاں اہمیت المؤمنین تمام مسلمانوں کی مائیں، میں ان کا مقام اور درجہ حقیقی ماں سے بھی زیادہ بلند ہے ان کا احترام کرو۔ اللہ کا تقدیس رکھو۔ ان کے بارے میں بہت احتیاط سے بات کرو۔ اس کے بعد دیگر وہشتہ داروں کے حقوق اور درجات "اوی اللذام" کا مقام آتا ہے۔ تقدیس کا نکم فی رسول اللہ "اوی حقیقت" کی پیرروی کرو۔

کسی مسلمان مرد یا عورت کی یہ حرمت اور مجال نہیں ہو سکتی کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کے لئے حکم کریں اور مسلمان مرد یا عورت اسکو مثال دیں یا انجان بن کر کسی ان سے کر جائیں۔ جب کسی کام سے منع کریں تو اس کام سے فوراً کر جائیں۔ پاتھر دوک لیں ورنہ اللہ ہیوں اللہ کے رسول کی ہاتھ کرو گے تو اس دنیا میں کہیں پناہ بھی نہیں ملیں۔ اطیعو اللہ و اطیعو الرسول مسلمان کا شیوه اور طریقہ رہا ہے۔

اس جنگ احزاب کے دو ماں بعد خیبر کے مقام پر جو یہودی قبیلے بیج رہ گئے تھے۔ انہوں نے سر اٹھایا اور قلعہ بند ہو کر مسلمانوں سے جنگ کی۔ اللہ کے رسول نے حضرت علی کو خیبر کی قیس کے لئے مأمور کیا تھا۔ انہوں نے حکمت عملی سے ایسی پیش قدمی کی کہ خیبر

کے یہودیوں نے صلح کی درخواست کی۔ اللہ کے رسول نے بد عبیدوں کو مذہن سے جلاوطن کر دیا اور خیبر کا قلعہ اور ساری زمین بخیر لڑے بھڑے مسلمانوں کے ہاتھ آگئی۔ اور مسلمانوں میں تقسم ہو گئی۔ اس سوت میں مال غنیمت کے ساتھاں فتنے بھی آئی ہے۔ اللہ نے حکم بھیجا کہ جموں زمین جائیداد بغیر جنگ کے لڑے بھڑے لور خون کا ایک قطرہ بھی بہانے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ لگے وہ فتنے ہے۔ یعنی اللہ کا مال ہے اس کے حقدار اللہ کے رسول اور اہل بیت۔ خاندان وائل، گھر وائل، غریب ملکین محتاج ابن السبیل اور ضرورت مند اور مقرض حقدار ہوں گے۔ مال فتنے اسلام میں بیت المال کی ملکیت ہے اس کا حکم مالک کا نہیں حاکم کا ہے۔ اللہ کے بیب نے خیبر کی ساری زمین اور مال سب کچھ غریبوں۔ ملکین ضرورت مندوں، فقیروں، محتاجوں میں تقسیم کر دیا مگر اہل بیت ازواج مطہرات کو کچھ نہ ملا۔ اپنی چھیتی فاطمہ کے لئے تو کچھ نہیں رکھا۔ سب اللہ کی راہ میں دیکھ خالی ہاتھ ہو گئے۔ اعماق المومنین مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ ان کا اس درجے میں احترام کرو اور اہل بیت سے محبت۔ رحمو۔ ان کے صحابہ سابقون اللآلتوں سے محبت رکھو۔ ان کے رفیقوں کو اپنا دوست اور رفیق بناؤ۔ ان کا اس درجہ میں احترام کرو۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ابتداء میں مکمل اور صمیب کے وقت اللہ کے رسول کا ساتھ دیا تھا۔ دین اسلام کے لئے بڑا کام کیا تھا۔ ان کے بڑے فُضائل اور اعلیٰ درجات ہیں۔

ازواج مطہرات کو شکایت ہوئی کہ گھر میں فاقہ ہو رہے ہیں۔ غربت پسند شئی ہے۔ گھر کا کام کاچ جانوروں کا چارہ خود ہی اپنے ہاتھوں سے کرنا ہوتا ہے۔ کھانا لکانے اور دیکھ بیال کے لئے کوئی ملازمہ۔ خادم نہیں، کوئی ذخیرہ مال پاس نہیں۔ اپنے اخلاق کی غربت اور لاجاری کی زندگی سے گیا فائدہ جو راحت نہ ملے سوکت و آسانی نہ ہو۔ گھر میلو مناقش پیدا ہوا۔ اور ازواج مطہرات مل کر اللہ کے رسول سے مطالبہ کیا اور شکایت کی صورت پیدا ہو گئی تھی۔ یہ شکایت اللہ کے رسول کے لئے تاکوادر گذری تو اللہ کا حکم آیت ۲۹ میں آیا ہے نبی اللہ! اپنی بیویوں سے صاف صاف کہو کہ اگر تم دنیا کی زندگی کا آرام و عیش سولت جاہتی ہو، دنیا کی رونق اسقدر پسند آگئی ہے گے تم اکھ کے رسول سے جملہ نہ لکھیں۔ اللہ کے رسول سے غلوہ شکایت۔ زبان پر لے آئیں۔ اور روٹھ گئیں۔ دنیا اگر اسقدر پسند ہے تو آؤ! آج میں تم ب کو نہال کر دوں۔ دنیا کی ساری سیوں تینیں۔ اور خوشیاں تم کو دے کر تم کو اپنے گھر سے رخصت کر دوں تم دنیا طلبی میں جو چاہو اپنی خوشی سے کو تپرے گھر سے دور ہو جاؤ۔ ملک

جاو۔

اگر تم اللہ کی رَصَنَا آخرت کی زندگی آخرت کی سُولت و آرام چاہو تو پھر تم کو اللہ کے رسول کے گھر میں دُنیا نہیں آخرت ملے گی۔ اللہ کی رَصَنَا اور رسول اللہ کی خوشنووی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں اسی گھر میں ملیں گی۔ فیصلہ کرو۔ کیا چاہتی ہو۔ کیا پسند ہو وہ کرو۔ اگر تم میں سے کسی نے گندگی کے الفاظ زبان سے نکالے۔ شکوہ شکایت کی اور زیادتی پذیربافی اور بد تمسیزی اللہ کے رسول سے کرنے کی جرأت اور بست بھی کی علانی یا پوشیدہ تو تم کو امہات المؤمنین ہونے کی شرف کیوجہ سے دو گناہ دناب ہو گا۔ کیونکہ تم حام مسلمان عورتوں کے لئے ایک مثال نور ہو۔ امت کی عورتوں میں تہار اسٹ بے بڑا درجہ ہے۔ جس قدر مقام اور نسبت اعلیٰ ہو گی اسی قدر اجر اور ثواب بھی رکھا گیا ہے۔ سزا اور حذاب بھی اسی درجہ میں ملے گا۔

عورتیں مردوں سے اپنے حقوق طلب کرنے سے نہیں ملتیں اور بار نہیں مانتیں۔ اللہ کے رسول کی بیویوں کے لئے جو حکم آیا وہی حکم حام مسلمان عورتوں کے لئے آیا ہے۔ امہات المؤمنین کا مقام درجہ لور زندگی حام مسلم عورتوں کے لئے مشل راہ ہے۔ امہات المؤمنین کے سامنے اللہ تعالیٰ نے دور اسٹ متعین کردیے تھے اور اختیار تھا جو چاہو ان میں سے قبول کرو۔ اللہ اور اسی کے رسول کے احکامات کی پابندی اللہ کی رَصَنَا اور خوشنووی اور آخرت کی بہترین زندگی اور اجر و ثواب۔ دوسری روزی اور رزق کریم کا وعدہ ہے جو اللہ اپنے پاس سے عطا کریگا۔ دنیا میں بھی اور بھی آخرت میں بھی۔ دیگا کی حرص اور طمع لفظ صرف غیش و آرام چند دن کی زندگی ہے۔ فیصلہ تم کو کرنا ہے۔ اللہ کے رسول جس طرح چاہیں اسی طرح رہنا متنظر ہو تو رہو۔ ورنہ ان کا گھر چھوڑ دو دنیا کی طلب اور حواہش، حرص مال دنیا کے لئے تم کو احتیار دیا گیا ہے۔ کھمیں اور جا کر تلاش کرو۔ امہات المؤمنین کو اپنی لپنی علمی کا احساس ہوا بہ نے مل کر مستفہ فیصلہ رسول اللہ کی رضی کے ساتھ زندگی بُر کرنے کا کریا۔ ہر وقت اچھی اور صاف بات زرمی سے کیا کرو۔ بے جا بانے۔ بے باکی سے غیر مردوں سے بات چیت مٹ کرنا۔ لوگوں کے دلوں کے اندر کھوٹ اور شیطان و سو سے ڈالتا رہتا ہے۔ گھروں کے اندر رہو۔ قرآن اور حدیث پڑھتی رہو۔ اور سنتی رہو۔ بدایت و نصیحت ملتی رہتی ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ مومن، صالح، محنت کو پاک صاف مکر اور پاک کیزہ رکھتے۔ نماز پڑھنے سے وضو۔ یہم اور غسل سے جسم کی پانچ وقت صفائی پاکیزگی ہو گی۔ خیالات صاف و سحر سے پاکیزہ

ہوں گے۔ روحانی مسَرَّت اور پاکیزگی دلوں کے اندر پیدا ہوگی۔ دلوں کی پاکی تطہیر قلوب سے تزکیہ نفس و تزکیہ باطن سے تم کو پاک صاف بہترین نمونہ کی مسلم عورتیں بنائے۔ گھروں کے اندر ہر وقت اللہ کا ذکر اور آیات اللہ حکمت یعنی قرآن اور حدیث۔ سنت رسول کی حکمت و داشتندی کا چرچا ہونا جائیے۔

کسی مسلم مرد یا عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کے احکامات اور اقوال اس نک پہنچ جائیں تو ان کی تعمیل میں سُستی اور غفلت کرے اور اپنی طرف سے محبت اور بُعثت کر کے اس کو ٹھانے اور اس سے علاجیہ رو گردانی کرے (آیت ۳۶) لپنا ہر معاملہ ہر مسئلہ اور ہر کام اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق اور احکام قرآنی کے مطابق کیا کرو۔ اس میں کوئی رد و بدل تحریف اور ترمیم کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ میاں بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق بیت اور فرانض بیت ان کو اچھے لور بہترین طریقے سے پُورا کرو۔ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں صادق التوک اور صادق الوعد ہوتے ہیں۔ قول کے پے اور وعدے کے پکے۔ صبر اور نکار کرنے والے اللہ سے ڈر نیواں ہوتے ہیں۔

نکاح کے لئے جائز رشتتوں کی فہرست گنادی گئی ہے ان کا احترام رکھو۔ عورتوں سے جب نکاح کو تو خوش دلی سے ان کا مہر ادا کر دیا کرو۔ یہ عورت کا حق ہے اس کا قرض ہے تردد ہر حالت میں پُورا کرے گا ورنہ گینگار ہو گا اس سے پوچھا جائیگا۔

سورۃ النساء قرآن کی پانچوں سورت میں بیویوں کے حقوق اور ان کے مہر کی ادائی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سورت میں بھی رسول اللہ کی ازوٰج مطہرات کے حوالے سے عام مسلم عورتوں کو دوبارہ وہی احکامات سنائے جا رہے ہیں جن کی اہمیت اور ضرورت بہت زیادہ ہے۔ عورتوں کے حقوق اور خواہشات جس قدر بھی ادا ہوتے رہیں وہ حکم ہیں۔ عورت جب بیوی بنتی ہے تو شوہر پر اس کا سارا ادارہ اور سارا ہوتا ہے۔ عورت اپنے حقوق میں شوہر کی وفادار۔ خدست گذار اور حکم مانتے والی ہوئی جائیے۔ اللہ نے مرد کا درجہ عورت پر زیادہ فضیلت کا رکھا ہے کہ وہ اس کا لفیل اور سرپرست و محافظ ہوتا ہے۔ مرد جس حالت میں بیوی کو رکھے اور جو بھی زندگی اسکی اسکو سیست آئے اس کو اسی حالت میں خوش اور صبر و نکار کے ساتھ رہنا ہے۔ مرد کا احترام خوشنودی اور مرضی سے گھر یلو راحت اور خوشی اور چین نصیب ہوتا ہے۔

طلائق کے بارے میں دوبارہ وہی احکامات سنائے جا رہے ہیں جو سورہ البقرہ میں سنائے

گئے، ہیں۔

عورتوں کے احکامات۔

تیسرا رکوع سے عورتوں کے احکامات، ہیں۔ آیت ۲۷ سے ۳۰ تک شوہروں کی اطاعت و فرمانبرداری ہر حالت میں ضروری ہے۔ شوہر کے ساتھ ہر حالت میں صبر و شکر کے ساتھ رہنما رہو گا۔ دنیا کی زندگی، خوشی، عیش و عشرت کی زندگی، زیور کی خواہش، مال دولت کا لفظ یہ کام بھی نہیں آتے وانے اس کے لئے آخرت کو خراب نہ کرو۔ اللہ کے رسول سے جن عورتوں نے زبانِ ذرازی کی۔ لڑائی جھکڑا کیا۔ بے باکی سے رُطاق پُر طاق باعین کیں۔ دیکھو اللہ نے ان کے لئے کتنی بری سنت سرزنا اور دو گئے عذاب کی خبر دی۔ اور جو نیک رہنمگی ان کے دو گنا ثواب اور رزق کریم کا وعدہ تھا۔ اللہ کا ڈر خوف دل میں ہر وقت رکھو۔ اللہ کی نارا صنگی اور ناخوشی سے بچی رہو۔ یہ مومن اور صالحات عورتوں کی خصوصیات ہیں۔ اللہ کا ڈر اور خوف ہو تو اللہ ان کے لئے رزق کریم کا وعدہ اس دنیا اور آخرت کی دنیا دونوں جگہ ہے۔ آخرت کی طبکار رہو دنیا کی رغبت اور خواہش سے دور رہو۔ حرص دنیا عذاب ہے۔ گھروں کی چار دیواری اور چادر میں رہو۔ اپنا حسن و جمال آرائش و زینت غیر مردوں اور ناممروں سے بچاؤ۔ آرائش جمال بناؤ سمجھار عورت کا حق ہے اور یہ حق صرف اپنے شوہروں کے لئے مخصوص ہوتا چاہیے۔ غیروں کے لئے اپنا فیشن۔ سمجھار اور لباس کی آرائش و زیبائش دھانے کے لئے نہیں ہے۔ نماز کی پابندی رکھو۔ روزہ اور زکوٰۃ کی ادائی کرتے رہو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت والی زندگی پسند کرو اور بُسر کرو۔

آیت ۲ سے ۳۵ تک حام مسلمان مردوں لور عورتوں کے لئے احکامات، ہیں۔ اللہ کے حکم، احکامات کی ادائی میں دنیا کی پرواست کرو۔ اللہ کو ہر حال میں راضی لور خوش رکھو۔ یہ نیک عورتوں کی خصوصیات ہیں۔ خدا کے حکم کے خلاف کام کرنے کی نہ کسی کو اجازت ہے اور نہ کسی کو جرأت ہونی چاہیے۔ آیت ۳۸ سے حضرت زید، لور یعنی بی زینب کا قصہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ کا رسول کسی کا بآپ اور بیٹا نہیں ہے۔ ساری امت اس سے ہے، بیٹیاں ہیں۔ اللہ کے رسول پر صبح و شام درود و سلام بھیتے رہو۔ اور اس کی سنت اور پیروی میں زندگی بُسر کرو۔ مرد کا حق طلاق کا اللہ نے دیا ہے تو عورت کا حق خلع لینے کا ہے۔ طلاق کو اللہ نے ناپسند کیا ہے۔ طلاق کے لئے تین وقوف میں ٹھہر ٹھہر کر سوچ بچار کر کے تین حصے میں تین طلاقیں دینی ہوں گی۔ اس کی تفصیل قرآن کی سورت ۴۵ طلاق کی ابتدائی

آیات میں ہے۔

خلع کا حقن عورت کو دیا گیا ہے مگر وہ مرد کی اجازت کی پابند ہو گی۔ مرد کو حقن حاصل ہے کہ عورت کے مطالبہ کو روکے اس غرض سے کہ عورت اپنا فیصلہ بدل لے اور دوبارہ خود فکر کرے۔ عورت کو وقت اور مہلت سے کہ وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔ مرد کی صورت میں عورت کا یہ حق نہ چھین سکتا ہے زدبا کر رکھ سکتا ہے اور نہ انکار کر سکتا ہے۔ خلع طلاق نہیں ہے۔ اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر عورت اپنا فیصلہ اور ارادہ بدلتے تو عورت کو دوبارہ حق حاصل ہے کہ خلع حاصل کرنے کے بعد اسی مرد سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔

اللہ نے رسول اللہ کو پابند کیا کہ بیک وقت چار بیویوں کے علاوہ کوئی اور نکاح نہ کرے جس وقت یہ احکام آئے اس وقت اللہ کے رسول کے محترم چار سے زیادہ ازواج مطہرات موجود تھیں۔ اللہ نے اپنے حبیب کی پسند کو مقدمہ رکھا اور ان کی مرضی اور خوشی سے وہ جگو چاہیں منتخب کر لیں۔ اللہ دلوں کے اندر کا حال خوب جانتا ہے۔

محروم کے اندر جانے اور رہنے کی آداب سکھائے جا رہے ہیں۔ اجازت ہاگنگ کر محروم میں جانا چاہیئے۔ بغیر اجازت بے دھڑکن محروم میں داخل ہونا بے ادبی اور اللہ کے حکم کے خلاف ہے۔ تہذیب لور شاہزادگی کے دوسرا سے آداب اور طریقے سکھائے جا رہے ہیں جو مسلم معاشرے اور تمدن میں بناستہ ہوتے ہیں۔ قرآن نے مرمم اور نامرمم رشتہوں کی تفصیل دی ہے۔

اصل بات دل میں اللہ کا درخوف ہونا چاہیئے۔ قرآن کے احکامات کا علم اور معلومات ہوئی چاہیئے ہدایت و نصیحت کی اچھی اچھی باتیں مسلمان مرد اور عورت کو سیکھنی چاہیئے لور اس کے لئے قرآن کو پہنچی مادری زبان میں پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے اور اس پر عمل کرتے رہنا ہے۔

اللہ نے اپنے انبیاء ملکہم پر جو حضرت آدم ملکہم کے بعد سے لور حضرت نوح ملکہم کے بعد سے مختلف زنانوں میں مختلف قوموں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے سمجھے گئے تھے۔ ان کے کام پر تبلیغی فرائض کے انجام دینے پر اپنا سلام بھیجا ہے۔ سورہ الصفت میں تمام بنام سلام کی سمجھے گئے ہیں۔ مگر اس سورت میں اللہ اپنے فرشتوں کے ساتھ آسمانوں سے درود و سلام اور صلواۃ رسول اللہ پر سمجھے کا ذکر کرتا ہے۔ یہ بہت بڑا اعزاز لور مرتبہ ملا جو قیامت تک باقی رہے گا۔ رہتی دُنیا سک اللہ اور اس کے فرشتے اور مسلمان صالحین، عابدین، حسینین، مسیحین اللہ

کے رسول کے نام پر درود و سلام و صَلَوَةَ بھیتے رہیں گے۔ اللہ اکبر! کیا شان ہے میرے نبی کی جو آخری رسول اور رحمتِ اللہ علیہ بنایا کہ اس دنیا میں بھیتے گئے ہیں۔

صلوٰۃ کے معنی اللہ کی رحمت ہے اور یہی لفظ صلوٰۃ فرشتوں کے تعلق سے استغفار اور مغفرت و پُتشش کی دعائیں کرنا ہے اور عام مسلمین و مُؤمنین کے تعلق سے دعا کرنا۔ یہ تین مختلف دعائیں اپنے میب کے لئے صلوٰۃ رسول کی تعبیر گرتے ہیں۔

اللہ کے رسول کا مقام اس دنیا میں اور آخرت میں سب سے اعلیٰ اور بلند تر اللہ نے بنایا ہے۔ اللہ کے رسول کی ذرا سی تکلیف، دل تکنی، خلال و حزن اللہ اور اس کے فرشتوں کو پسند نہیں ہے۔ اللہ کے رسول کو ستانا اور ان کے کسی عمل کو بُرا بسلا کہنا اللہ کو نار ارض کرنا ہے۔ اللہ کا غصہ طلب کرنا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ کی لعنت قرآن میں آئی ہے۔ اسی طرح اللہ کے مومن بندوں اور مومن عورتوں کو بلا وجہ بغیر کسی جواز کے تکلیف دینا۔ ایدا پہونچانا ان کو غائبانہ یا منہ درمنہ بُرا بسلا کہنا۔ اللہ کی نارِ صمگی اور لعنت کو اپنے اوپر مسلط کرنا ہے۔

پردوے کے احکامات میں

پردہ عالم عورتوں میں مسلم عورت کی شناخت اور پہچان ہوتی ہے۔ جو دُور سے پہچان لیجاتی ہیں۔ پردوے کے احکامات کے ساتھ پردوے کے آداب اور سُلیقہ بھی سکھایا گیا ہے۔ جو مسلم ہندیب و شادی سمجھی اور شان، آن بان کی آئینہ دار ہے۔ عورت کے معنی خود کو چھپا کر رکھنا ہے۔ عورت دنیا کی حسین ترین تخلوقِ اللہ کی اس زمین پر انتاری گئی ہے۔ ہر مرد کی دل آرزو اور خواہش اور طلب کی چیز ہوتی ہے۔ چھپنے اور چھپانے میں اللہ کی حکمت اور مصلحت اور حکم کی پابندی ہوتی ہے۔ اللہ نے سورہ الرحمٰن میں جنت کی حدود کو بھی پردوے میں رکھا ہے۔ "حور مقصورات فی النیام" ۵ وہ حوریں حسین و جیل کنواری شہزادیاں خسروں کے اندر پردوے میں بیٹھی رہتی ہیں۔ پر اس دنیا کی حدود کو کیا ہو گیا جو پردوے کے باہر نہ آگئیں؟

آیت ۳۵۔ سُوْرَةَ کے آخر میں ایک امانت کا ذکر ہے جو آسمانوں سے لوحِ محفوظ سے نکال کر لوگوں کے لئے بڑی نعمت کے طور پر پہنچائی گئی ہے۔ یہاں اسکی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ امانت کی تعریف بہت وسیع ہے۔ قرآن نے جو تعریف بیان کی ہے وہ ہے ایمان۔ "لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا يَأْمَنُهُ" ۵ حکے دل میں امانت کا خیال و لحاظ نہیں وہ ایمان والا

موس ہو ہی نہیں سکتا۔ موس کے لئے امانت دار ہونے کی شرط رکھی گئی ہے۔

ایک امانت قرآن نے روح کے لئے کہا ہے۔ روح امر رب ہے جو اللہ نے آدم ﷺ کے اندر پھونکی اور جس سے آدم حیات اور زندگی پائے۔ یعنی روح اللہ کی امانت ہے جو انسان کے جسم میں رہتی ہے۔ اللہ کی مرضی۔ اللہ جب بھی اپنی امانت واپس لینا جائے روح کو واپس کا حکم دتا ہے۔ موت کے فرشتے آسانوں سے آکر روح کو جسم سے نکال کر واپس لیجاتے ہیں۔ اللہ کو حق ہے جب چاہے اپنی امانت واپس لے لے۔ قرآن کے متعلق بھی اللہ نے کہا ہے کہ روانے زمین پر کعبۃ اللہ اور یہاں نازل ہونیوالی کتاب قرآن مجید فرمانِ حمید اللہ کی امانتیں ہیں۔ قیامت سے پہلے اللہ اپنی امانتیں واپس اوپر آسانوں میں آشائے گا۔ اسلئے قرآن بھی اللہ کی نثافی۔ معجزہ اور امانت ہے اس کا نزول غارِ حرام میں لوحِ محفوظ کی امانت بن گر قلب اپھر محمد رسول اللہ پر اشارتا تھا۔ چنانچہ قرآن کی اس تعریف سے انسان فارمی قرآن ہو کر امانت داروں میں شمار کیا گیا۔

سورہ احزاب کی آیت ۳۵ میں ان عورتوں کی فہرست گئی گئی ہے جن کے لئے اللہ کے پاں مغفرت اور بخشش رکھی گئی ہے اور بڑے اجر کا وعدہ ہے۔ چونکہ عورتوں کے دلوں میں زیادہ حرص دنیا۔ لئے۔ اچھا کھانا پینا۔ عیش و آرام ہمیشہ کا سب چیزوں دلوں کا روگ اور بیماری ہوتی ہے اس سے بچنا چاہیے۔ آیات ۳۲ سے ۳۵ تک ان احکامات کی پابندی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کے لئے مغفرت کا وعدہ ہے۔

۱۔ مسلم کلمہ کو عورتیں۔ کلمہ پڑھنے والی اللہ کی ذات میں فریک نہ کرنیوالی۔ و
۲۔ ایمان دار عورتیں۔ اللہ پر ایمان بالغیب اور قیامت کا دڑ پیٹیں اور یقین حکم رکھنے والی۔
۳۔ بندگی کرنیوالی عورتیں۔ اللہ کے احکامات نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ کی ادائی پابندی سے کرنیوالی۔

۴۔ سچ بولنے والی۔ حق بات کھننے والی حق کی حمایت اور ساتھ دینے والی۔

۵۔ محنت اور مشقت کرنیوالی۔ شوہروں کی خدمت و اطاعت کرنیوالی۔

۶۔ مردوں کی تابعدار۔ وفادار اور حکم بانٹنے والی۔

۷۔ خیرات کرنیوالی۔ حدود خیرات گھر سے نکلتے رہنے والی۔

۸۔ روزہ رکھنے والی تقویٰ۔ اللہ کا دڑ خوف رکھنے والی۔

۹۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالی۔ اپنی زینت کی چیزوں کو چھپا کر رکھنے والی۔

آیت ۲۶ میں فرمایا گیا کہ جب اللہ نے عورتوں کے اپنے احکامات سنادیے اور فیصلہ قرآن میں آگیا اور جب مسلم عورتوں کے حدود و حقوق اور احکامات صاف صاف بیان کردیے گئے۔ تو پھر کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی اور ارادے سے مُنِما فی کرتی پھرے اور اپنا فیصلہ رکھ کرے۔ اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی اللہ کے رسول کی نافرمانی کرنا سخت علیٰ اور بَصُول ہے۔ مردوں کی یہ نسبت عورتیں اپنے دل سے زیادہ مجبور اور دلی خواہشات سے مغلوب ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے عورتوں کو تطہیر قلب کا خاص طور پر حکم دیا گیا۔ اس لئے عورتوں کو تطہیر قلب کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے۔

مرد اور عورت کا رشتہ فطری اور ضروری ہے۔ یہ تضاد جنس ایک دوسرے کو چینچتا ہے۔ کوئی شجاعتی تجاوز کرتا رہتا ہے۔ اور ایک دوسرے کو جاہتا اور پسند کرتا رہتا ہے اور ایک دوسرے کی خواہش جنسی فطری ہے۔ مذہب اس کو منع نہیں کرتا بلکہ دن کے داروں کے حدود میں رکھنا جاہتا ہے۔ جنسی بے راہ روی اور جنسی بیماریاں (ایڈز) جو تمام بیماریوں سے زیادہ ہیلک ہوتی ہیں اس سے دونوں مرد اور عورت نیچے رہیں۔ عورتوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ غیر مردوں سے دور رہیں اور خود کو چھپا کر رکھیں۔ عورت نام ہے جسکی ہوتی چیز کا جو پوشیدہ پر دوں۔ بر قوں میں ان دیکھی رہے۔ جب تم کو حاصل ہو جائے اور تمہاری ملکیت اور قبضے میں آجائے تو وہ تمہاری زندگی بھر کی ساتھی ہے۔ اسکو پیار کو جس طرح جاہو اس کو استعمال کرو۔ وہ زندگی بھر تمہارے ساتھ رہیگی۔ مُستقل زندگی گذاہے گی۔ تہذیب نفس۔ طہارت تکب انسانیت کا اعلیٰ گردار ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے لئے سورہ نور میں تفصیلی احکامات دیے گئے ہیں اور احکامات نہ مانتے والوں کو کوڑوں کی سزا کا حکم آیا ہے۔ سورہ الحجرات ۲۹ ویں سورت قرآن کی آیت ۷ میں صریح حکم دیا گیا ہے بے مرد اور عورت اپنے دل کو پاک صاف رکھیں اور تہذیب نفس کی حفاظت کریں۔

آیت ۳۱ میں فرمایا گیا ایمان والوں کے لئے جمیع و شام اللہ کا ذکر اور اس کے نام کی بصیر کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ کثرت سے (صلوٰۃ النبی) کے معنی اللہ کے رسول کی تعظیم و تکریم حرمت تھبہ (اور شنا) درود و سلام بھیجننا ہے۔ صلوٰۃ کے معنی و دعا ہے۔ ایک منصوص اصطلاح قرآن کی ہے یہ مشتمل ہے صلوٰۃ۔ نماز سے اللہ تعالیٰ خود اپنے جبیب کی تعریف و توصیف اپنی محبت و رحمت کیا تھوڑی عزیزت و اکرام کے ساتھ بیان کرتا تھے اُن کے فرشتے بھی آسمانوں میں اللہ کے رسول کی تعریف و توصیف و تھہر اور صلوٰۃ

مجھتے رہتے ہیں۔ مومنوں اور صالحین کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ بھی زمین پر اللہ کے رسول پر درود و سلام مجھتے رہیں۔ صلوٰۃ سب کی الگ الگ ہے۔ اپنے درجات۔ مقامات مراتب کے ماتھ مختلف ہوتی ہے۔ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُوةٌ عَلَيْهِ وَسَلُوةٌ لَنَحْنَ" ۵

اللہ کے رسول نے اپنے صحابہ کو درود و سلام مجھتے کا طریقہ سکھایا ہے کہ ہر نماز کی دوسری رکعت میں جب قده کی حالت میں بیشو تو تشدید پڑھو۔ یہ صلوٰۃ ہے اور جب نماز ختم کرو نماز سے باہر آؤ تو درود بھیجو۔ اس میں حضرت ابراہیم علیہم السلام اور آل ابراہیم علیہم السلام اور محمد ﷺ کو شریک کر لو یہ نماز عرش برئ سک جاتی ہے۔ یہ بندہ کی درخواست ہوتی ہے۔ اللہ کے حضور کہ وہ اپنی زیادہ سے زیادہ رحمتیں و برکتیں بخش اور مُغفرت اللہ کے رسول پر اور اس کی امت پر زیادہ سے زیادہ نفع۔ اللہ کی رحمتیں، بخش و مُغفرت کی کوئی حد نہیں ہے۔ بہت وسیع اور کثادہ ہیں۔ اللہ کے حبیب پر سے رحمتیں اور برکتیں گذرتی ہوئیں امت کے گناہ کاروں اور ناجیز بندوں تک پہنچتی ہیں۔ اللہ کے حبیب کے توسط سے رحمت کی درخواست رسول اللہ اور اس کے صحابہ اور اس کی آل کے طفیل بندوں تک وسیع ہو جانا بڑی مقبولیت ہے۔ اللہ سے ایک دفعہ مانگنے سے دس گناہ کا ثواب اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں واضح کیا ہے کہ جب یہ کوئی بندہ مومن زمین پر اللہ کے حبیب کے نام پر درود و سلام و صلوٰۃ مجھتے رہتا تو فرشتے بھی مومنوں کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔ اسکی تائید کی گئی ہے ہر وقت درود و سلام مجھتے رہو۔

سورہ الحزاب کے آخر میں امامت کا ذکر آیا ہے۔ زمین اور آسمان اس لانت کا بوجہ اٹھانے سے محدودی ظاہر گرچکے تھے تو انسان سے اس بار امامت کو قبول کریا۔ جاہل اور ظالم ٹھرا گیا۔ قرآن کی ۵۹ سورت الشر کی آخری آیت میں فرمایا گیا قلت مومن اس امامت کے بوجہ کا سکھل بنایا گیا ہے۔ آہست آہست ۲۳ سالوں میں یہ کائنات اللہ کے رسول کے قلب اٹھر پر نازل ہوتی رہی ہے۔ یہ مشیت الحق کا فیصلہ تھا۔ سورہ الدخان میں "کل امرنا میں خندنا" ۵۰ فرمایا گیا جو ایک مبارک رات کا فیصلہ تھا جوے ارعنان کو شروع ہوا تعاوہ "اليوم اکملت لكم دینکم" ۵۰ پر ختم ہوا۔ اسی سورت کے آخر میں حکم آیا کہ دل کی طہارت و پاکیزگی، صفائی، تہذیب و نفس، تزکیہ قلب کرنے رہنا ہے۔ انسانی اعضا میں دل کو اہمیت حاصل ہے اسی کی حکومت دماغ پر لورا اعضا و جسم پر ہر وقت مسلط رہتی ہے۔

اَكْمَدَ اللَّهُ الدُّنْيَا لِهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الارْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ

نمبر ۳۲۔ سورہ سباء۔

الله تعالیٰ کے شکر و احسان کی تعریف سے ابتداء ہو رہی جو آخرت کا الک ہے۔ پھری سورتِ المائت کے ذکر پر ختم ہو گئی مگر اس کا سلسلہ اسی سورت سے جوڑا گیا ہے۔ آمانت وہ جو کچھ اور آسانوں سے زمین پر اپنادرا جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی آمانت ہے۔ رحمت ہے عطا ہے۔ نعمت ہے۔ شفقت ہے اور ربویت ہے جو اللہ پسی مخلوقات پر دن رات آسانوں سے انتہا تارہتا ہے۔ یہ آمانت ہے۔ روز قیامت واپس سلسلی جائیگی اور روز آخرت اس کے پارے میں پوچھا جائیگا کہ اس آمانت کو کی طرح استعمال کیا ہے۔ کچھیں اس میں خیانت اور بد دیانتی تو نہیں کی آسی لئے آخرت کو قائم کیا گیا ہے۔ آخرت سے ڈرو۔ اس کا بھی سے اس زندگی میں جو آمانت ملی ہے اس سے آخرت کی تیاری کرو اسکو سُنوارو۔ قرآن ہربات صاف صاف کھول کر بیان کرتا ہے۔ خود سے سُنواں پر تدبیر اور نظر کرنے رہو۔ آسانوں سے جو زمین پر اترتا رہتا ہے اور زمین سے اوپر آسانوں پر چڑھتا رہتا ہے وہ پیدا فرالامر ہے۔ ہم کو نظر کچھ نہیں آتا قرآن ہم کو سناتا اور بتاتا ہے اس کی محکت اور مصلحت کے کام ہیں۔ ہر چیز اللہ کے علم میں ہے جو پہلے سے انسانوں کی تحریر میں لکھ دی جاتی ہے۔ بارش بادل ریجی سب رحمت بن کر اڑتے ہیں کہ تمہاری کھبیتی ہری بھری کسی رزق کا مخلوقات کے کھانے پینے کا استحکام کریں۔ مگر بندے شکر لوا کرنے میں بڑے ناخکرے واقع ہونے ہیں۔ کھبیتی فصل۔ درخت باغات شرپل پھول۔ معدنیات۔ جواہرات۔ تیل اور گین سب زمین کے اندر سے زمین کے اوپر آتے ہیں۔ اللہ کے علم میں ہے سب رحمت بخش اسکی ربویت شفقت ہے۔ مگر شکر پر ادا کوئی نہیں کرتا۔ اور جو کچھ زمین سے اوپر آسانوں میں چڑھ کر جاتی ہیں وہ روٹیں ہیں، دُعائیں ہیں اور عمل صلح ہے۔ آہ و فنا، ہیں مظلوموں کی۔ فرشتے زمین سے اوپر آسانوں میں چڑھنے اڑنے رہتے ہیں۔ گویا ایک نظام مددوت ہے اللہ کا

بندوں کی زندگی کے فائدوں کے لئے مدد کوئی بھی اللہ کا شکر گذار احسانِ مدد نہیں ہوتا۔ یہ سارا نظامِ زندگی درِ ہم برہم ہو جائیگا جب قیامت آئیں کچھ ختم، اور حکم، حصل ختم ہے۔ یہ ساری باتیں اُپر آسانوں میں لوحِ محفوظ میں لکھی جائیں ہیں۔ اور اسی کے مطابق یہ سب کچھ دنیا میں زمین پر ہوتا رہتا ہے۔

یہ دنیا ایک ایسیج ہے۔ ایک امتحان اور آزمائش کی جگہ ہے۔ اس امتحان و آزمائش کا تمیب روز قیامت نہیں گا۔ روز آخرت کی ابھی سے اسی دنیا میں فکر کرو اس کی تیاری رکھو اسکو منوار کرے رہو۔ قرآن پہلے سے خبردار کر رہا ہے کہ کہیں تم لپی سے خبری اور خفقت سے اس کو بھول جاؤ اور آخرت میں خسارے میں رہو۔ اللہ بردار حکیم اور کریم ہے تھاہری خفقت وسی اور بھول کو صاف کرنیوالا ہے۔ بشر طیکہ تم اللہ کو مانتو۔ اللہ پر ایمان بالغیث رکھو۔ اللہ کی اطاعت اور بندگی میں لگ جاؤ۔ آخرت کا یعنی حکم رکھو۔ مرنے کے بعد قبر سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے۔ اس پر ایمان اور یقین رکھو۔ ہر علی اور بھول پر اللہ سے توبہ کرتے رہو۔ سوکے سیدے کرتے رہو۔ صافی، مفترض و بخش طلب کرتے رہو۔ جن لوگوں کو عقل و سمجھ ہے مل مل اور یقین ہے قرآن پڑھتے سمجھتے ہیں قرآن کی آیات میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں ان کو پدیدیت اور نصیحتِ ملتی رہتی ہے۔ بیکج و شام قرآن پر مخصوص نصیحت صبح و شام حاصل کرو۔ یہ تھاہرے اختیار میں ہے اور تم ہی اس کے حاصل کرنے یا اس سے خفقت برتنے کے ذمے دار ہوں گے۔ یہ زندگی اللہ کی لامائت ہے اس میں روح، اللہ کی لامائت ہے اللہ جب بآئے اپنی لامائت واپس لے لے گا۔ یہ بات بھولنے کی نہیں ہے تم اللہ کے پاس چلے جاؤ گے گندہ جسم اور نعش کی بدبوزیں رکے اندر دفن کر کے دیا دی جائیگی۔ اور رُوح پاک صاف مظہر آسانوں میں علیمن میں محفوظ ہو جائیگی۔ یہ بات ایسی ملیخ دہن رشیں کر دو۔ زندگی میں نیک کام کرو۔ اللہ کی اطاعت اور بندگی کے بکام دھیان کے وقت کی پابندی سے اپنے وقت پر کرو۔ وقت بہت ابھی ہے۔ جوانی میں صحت طاقت قوت ہوتی عبادت اور اطاعت میں آسانی و سوکت ہے۔ اس وقت کو باہم سے جانے مت دو۔ آج زندگی ہے کل یہ لامائت واپس ہو جائیگی۔ کسی کو کچھ خبر نہیں ہے اسلئے آج کے وقت کو شمار کرو آج ہی سے تو پہ استغفار کر کے رجوع ہو جاؤ۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو۔ بیوی پئے لڑکے لڑکیاں نعمت ہیں۔ اس نعمت کا دن رات شکر کدا کرو تو کرمی۔ ملکومت روزگار۔ تجارت۔ کاروبار۔ اعلیٰ عہدہ۔ استدار سب کچھ اللہ کی نعمتوں ہیں اور

لامانستیں ہیں۔ ان کا شکر ادا کرتے رہو۔ ہر ہر نعمت پر شکر ادا کرو۔ شکر نیبے کے سجے کرتے رہو۔ شکر گذاری کرنیوالے اللہ کو بہت پسند ہیں۔

قرآن پہلے رکوع میں حضرت داؤد ملکتم کی مثال بیان کرتا ہے۔ ایک معمولی حیثیت کا بندہ تھا۔ اللہ نے اس کو اسکی شکر گذاری کو پسند کیا اور اپنی نعمتوں میں اضافہ کرتا رہا۔ داؤد ملکتم ہر نعمت پر سجدہ شکر بجالاتے تھے۔ اللہ نے اور نوازا فوج کا اعلیٰ عہدہ دیا۔ داؤد نے شکر ادا کرنے میں زیادتی کی اللہ نے اسکو باوشابت دی۔ وہ دن رات شکر یہ ادا کرتا رہا۔ اللہ نے انکو نبوت دی اپنے تمام انعامات مکمل کر دیئے اور تاکید کی اسے داؤد اللہ کا شکر یہ ادا کرنا نہ بھول جانا۔ "اعملو آں داؤد شکرا" ۵۔ داؤد ملکتم کو جو نعمتیں ملیں ایسی دنیا میں کسی کو نہیں دی گئیں۔ شبر۔ حمر۔ سمندر حیوانات نباتات، جمادات، سب کی بولیاں سکھائیں سب کو تابع فرمان بنادیا۔ داؤد ملکتم جب اللہ کی مناجات کرتے تو ان کی خوش الخانی مسُن کر سمندر تھم جاتے تھے۔ پہاڑ گوبنے لگتے تھے اور مناجات کو درحراتے جاتے تھے۔ پرندے خاموش میسٹے ان کی مناجات سننے رہتے تھے۔ یہ سب اللہ کی نعمتیں اور انعامات تھے۔ داؤد ملکتم ہر نعمت کا شکر یہ ادا کرنیوالے تھے۔

حضرت داؤد ملکتم کی نعمتیں ان کی وراثت میں ان کے پیٹے حضرت سلیمان ملکتم کو بھی ملیں۔ باپ سے زیادہ بیٹا اللہ کا فرماں بردار۔ حمادت گذار۔ اور شکر گذار بندہ تھا۔ اللہ نے انکو بھی وراثت میں باوشابت۔ نبوت اور غیر معمولی احسانات کئے۔ جنات اور شیطان دیو۔ اور پریشان کو ان کے تابع فرماں بردار کر دیا تھا۔ ایسی نعمت احسانات دنیا میں کسی اور کو نہیں دیے گئے۔ سلیمان ملکتم کی فوج ہواں کے دو شہر سفر کرنی مشرق سے سرپ آن کی آن میں پہنچ جاتی تھیں۔ شیطانوں سے ہر قسم کے کام لیتے دن رات ان کو مشغول اور صرف بکار رکھتے تاکہ دنیا والوں کو انہیں شیطانی کرنے کی فرصت ہی نہ ملے۔ قرآن عربت کے سبق کے طور پر چھلی قوموں اور انہیاء ملکتم کے حالات اور قصہ سناتا ہے۔

آیت ۱۵: قوم سبا والوں کا مثالی قصہ ہے۔ جنہیں اللہ نے ساری قوموں میں سب سے زیادہ نوازا تھا اور بہت سے انعامات اور احسانات ان پر کئے۔ مگر انہوں نے احسان کبھی نہیں بنا تا۔ اُس کو ان کا حق اور ملکیت سمجھنے نہ۔ قوم سبا۔ قوم خاد و ارم کی کسل سے جنوبی عربستان میں رہنے سے حضرت موسَّت اور عثمان تک پہنچی ہوئی تھی۔ ستدارب آن کا زد خیر علاقہ دار اکنومیت تھا۔ جہاں دائیں یا میں دو پہاڑی سلسلے تھے ان کے درمیان پارش کا پانی روک کر

آبپاشی کے لئے بند تعمیر کیا گیا تھا۔ جو "سدارت" کے نام سے مشہور تھا۔ بہترین ماہر انجینئروں نے نادر نمودہ کا نقش بنایا کہ یہ مضبوط بند تعمیر کرایا تھا۔ اس کے اطراف مضبوط دیوار کھڑی کی گئی۔ عمارت سازی و تعمیرات کے پہاڑ انجینئر لوگ اس وقت اس بند کے دروازے کھڑے کر کے آبپاشی کا سارا نظام اپنے قابو میں سال بھر رکھتے تھے۔ اس سے ملک کی زر خیری جملات میں کافی اضافہ ہوا۔ صوبہ عود لوبان کے خوشبو دینے والے درختوں کی کثرت تھی جنگل سارا خوشبو سے مبک جاتا تھا۔ درودوں کی اسکی خوشبو ہیلی ہوئی تھی۔ پہل دار ہر قسم کے لذیذ خوش ذائقہ پہل ان کی بیرونی تجارت کے لئے مشہور تھے۔ سوداگروں کے قابلے دریائے آخر کے کنارے کنارے ہندوستان سے مال تجارت لے کر آگے اور یمن حضرت کے راستے ملک قام تک مان کی تجارت ہوتی تھی۔

قرآن نے اس سورہ میں اس شہر کی تعریف کی جنکے دونوں طرف باغات کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ اسکو بلده طبیہ پا کریزہ صاف ستر آشہر کہا گیا۔ سدارت کے علاوہ بیشمار چھوٹے چھوٹے بند بنائے گئے تھے۔ جن سے باغات کو سال بھر پانی ملتا اور کثرت سے ثمرہ پیدا ہوتا۔ باغ و بہار میتوں اور پہل کی کثرت ان کی خوشحالی اور شادمانی اور تجارت اور دولت کے قصے سارے زمانہ میں مشہور تھے۔ ان کے پاس کل تیرہ انبیاء ملکہ باری باری حضرت نوح عليهم کے بعد آتے رہے تھے۔ اللہ نے اس قوم کو بہت سے انعامات سے احسانات سے نوازا تھا۔ لیکن ساری قوم بست پرست لکھی کھروہر کر نیوا لے شس دیوتا کے پرستار۔ ملکہ بلقیس بھی اسی ملک کی ملکہ تھی۔ شش دیوتا کی پوجے والی تھی جس کا حصہ سورہ نمل میں سنایا گیا۔

الله تعالیٰ نے ان کی سر کشی۔ کفر اور شرک اور احسانات کی ناٹکری کرنے پر سرزادی نے کے لئے سدارت کا مشہور مضبوط بند ایک رات اچانک ڈھے ڈالا۔ دیوار مضبوط گر گئی بند ٹوٹ گیا سارے باغات شرہ سیت لہو شہر کی آبادی مکانات بب کچھ بہا کر لے گیا۔ کھیتی بر باد ہو گئی۔ سدارت کی تباہی تاریخ القرآن کا حصہ بن گئی۔ خوشحالی بد عالی میں بدل گئی۔ آبادی ویرانے کھنڈڑ ہوئے تجارت کاروبار کا نقشہ ہی بدل گیا۔ تجارتی قابلے ہندوستان سے شام جاتے ہوئے سیا کے ملائے میں قیام کرتے لور مال و اسباب کا لین دین کرنے توہیں چہر۔ ڈاکو غادت گر پیدا ہو گئے جو کا قاولوں کو ٹوٹ لئتے۔ سر لوگوں کے لئے طویل اور زیادہ دشوار گذار ہو گیا تھا۔ جو تجارتی مرکز اور راستے امام میں بہترین ان کے راستے تھے۔ اب

ناشکری میں خطرناک ہو گئے تھے۔ قرآن نے تجارتی سفر کو گرنی کے موسم میں ہندوستان کی طرف پھیر دیا۔ اور سردوں میں شرق کی طرف پھر دینے کو سورہ القریش میں ”رُطْلَتُ الْقِيَامَةِ وَالصَّيْفَ“ کہا ہے۔ وہ ساری سو لیں اب ختم ہو گئیں یہ ان کی تافرانی کی سنت سرزا ہی جو لمی یہ ناٹک گزار ناپکار احسان فراموش قوم تھی۔ جنہوں نے اپنے زنانے کے تیرہ انپیاء میلکهم کو جھٹلایا تھا۔

یہ سرزا ان کو خود ان کی لپنی آرزو اور خواہش میں ملی وہ لپنی خوشحالی دولت کی فراوانی میں بہترین سکون اس و راحت میں دعا کرنے لگے اسے ہمارے اللہ ہمارے باخوں کے کاروبار اور فاصلے تجارت کے راستے لبے کر دے۔ ہم ان نعمتوں سے اکٹا گئے ہیں۔ ہم کو غربی مغلی ناداری دیدے تاکہ ہم اس کا لطف بھی اٹھائیں تاکہ ہم کو خوش حالی اور بدحالی دونوں کا لطف لے یہ ظلم خروانہوں نے لپنی جانوں پر کیا تھا اور اس کی انہیں یہ سرزا ملی۔ اس عبرت ناک قصے کو بیان کرنے کا مقصد مشرکین کے کو ان کے اطراف کے مکون کے شہر والوں کے پڑانے تھے سنا کر انہیں عبرت دلانا تھا۔ دیکھو یہ دنیا کی زندگی ایک استھان ہے۔ قوموں کی آذانیں اور استھان لیا جاتا رہیا۔ اور آج بھی اہل کہ سرداران قریش کے لئے سبب ہے۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ یہ شہر کے اس سکون اور راحت کی جگہ بنا دیا گیا ہے۔ ایسا قطعہ تمہارے اطراف اکاف میں پڑوں میں دوڑ دوڑ سمجھ نہیں ہے۔ ہر کرف لڑائیاں اور بر بادیاں ہو رہی ہیں۔ فارس اور روم دو سُپر ٹیکسیں اپنا زور لگا رہی ہیں۔ اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے قوت آذان رہی ہیں جب کہ شہر کے کے فوگ مدد من کے لوگ اس و لام چین و سکون سے ہیں۔ اللہ کا آخری رسول ان کی لپنی قوم میں سے منتخب کیا گیا ہے لور اس قوم عرب کی زبان عربی میں قرآن کا آسانوں سے نزول ہوا ہے۔ قیامت سمجھ یہ قرآن اس رومنے زمین پر رہیکا عربی زبان میں بدایت و نصیحت کریگا۔ عربوں کا نام ان کا تمدن۔ ان کی زبان عربی قیامت سمجھ لوگ پسند کریں گے اور سیکھیں گے اور قبول کریں گے۔ کیا یہ احسانات نہیں ہیں۔

حضرت ولیوں میں اور حضرت ملیمان میں دونوں کو اللہ کا حکم تاکہ جو نعمتوں با دشائست اور نیوت کی انہیں عطا ہوئیں وہ ب اللہ کی آناتیں ہیں ان میں خیانت بالکل نہیں ہوگی۔ تم دونوں اپنی لپنی روزی اور سماں صبح شام کی روٹی اپنے ہاتھوں سے رہنے و مشقت مزدوری کر کے کھاؤ گے۔ اور اسکی اجرت سے کھاؤ گے۔ ملکت کے خزانہ سے رہایا

کے مال میں نے ٹیکس میں سے کوئی چیز تمہاری نہیں ہے اور تم اس میں سے ایک پیسہ بھی نہ لے سکتے ہو اور نہ خرچ کر سکتے ہو۔ یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ حضرت داؤد علیہم کے نے اللہ نے دوسروے وسائل پیدا کئے، سخت لوگوں کے کے زرم کر دیا کہ لوگوں کی صفت و حرفت اور تجارت کا پیش اختیار کرو۔ ظروف اور برجن اسلوہ زہ بکتر بناؤ بازار میں فروخت کرو اس کی اجرت سے اپنا اور اپنے بیوی بپول کا پیش پالو۔

حضرت سلیمان علیہم کے نے تابے کو پانی بنا کر بہادیا تاکہ تابے کے برتن اور ظروف استعمال کی دیگر چیزیں اپنے ہاتھ سے بنائیں اور بازار میں فروخت کر کے اس سے لبندی رکھائیں ان کو بھی اجازت نہیں تھی کہ حکومت کے مال شاہی خزانہ کی رعایا کی امانت میں خیانت کریں۔ اللہ کے نیک مقرب صلح فرماں بردار بندے اللہ کا ہر حکم مانتے آور اس پر زندگی بھر عمل کرتے رہتے ہیں۔ اس حکم کے خلاف عمل کرنے کی جرأت اور سوچ بھی نہیں رکھتے۔ جب ہی تو اللہ لبندی بے مثال حیران کن نعمتوں میں اس دنیا میں دونوں کو آنایا ایسی بے مثال اور بے نظیر مثالیں کھینچیں اور نہیں ملیں گی۔ ان کو آخرت پر یقین تعالیٰ اور آخرت کا درود خوف تھا۔ امانت میں خیانت سے ڈرتے تھے اللہ ان کو مثال کے طور پر ساری دنیا میں پیش کیا ہے۔ ان کا شکر یہ ادا کرنے اور شکر و مسنون ہونے کا طریقہ بھی مثالی بنادیا۔ سلیمان علیہم کو علم و حکمت بھی عطا کی۔ عدل و انصاف کا طریقہ بھی سکایا تاکہ کی تھی کہ ملک میں انصاف اور عدل کی حکومت ہوگی۔ رعایا کے حقوق میں انصاف اور عدل پہلے مقدمہ ہے۔ صد سے کام کرو۔ مظلوم کا فیصلہ صحیح طلوع ہونے سے پہلے کرو۔ جس وقت فریاد ملے اسی وقت فیصلہ دو۔ سارے کام چھوڑ دو پہلے انصاف کرو۔ جنات اور شیاطین کو بڑا زخم تائف کرتے تھے کہ وہ زمین پر ہر جگہ دنستائے پرستے ہیں۔ کسی کو لظر نہیں آسکتے آسمانوں کی رفناویں آزادانہ محکوم پھر سکتے ہیں ان پر کوئی روک نہ کو اور پابندی نہیں ان کے پاس غیب کا علم تھے غیب کی خبروں کا پہلے سے پڑتا لایتے ہیں۔ اس کے وقت کا ہیں اور جادوگر، جنہوں کو اپنا معبدو ہر زاد بنا کر جنات اور شیاطین کی عملیات میں اپنا عقیدہ خراب کر لیتے تھے۔ شیطان کی پرستی کرنے لگ جاتے تھے۔ سلیمان علیہم کی موت کی خبر تک انہیں مسلمون نہ ہو سکی جو غیب کا علم رکھنے کے دعویدار تھے۔ خود انہوں نے اس کا اعتراف کیا تھا۔ قرآن نے اس کو بیان کیا کہ کاشِ ہم کو سلیمان کی موت کی خبر ہوتی تو ہم رسول اسٹرج سلیمان کی مردہ لاش کے سباۓ کھڑے یوں ہی بیگار کی مشقت اور محنت میں دن رات پسینہ نہ بھاتے

ہوئے اور بے سیمان لی جید و پابندی سے ارادہ ہو جائے۔ تم صرف انسان لوٹا ہوا
 ہے۔ ساری عطا اور انعامات خداوندی انسان کے لئے ہیں۔ اور یہ سارے انعامات انسان کی
 موت کے ساتھ ختم ہو جائے ہیں۔ متاع دنیا قلیل ہے۔ اسلئے شکر ادا کرتے رہو۔ اللہ کا بندہ
 اللہ کی تمام نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا اور شکر بجالانے میں وہ جوزیادتی کرتے ہیں کہم نہیں۔
 قرآن کی ہدایت نصیحت جو قوم عرب کو محمد عزیز کے توسط سے لمبی وہ دنیا کی سب
 سے بڑی نیعت ملی ہے۔ ان میں اللہ کا رسول آیا ہے۔ محبوب خدا کی کتاب فرقان حیدر چبیہ
 ان پر حضارتی گئی ہے جو علم و حکمت کی دانتانی کی باتیں سمجھاتی ہے۔ ان کو طہارت، صفائی پا کی
 و پا کیزگی کا طریقہ سکھانی ہے۔ ان کے نفس کا تذکرہ کرنی۔ ان کے خیالات اور عقیدوں کا تذکرہ
 کر نیوالی کتاب ساتھ لایا ہے۔ آج تک (چھٹی صدی عیسوی) قوم عرب میں کوئی اللہ کا رسول
 اور پیغمبر نہیں آیا تھا۔ یہاں ابراہیم مبلغتم اور اسْعِیل مبلغتم کا بنایا ہوا گھر کعبۃ اللہ ہے اور یہ امن کا
 شہر جسکی امامت اسحاق مبلغتم کے خاندان بنی اسرائیلیوں میں ہزاروں سال رہی تھی۔ عربوں
 کے ہی سے میں کچھ نہ آیا۔ محمد الرسول اللہ مبلغتم کہ میں پیدا ہوئے اور محمد الرسول اللہ کے لئے
 امامت اور نبوت بنی اسرائیلیوں سے چھین کر دی کئی۔ اب دین حنفیت ابراہیمی قیامت
 تک عرب قوم میں رہیگا۔ اور عولی زبان بولنے والوں کے لئے دنیا میں قرآن موجود رہیگا۔ اور
 جو باتیں غیب کی کریں کو معلوم نہ تھیں وہ قرآن غیب کی سب باتیں کھوکھو کر سناتا
 رہیگا۔ ان سارے بہت سے انعامات اور احسانات کا شکر یہ ادا کرو۔ احسان مانو، اللہ کے آگے
 سجدہ شکر بجالو۔ اللہ سے گلعن رشتہ جوڑو۔ یہ قرآن امامت ہے۔ یہ کعبۃ اللہ امامت ہے۔ اسکی
 حفاظت اور قدر کرو۔ اس کا احترام اور تقدیس برکھو یہ شوار اللہ ہیں۔ اللہ کی امامت ہیں اسکو
 پڑھتے رہو اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اللہ کے آخری رسول نما احترام ان کا تقدیس اور اشکنی پیرروی
 کرو۔ تمہارے لئے سب کچھ اللہ کے رسول کے اسوہ حسنہ اور سنت میں رکھ دیا گیا ہے اسکی
 قدر کرو۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلٌ الْمَلَائِكَةَ رُسُلاً

نمبر ۳۵۔ سورہ فاطر۔

اللہ تعالیٰ قادر مطلق جسکے لئے کوئی تعریف بجا نہیں اسکتی جو زمین اور آسمانوں کا مالک کل ہے۔ اور اسی کے حکم اور مرضی سے اس کائنات کے کاموں کے فیصلے ہوتے ہیں اور ان کی انجام و انصرام دینی کے لئے اس کے فرشتے آسمانوں میں ہر وقت منتظر احکامات رہتے ہیں کہ اللہ کے حکم کی خوراک عمل کیجاۓ۔

ان فرشتوں میں ایسے زبردست میراث الحکمت فرشتے ہیں جنکے بازوں پر پڑ لگے رہتے ہیں۔ کسی کے دو کی کے تین کی کے چار اور حضرت جبریل مبلغہ کے پر تو سب سے زیادہ ہوتے ہیں پر ان کی اختیارت درج اور درجات کے اعتبار سے ہے۔ کسی کے ذمے روزی پہنچانا ہے۔ کسی کے ذمے بارش اور بادک بجلی پہنچانا ہے۔ کسی کے ذمے آسمانوں کے عذاب زمین پر پہنچانا۔ کسی کے ذمے انسانوں کی رو جیں قبض کرنا ہے۔ کسی کے ذمے اللہ کا پیغام وحی اللہ کے رسولوں کو پہنچانا ہے۔ پر کام کو تحریک کیا گیا ہے۔

لوگو! اللہ کے احسانات کو افرو۔ اس کا شکر یاد کرو۔ اس نے تمہارے فائدے کے لئے کبھی کمی تداہیر اور ترکیبیں سوچی، ہیں اور وہ یہ برا لامر ہر وقت تمہارے آرام اور فائدے کے لئے احکامات بصیرت ہوتا ہے۔ یہ دنیا دھوکا فریب ہے۔ چاروں کی زیست رونق اور چاندنی ہے اس کے فریب اور دھوکے میں نہ آتیں۔ شیطان تو ہر وقت انسان کے پیچھے لگا رہتا ہے کہ سیدھی راہ سے بھٹکا دے۔ نیک صلح کام۔ بندوں کی دھائیں۔ توبہ و استغفار۔ معافی و مدد و مدد و مدد سب اللہ کو اپر ملتی رہتی ہیں۔ اللہ ان کو آسمانوں میں قبول کرتا ہے۔ اللہ کے فرشتے ان نیک لوگوں کی سفارش کرتے رہتے ہیں۔ قدرت کے عجائب آسمانوں میں ہیں۔ زمین پر، ہیں۔ سندروں میں ہواؤں ہیں، ہیں۔ یہ پوری سورت اللہ کی توحید کے دلائل سے اور کافروں دشمنوں کو سنکروں سے سوال کرتی ہے اور پوچھتی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جن کی قوم عبادت اور بندگی کرتے ہو۔ چڑھاوے نیاز نہ رہاتے ہو۔ بتاؤ انہوں نے اس دنیا میں کیا

چیز پیدا کی ہے۔ کیا تیا کار نامہ انجام دیا ہے۔ اور تمہیں کیا فائدہ پہنچایا ہے پھر تم اللہ کو بھولے ہوئے غیروں کی بندگی اطاعت اور پرستش میں لگے رہتے ہو؟!!

اس دنیا میں تم ہزار برس بھی جی لوپھر بھی تم کو اللہ کے پاس حاضر ہوتا ہے۔ اسکو اپنا منہ دکھانا ہے۔ اس وقت تم اللہ کو کیا جواب دو گے۔ اللہ کے فرشتے تم سے تمہاری نعمتوں کے بارے میں سوالات کریں گے۔ پوچھیں گے کہ دنیا میں تم کسی کی عبادت کرتے تھے۔ کونے آجھے نیک کام کئے تو تم کیا جواب دو گے۔ تمہاری تقدیر۔ موت اور حیات روزق بچھے تم پر تقدیر کر دیا گا ہے۔ اس وقت جب تم ماں کے پیٹ کے اندر جارماں کی محکیل کے مرحلے میں الٹ پلٹ ہو رہے تھے آسمانوں میں تمہارے متعلق سب کچھ پہلے سے لکھ دیا گیا تھا۔ کس جگہ پیدا ہوں گے کہاں مستقل سکونت ہوگی۔ کہاں مرؤ گے۔ کہاں دفن ہوں گے۔ لکن ارزق ملتا۔ لکنی عمر پاؤ کے سب کچھ لوح محفوظ کے مطابق لکھا ہوا اس دنیا میں پورا ہوتا رہتا ہے۔

تمہارے سارے کام اور اعمال اللہ کی نظر میں ہیں۔ تمہاری نماز۔ دعائیں۔ تکلوٹ قرآن ب اوپر آسمانوں میں اللہ ستارہ تھا ہے اور قبول کرتا رہتا ہے۔ تمہارے منصوبے اور برے اعمال اور بری نیت اداوتے اللہ ان کے داویجہ بھی جانتا ہے اور عذاب دے کر آسمانوں سے زمین پر ہلاکت و بر بادی پہنچاتا رہتا ہے۔ تمہاری تخلیق میں غور کرو۔ ایک بوند پانچ حالتیں پیدائش کے بعد کی بچپن لڑکپن جوانی بڑھا پا لور پھر موت سے فنا ہے۔ یہ باتیں عالم غیب کی ہیں اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔ جسکی جتنی عمر لوح محفوظ میں لکھ دی گئی ہے وہ اللہ کے علم میں ہے اس میں کمی زیادتی نہیں ہوگی۔ یہ حیات تقدیر کے مطابق چلتی رہتی ہے۔

تم اللہ کا شکریہ بھی ادا نہیں کرتے۔

اللہ نے تم پر بہت سے احسانات کئے اور تم شکر گزار بھی نہیں۔ اطاعت و فرمان بردار بھی نہیں۔ تم دنیا میں چلتے پھر لے کھاتے پیتے انسان ہو زندہ ہو، مگر اللہ کی اطاعت مندی اور قرآن کی تکلوٹ اور اس ہدایت و نصیحت سے سلبے بھرہ کیوں ہو۔ گویا مردہ حالت میں ہو۔ کیا تم قبرستان کے مرے ہوئے ہو جو سن نہیں سکتے؟ بُل نہیں سکتے کچھ کر نہیں سکتے؟ اللہ چاہے تو قبروں کے مردوں کو ان کی روحوں کو اپنا کلام سناسکتا ہے یہ سماں موت کا ذکر سورہ نمل میں بھی ہو چکا ہے۔ قبرستانوں کے مردے قرآن سن کر کفن بردوش دنیا میں چلنے

پھر نے لگیں گے۔ قرآن کے کلام کی تأشیر تو ہے۔ اور تم زندہ انسان ہو قرآن کی آواز۔ رکاوات سن کر اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ قرآن پڑھتے نہیں یہ قرآن تم کو قرآن کا انسان مطلوب یتادیتا ہے۔ اگر تم قرآن پڑھو اسکی آیات میں غور و فکر کرو۔ تم کو قدر ہی نہیں کہ اللہ نے تمہارے پاس کوئی نشانی اور بڑا معجزہ قرآن کا دیا ہے جو مردہ دولوں کو آباد اور خوشحال کر دے، مردوں کو زندہ کر کے قبر سے اٹا دے۔ حضرت عیینی جلیل الدین ابن مریم نے تو مردوں کو زندہ کر کے اٹھایا ہی اسی حکمت اللہ اور کلمۃ المتن کو سنا سنا کر، میں کی مورث میں جان پھونکدی تھی۔ قرآن کی آیات میں تم غور کیوں نہیں کرتے۔

اللہ کے رسول صاحب کتاب ہے اور قرآن ان کے قلب اُنہر پر راست قرآن اتنا را گیا ہے۔ تم امت محمد مخلیقین کے اصلی ہواں کی کتاب اور اُس کے وین کے وارث بنائے گئے ہواں قرآن کو دن رات پڑھتے رہو۔ اُس پر عمل کرتے رہو۔ یہ مسلمان کی زندگی کا مکمل دستور العمل ہے۔ جس نے بھی اللہ کی طاعت اور بندگی میں بُنی عمر بُرکی۔ نماز کا پابند رہا۔ روز صبح قرآن کی تلوٹ کرتا رہا اور قرآن کی نصیحت وہدایت پر اُس کا عمل رہا اُس کے لئے اللہ کے ہاں بہترین اجر ہے۔ اللہ کے فرشتے آسانوں میں اُس کے لئے مغفرت و نیشن کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ یہ باقی غیب کی آسانوں کی چھپی ہوئی باتیں ہیں جو اللہ قرآن کے ذریعے تم کو سنا تاہے۔ تم اُس پر یقین اور ایمان اللہ۔

یہ دنیا قیامت تک آباد رہیگی۔ نت نہیں تہذیب اور تمدن اور ترقی انسان اس دنیا میں پھیلاتا و کھاتا رہیگا۔ زمانہ دوڑ رہا ہے آگے کی طرف ہر چیز دوڑ رہی ہے ترقی اور تمدن کی طرف شیطان بھی زبانہ کے ساتھ اپنی جماعت اور ذریت سے اسی رختار سے ساتھ ساکھ پل رہا ہے۔ تم گھر اہ ہو جاؤ گے اگر قرآن کی ہدایت اور نصیحت ہر زمانہ ہر دور میں اگر تمہارے ساتھ نہ ہوگی۔ یہ دنیا امتحان اور آزمائش گاہ ہے۔ نئے دور نئے زمانہ کے کافر نے اسکی آزمائش اور امتحان نئے طریقے کے میں۔ ان سے ہوشیار رہنا ہے۔ جو رے کام اور بد کردار۔ شیطان صفت انسانوں سے الگ شکر رہ کر خدا کی طاعت اور فرمانبرداری میں لگ جانا ہے۔ زندگی زمانہ کے ساتھ ساتھ گذاری ہے۔ تو قرآن کی ہدایت و نصیحت دن رات تظر میں رکھو۔ یہ زندگی زمانہ مختصر ہے موت کے چھوٹ جائیگی۔ الگ ہو جائیگی۔ مگر تم اپنے اعمال و افعال و عقائد کے رد سے دار ہوں گے۔ تصور میں سی زندگی کو بہتر طریقہ سے کام میں لے۔ سزا تو سب ظالموں کو ملنے سے اور ضرور ملے گی۔ ظالموں گھمگاروں کو اللہ کبھی چھوڑے گا نہیں۔ ان کو دھیل دیتا رہتا

بے تاکہ تم سید ہے راستے پر پلٹ آئیں اور سُدھر جائیں۔ مگر تم تو مسلمان ہوامتِ محمدی کے نام لپوا کو اپنا عمل، اپنا ایمان اپنا یقین، قرآن کے مکمل مطابق بناؤ کر اس کی بنا تی ہوئی سید ہی راہ پر چلنا ہے۔ یہی اللہ کا پیغام ہے جو فاطر السوّات اللارض ہے۔

يَسِينٌ ۝ وَالْقَرْآنُ الْكَرِيمُ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٌ ۝

نمبر ۳۶ - سورہ یسین -

اس سورت کی اہمیت اور فضیلت اسکی ابتداء ہی سے شروع ہوتی ہے۔ ایک تو قرآن کا آسانوں میں لوح محفوظ سے اتار کر زمین پر اتارنیوالا۔ عزیزالحیثم۔ دوسرا صاحب کتاب حکے قبرِ اطہر پر اس لوح محفوظ کی امانت کو سہارا جاہلہ سے وہ یکٹین ہے۔ اور تیسرا چیز خود قرآنِ الکریم یعنی نے مل گر انسان کو سید ہے راستے پر چلانا ہے۔ یہی مقصد ہے اس سورت کا یہ کتاب پہلی بار اس قوم کے لئے اتاری گئی حکے آبا و آجداد میں پہلے کبھی نہ کوئی پیغمبر بھیجا گیا تھا اور نہ کوئی آسمان سے کتاب آئی اتاری گئی تھی۔ ساری فتنتیں اور کتابیں اور انہیاں میں حضرت اسحاق مبلغم اور یعقوب مبلغم کی نسل اور اولاد میں آئیں ہیں۔

یسین۔ قسم ہے قرآن مجید کی جو حکمت و دانائی سے بھرا ہوا ہے۔ اسکو خدا نے غالب مہربان علیم نے نازل فرمایا ہے تاکہ لوگوں کو آخرست کے دن سے ڈرایا جانے اسلئے کہ یہ لوگ اور انکے آبا و آجداد گھر اہمی کے رسم و رونج کی جہالت میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کو غفلت سے جگانے اور مبتہ کرنے کے لئے یہ کتاب نازل کیجا رہی ہے۔ مگر ان میں بہت سے یہ ہدایت و نصیحت قبول کرنے والے نہیں ہیں۔ یہ استحدار گھر اہ ہو چکے ہیں کہ اب ہماری طرف سے بھی غنیمت کے طوق ان کی گرد نوں میں ڈال دیئے گئے ہیں۔ اور یہ جہالت اور گھر اہی کے دلدل میں پھنس گئے ہیں۔ اگر یہ کچھ دیکھنا اور سمجھنا بھی چاہیے تو ان کے آگے اور پچھے گویا ایک دیوار کھڑی کر دی گئی ہے۔ ان کی نظر ان کے سامنے کے سوا کچھ دور نہیں دیکھ

سکتی۔ (آیت ۱۵) اگر تم ان گھرائوں اور بُٹ دھرمول کو سجاو تو وہ تم سے بھی کچھ سمجھنا نہیں چاہیں گے۔ اپنیں سمجھانا بتانا اور نہ بتانا دنوں برابر ہیں۔ یہ تمہارے اوپرہ بھی ایمان لانے والے بندے نہیں ہیں۔ ہاں۔ تم اس شخص کو نصیحت اور پدایت دے سکتے ہو جس کے دل میں اللہ کا خوف اور در ہو۔ اور وہ اللہ کا مانتے والا بھی ہے تو ایسے شخص کو نصیحت کرو۔ اسکو مغفرت کی بشارت بھی دیدو۔ پیشک مرانے کے بعد آخرت میں ہم مردوں کو زندہ کر دیں گے۔ اور جو کچھ انہوں نے اپنی حیات میں دنیا میں کیا آخرت کے لئے سمجھا یا اور سمجھا ہے اسکو ہماری کتابوں میں سب کچھ لکھ دیا گیا ہے۔ ہم نے اس کائنات کی لہر چیز کو بُت پہلے ہی سے لپنی نوع محفوظ میں لکھ دیا ہے۔ ہر چیز ہمارے پاس لکھی ہوئی ہے۔ (آیت ۱۶)

ایک مثال سنو۔ ایک گاؤں کے رہنے والوں کے پاس اللہ کا پیغمبر بھیجا گیا تو وہ اسکو نہیں مانتے۔ پسران کے ساتھ ایک اور کوڈ دگر بنا یا گیا وہ دونوں کو نہیں مانتے اور انہیں بھی جھٹلیا پھر ہم نے تیرے کو ان کے ساتھ کر دیا کہ وہ گاؤں والوں کو پدایت نصیحت کی باتیں بتائیں۔ گاؤں کے لوگ بوڑے کہ یہ کیسے مان لیں کہ تم سب اللہ کے مجھے ہوئے پیغمبر ہیں۔ حالانکہ تم ہم ہی ہیں۔ ہماری طرح کے بندے پیغمبر کیسے بن گئے یہ تم لوگ جھوٹ بکھتے ہو۔ ہم نہیں مانتے۔ پیغمبر بوڑے۔ تم یقین کرو مجھے ہم اللہ کے مجھے ہوئے ہیں۔

اور اس کے رسول اس کا پیغام تم کمک پہنچانے آئے ہیں۔ وہ بوڑے ہم تم کو پھر مار گار کریہاں سے بھگادیں گے اور یہیں ہماری طرف سے لٹکیت اور صیبت ہلے گی۔ پیغمبروں کے سمجھا۔ تھیک ہے۔ یہ تمہاری بد نعمت اور نحوت تمہارے ساتھ ہے۔ ہم تو نہیں نصیحت لوارہ کرنے اور اچھی بات بتانے آئے تھے مگر تم لوگ ظلم و زیادتی میں حد سے باہر نکل جانے والے لوگ معلوم ہوتے ہو۔

آیت ۱۶۔ آپس میں یہ باتیں ہو ہی رہی تھی کہ شہر کی طرف سے ایک شخص تیز تیز قدم آگے بڑھاتا ہوا وہاں آیا اور ان لوگوں کی باتیں سن کر گاؤں کے لوگوں سے سمجھا! اے پیغمبری قوم یہ اللہ کے پیغمبر تمہاری پدایت کے نئے آئے ہیں۔ تم ان کی بات سنو اس میں تمہارا فائدہ ہے۔ یہ اللہ کے پیغمبر تم سے اپنے کام کا کوئی صدیا بدله نہیں چاہتے۔ ان کا صدر اور انعام تو اللہ انہیں دینے والا ہے۔ یہ سیدھی راہ بتانے آئے ہیں۔

آیت ۱۷۔ آدمی اگر ذرا غور کرے اس بات پر ہے کہ اس کو مرانے کے بعد اللہ کے حضور پیش ہونا ہے تو پس کیوں نہ وہ اس اللہ کی بندگی اور عبادت کرے۔ جب شیر اللہ اور

بُجُون اور دوسرے بُجدوں سے سرستے بُجد پیدا ہے۔ اس پریں بُجہ رپریں تھے۔ کفر میں آدمی بُتلا رہے۔ یہ تو سر اسر نقصان اٹھانے والی بات ہے۔ قیامت کے دن جب کسی کی کوئی سفارش نہیں چکے گی تو پھر یہ بُت کسی کی مدد کیا کر سکتے ہیں۔ اگر اتنی سمجھ اور عقل آدمی میں پیدا ہو جائے تو یقیناً وہ گمراہ اور بے بدایت نہیں رہ سکتا۔ ہم میں ایک اللہ پر ایمان لایا ہوں۔ اور استخار کرنے سے اللہ مجھے جنت میں داخل کر دیگا اور یہ بات سیری قوم والوں کو معلوم ہونی چاہیے جو ابھی تک بے خبر ہے۔ اللہ نے ایمان لانے اور آخرت کا یقین کرنے کے صلذ میں مجھے بخش دیا ہے۔

آیت ۲۔ گاؤں والوں نے اتنی سی باتِ نہماںی اور اپنے انکار پر قائم رہتے تو اللہ نے گمراہی کی سرماں میں ان پر عذاب نازل کیا۔ ایک چمگادڑی کافی تھی۔ اسکی آواز سے ان کے دل پَمَت گئے اور وہ سب ہلاک ہوئے۔ افسوس ان قوموں پر جو عذاب جب تک نہیں دیکھ لیتے اللہ کے ہمیغ بر کامناً اڑاًتے رہتے ہیں۔ اللہ نے ان سے پہلے بھی بہت سی قوموں کو ہلاک کیا تھا اور وہ سب آخرت ہی میں دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ اور اللہ کے حضور پیش ہوں گے۔ ان کے لئے اللہ کی بھی نشانی کافی ہے کہ بجز زمین میں دیکھیں یہ زمین مردہ ہے۔ خشک بُجَر تھی۔ اس پر آسمان نے بارش بر سائی اور اس کو دوبارہ زندہ کیا۔ اس زمین میں رُز خیرتی پیدا ہوئی۔ محیتِ فصلیں باغ درخت انگوروں کے کھجوروں کے لذیذ میوٹے پیدا ہوئے اور بارش سے نہریں اور چشمے بہنے لگے یہ ساری نعمتیں اللہ کی طرف سے مفت تم کو ملیں کہ تم کھاؤ اور شکر بجالا۔

قدرت کے عجائبات کا ذکر ہو رہا۔

آیت ۳۵۔ اللہ کی ذات پاک ہے جس نے زمین پر ہر قسم کی نباتات اگائی اور اپنی مخلوقات کے لئے رزق کا سامان کیا۔ مخلوقات میں جوڑے جوڑے پیدا کئے کہ زندگی پھیلے اور رونق بڑھے۔ دن کی روشنی کام کا ج کے لئے رات کا سکون، آرام و تیند کے لئے پیدا کیا۔ آسمان پر اللہ کا نظام مشی اپنے مقررہ اوقات پر اپنی مقررہ مسازلوں سے سورج اور چاند کو اس کے سفر پر قائم رکھا ہے۔ یہ سارے قدرت کے نظارے کس کے اشارے پر جل رہے ہیں۔ انہیں کس نے پیدا کیا ہے۔ کیا تم غور نہیں کرتے؟ چاند کو دیکھو پہلی تاریخ پر کقدر باریک کھجور کی باریک شاخ کی طرح نظر آتا ہے اور رفتہ رفتہ اپنی مسازلوں پر سفر کرتا ہوا پڑھتا ہوا مکمل چاند کی گول شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر ماہ کامل بن کر وہ دوبارہ گھٹنے لگتا ہے۔ مجھے مجھے کھجور

ی باریک شاخ ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس کا ایک سفر ۲۹ دنوں میں رہنے کے رد سے ریتا ہے۔ وہ کے جو بیس گھنٹوں میں سورج بھی اپنا سفر کرتا رہتا ہے۔ مجال سے جو سورج چاند سے آگے نکل جائے یا چاند سورج سے آگے ہو جائے۔ دُنوں کی منزہ لیں۔ مقام اور اوقات مقرر کر دیے گئے، میں جو اپنے اپنے وقت پر اپنے اندازوں اور مقررہ راستوں سے گذرتے رہتے ہیں۔ یہ سب نظام کس نے بنایا ہے۔ کس خوبی اور پیمائی اور حساب سے بنایا ہے۔ یہ سب اللہ نے بنایا ہے۔ یہ سب اللہ کا قانون قدرت ہے۔ نظامِ شمسی کو دور سے دیکھو تو ستارے مسحور چکتے دکھائی دیتے ہیں۔ خلاء میں جا کر دیکھو تو وہاں سیارے بے وزنی کی حالت میں سب گھوستے اٹھکتے رہتے ہیں۔ اپنے اپنے دائروں میں گویا کہ وہ سب فڑائے آسمان میں تیسرے ہے، میں۔

قدرت کے احسانات کا ذکر ہو رہا ہے۔

آیت ۳۳۔ سمندروں پر ہم نے انسان کو قدرت۔ طاقت اور علم بخشنا ہے۔ اس کے راہیں سمندروں میں سفر کرنا اپنا مال تجارت لاد کر لانا یجانتا آسان کر دیا ہے۔ اور اللہ کے حکم سے اسکی عنایت سے پانی کے جہاز۔ کشتیاں باد بانی جہاز سب چلتے ہیں۔ اللہ ہی انہیں چلاتا ہے۔ اگر اللہ چاہے تو سمندری بہروں اور طوفانی ہواں میں ان جہازوں کو خرق کر دے۔ اور لوگوں کو تباہ کر دے۔ پھر ان کا نہ کوئی بجا نے والا اور نہ کوئی مددگار ہو گا۔ اور نہ انہیں کوئی پوچھنے والا ہو گا۔ یہ سب کچھ اللہ کی رحمت اور فضل و کرم سے ہے۔ جو اپنی خلوقات کو زین پر اور سمندروں پر اللہ نے اتھار عطا کیا ہے۔ یہ زندگی جب تک قائم ہے اللہ کی قدرت کے خائدے انسان کو بغیر طلب کئے ملتے ہیں گے۔ اور زندگی کی مہلت جب ختم ہو جائے تو پھر یہ سب کچھ ختم ہو جائیں گے تم سب کو آخرت میں اللہ کے پاس جانا ہے اسلئے اللہ سے ڈرو۔ اس کا خوف دل میں رکھو۔ آخرت سے ڈرتے رہو۔ تاکہ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ اللہ کی یہ ساری نشانیاں۔ سارے قدرت کے مظاہرے انسان کی عقل و سمجھ اور ہوش کے لئے ایک محکلی کتاب ہیں۔ انہیں دیکھ کر بھی اگر اللہ کو نہیں مانتے، اللہ کا انکار کرتے اور اللہ کی پدایت سے اپنا مسٹر پھر لیتے ہیں تو کقدر بد بختی کی بات ہے۔

آیت ۳۴۔ اللہ نے تم کو تجارت اور رزاعت میں بے حساب رزق طلائی دیا ہے۔ اللہ نے کہا کہ اس رزق میں سے غریبوں اور محتاجوں کو بھی کچھ دو۔ بھوکوں کو کھانا کھلاو۔ جنہیں اللہ نے نہیں کھایا اور انہیں بھوکار کھا ہے۔ یہ باسیں عقل و سمجھ والوں کی نہیں ہیں۔ مگر اس

لوگوں کی ہیں۔ جب انہیں قیامت کے دن سے ڈرایا جاتا ہے تو نہز سے بھتے ہیں۔ قیامت کب آتیوالی ہے۔ قیامت کا وعدہ کب پورا ہو گا۔ یاد رکھو! قیامت کا نت دن ہو گا۔ صرف ایک چیخخارستا فی دنیکی اور قیامت برپا ہو گی۔ انہیں خبر بھی نہیں ہو گی وہ اپنے دنیا کے کام کاچ، کھیل کوڈ لڑائی جگڑوں میں مشغول ہوں گے۔ اور قیامت سر پر آ جائیکی۔ پھر صور پھونکنے کی آواز دوسرا بار آئیگی، اُس آواز پر مردے اپنی قبروں سے زندہ کر کے اشانے جائیں گے اور سب اللہ کے حضور دوڑے دوڑے حاضر کئے جائیں گے۔ آپس میں یادیں کرتے جائیں گے کہ ہم چین ہے سور ہے تھے۔ ہماری نہندے کے کس نے ہمیں جگادیا ہے۔ یہ تو وہی وعدہ اللہ کا ہے جو پیغمبروں نے سنایا تھا اور کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔

آیت ۵۰۔ آخرت کے دن کی کے ساتھ کوئی ظلم لور زیادتی اور ناصافی نہیں ہو گی۔ پر ایک کو اس کے اعمال نامہ کے مطابق تول تول کر میرزاں عمل سے فیصلہ ملیگا۔ جو جیسا کام کرتا تھا اسی بدله اسکو دیا جائیگا۔ اب جنت اس روز خوش خوش ہوں گے۔ جنت کے باخوں میں عیش و آرام سے ہوں گے۔ ان کی نیک بیویاں بھی وہاں ان کے ساتھ ہوں گی۔ درختوں کے گھنے تھائیوں میں نت پر نکلنے لگائے۔ میٹھے ہوں گے۔ ان کے کھانے کے لئے میوے ہوں گے۔ جو وہ جائیں گے اپنیں حاضر کیا جائیگا۔ پروردگار کی طرف سے نیک لوگوں کے لئے فرشتہ اللہ کا سلام پہنچائیں گے۔ جو گنہوار شہر ائے جائیں گے وہ اب جنت سے الگ دور کر دیے جائیں گے۔ ان سے دونوں کے فرشتے گھیں گے اسے اولاد آدم۔ کیا تمہیں پہلے سے نہیں بتا دیا گیا تھا کہ شیطان کی بیسردی نہ کرنا وہ تھا را کھلا دشمن ہے۔ اور اللہ کی عبادت کرنا۔ اللہ کے سیدھے راستے پر قائم رہنا۔ شیطان نے آدم اور حوتا اور اولو آدم کو گمراہ کیا۔ یہ بات تم کو کیا معلوم نہ تھی۔ اب یہ جسم کی الگ ہے تھا رے لئے۔ یہ بدله ہے تھا ری گمراہی کفر اور شرک کا جو تم دیا میں کرتے رہے ہو۔ یہ بدله اسی کامل رہا ہے۔ آخرت کے دن گنہواروں کے منہ بندہ ہیں گے۔ ان کے ہاتھ پاؤں آنکھیں بکچ بیان کردیں گی اور گواہی دئیں گی جو محمل تم دنیا میں کرتے آئے ہو۔ (ویدھیو فلم اور ویدھیو کیٹ کی مثال سامنے ہے) پھر اللہ کا عذاب ان پر آئیگا۔ اللہ جا ہے تو اس روز ان کی آنکھیں دھنما کر انہیں اندھا کروے۔ اور وہ کچھ دکھنے سکیں گے۔ اللہ جا ہے تو ان کے چہرے سخن کر دے پھر نہ وہ پہچانے جائیں گے۔

آیت ۶۷۔ اللہ جن لوگوں کو اس دنیا میں لبی عمر عطا کرتا ہے ان کو خلت میں

لوئے حادثاً ہے صنیف اور کمزوری کے باعث جینائی ختم ہو جاتی ہے وہ نہ دیکھ سکتے، میں اور نہ حُسْن سکتے، میں۔ کمر شیر میں ہو جاتی ہے نہ جل سکتے، میں اور نہ سیدھا کھڑا ہو سکتے، میں۔ اُس وقت وہ کیا اللہ کی عبادت کرنے کے لائق ہو سکتے، میں۔ یہ بات وہ غور کیوں نہیں کرتے۔ اسرار طویل ہر ٹلنے کے بعد بھی انہیں اللہ کے پاس جانا ہے۔ اس دنیا میں طویل عمر کی مہیت کا فائدہ انہیں اٹھایا جائیے ہے غیر خدا کے نجی ہونے تم ہی میں سے ایک ہیں۔ آن کا کلام کوئی شاعرانہ خیال اور فرضی کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ اللہ کا کلام حق ہے اور حق کلام اللہ کی طرف سے آیا ہوا یہ پہنچاتے ہیں۔ یہ قرآن اللہ کی کتاب ہے لوگوں کی نصیحت اور پدایت کے لئے ہے۔ اللہ بڑا حکمت والا ہے۔ لوگوں کے لئے پدایت عام ہے۔ جسکی مرضی اللہ کا حکم مانے اور جو نہ مانے کفر اور انکار کرے اس کے اختیارات میں کر دیا ہے کہ وہ ان سے جو چاہے جعل رہ جائے ہے کام لے۔ خدمت لے حمل و نقل کے لئے بار برواری کے لئے۔ سواری کے لئے، زیب و زیست کے لئے غرض انسان کے فائدوں کے لئے انہیں پیدا کیا گیا ہے۔ گائے اور بھیس کے تھنوں سے میسا دودھ فراہم کیا کہ وہ پسیں اور ان کے بچوں کی پروردش ہو سکے۔ ان کا گوشت کھائیں اور قربانی کریں اور اللہ کی ذات میں شرک اور کفر کرے تو کس قدر زیادتی اور نا انصافی کی بات ہے۔ اللہ ان سب کے بارے میں ضرور پوچھے گا۔

آیت ۲۵۔ اے محمد نبی اللہ کافروں کی تھانے باتیں، آن کا عذاق اور تشریح تھا رے لئے شاید تم کو غناک اور نجیدہ بنادے۔ اللہ کو سب معلوم ہے وہ کیا چھپاتے، میں کیا ظاہر کرتے، میں اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

آیت ۲۶۔ انسان اپنی خلقت میں عجیب ناشکر پیدا ہوا ہے اسکی حقیقت دیکھو ایک حقیر بوند پانی کی جو نطفہ سے پروردش پا کر اب اس قابل ہو گیا ہے کہ اللہ کے بارے میں تڑاق پڑا، باتیں کرنے لگا ہے۔ اللہ کے وجود کو جھکلاتا ہے۔ اللہ کے بارے میں جگڑتا ہے۔ انسان بہت جلد اپنی حقیقت اور پیدائش کو بھول گیا ہے۔ کس طرح پیدا ہوا اور اب کیا ہے۔ جب مر جائیگا تو زندہ دوبارہ اٹھایا جائیگا۔ اس بات کو بھی وہ نہیں مانتا کہتا ہے جب ہڈیاں سر گل کر

بُو سیدہ ہو جائیں تو کھڑج دوبارہ زندہ اٹھا بیگا اور کون زندہ کر لے۔

اے محمد ملکی ہم۔ تم کہدو۔ وہی اللہ جس نے تم کو عدم سے وجود میں لایا۔ جس نے پہلی بار انسان کو میت سے بنایا ہے۔ وہی اللہ تم کو میت میں دفن ہونے کے بعد اسی میت سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھا لے ہے۔ وہ کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس نے یہ ساری مخلوقات پیدا کیں اس نے درخت شہر ایسے بھی پیدا کئے جنکے خشک پتوں کی رگڑے، جن کی چھال سے، روشنی حرارت اور آگ روشن کیجا سکتی ہے۔ ہر سر سبز درخت سے حرارت اور گرمی روشنی اللہ کی نشانی ہے۔ بخلاف ایسی عجائب ایسے درخت پیدا کرنے کا اختیار رکھتا ہے اس نے سات زینتیں اور سات آسمان پیدا کئے کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ تم جیسا انسان دوبارہ تمہاری میت سے پیدا کر سکے؟ اس میں حیرت اور تعجب کی کوئی بات ہے؟ اللہ قادر مطلقاً اور خالق کائنات ہے۔ اسکی شانِ ظلائقی ایسی ہے صرف وہ ارادہ کر لے کی جیز کے بنانے کا تو کہدتا ہے۔ ”کن“ ہو جا۔ وہ چیز ”فیکون“ ہو جاتی ہے اسی وقت۔ اللہ پاک بابرکت ہے اسکی بادشاہی ہر طرف اس کائنات پر پھیلی ہوئی ہے۔ وہی اس کا مالک وہی ہم سب کا یاہک و مختار ہے۔ ہم شب کو مر کر اسی کے پاس جانا ہے۔ آخرت میں دوبارہ زندہ ہو کر اسی کے آگے پیش ہوتا ہے۔

حُورَتَ كَالْخَالَاصِه -

۱- امام مسین (۱۲ آیت)

اس زندگی میں جو کچھ حادثات اور واقعات ہر انسان کے ساتھ وابستہ اور رونما ہوتے رہتے ہیں وہ سب کچھ پہلے سے اسکی تقدیر میں لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن کے وہ اپنی عمر کی مسازلوں میں ان سے دوچار ہو کر گذرتا رہتا ہے۔ یہ اسکی تقدیر ہے اسکو اپنی تقدیر پر ہر حالت میں صبر کرنا ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرنا ہے۔ تقدیر کا لکھا ضرور پورا ہوتا رہتا ہے۔ لوعِ مفروظ میں لکھی ہوئی ہر بات امام مسین (۱۲ آیت) کی ہے۔

۲- بلاغ المُسِّین (۱۷ آیت)

تقدیر ہر حال لکھی ہوئی ضرور ہے۔ مگر انسان کو اتنا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی کوشش جلدی و محبت، عقول و ذہن سے، اللہ کی رحمت اور تائید طلب کرنے سے اس کو بد کرنے

ہے۔ تقدیر مبرم وہ کس طرح بدل سکتا ہے یہ نجہ قرآن نے بتایا ہے۔ قرآن کا کام ہر آچھی بات نصیحت اور بدایت لوگوں تک موسنوں تک پہنچا دینا ہے۔ بلع مبین ۵۔

۳۔ صلال مبین ۵ (آیت ۲۲)۔

انسان اپنی خصلت، فطرت، نفس میں بد ہے خیر ہے۔ نافران نادان جاہل ہے۔ عقل اور فهم کا غلط استعمال، نفسانی رغبات کی بے جا خواہشات اسکو فشر نفس میں، برخی صحبتوں میں خراب ۱۶۱ میں اور زیادہ خراب کردیتی ہیں۔ اسی لئے انکو ہر وقت بدایت و نصیحت کی ضرورت ہوتی ہے۔ انبیاء ﷺ اسی غرض اور غایت، اور مقصد کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اب ہمارے پاس صرف قرآن مجید ہے قیامت تک باقی رہے گا۔ اسکی بدایت و نصیحت کھلی ہوتی ہے جس کا جی چاہے بدایت قبول کرے اور نصیحت پر عمل کرے۔ جس کا جی چاہے وہ خود ہی گمراہی میں رہے۔ قرآن نہ پڑھے اللہ کا بندہ بن کر رہ جائے یہ خود اسکی اپنی گمراہی ہے۔ صلال مبین ۵۔

۴۔ صلال مبین ۵ (آیت ۲۳)۔

قرآن کی بدایت کھلی اور روشن سائنسے ہے نیکِ دل زم طبیعت، مستقیٰ صلح عمل کرنیوالوں کے لئے تو قرآن کی بدایت اور نصیحت فائدہ دیگی۔ اللہ ان کو اپنی رحمت کے دامن میں سست لیتا ہے۔ لیکن افسوس تو ان لوگوں کے حال پر ہے جو خود ہی گمراہ رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور اپنی اصلاح اور فلاح سے خود ہی دور رہتے ہیں۔ کسی کی نصیحت و بدایت قبول نہیں کرتے۔ ہر تدبیر ان کے لئے بکار اور بے فائدہ ہو جاتی ہے۔ تو سمجھو کہ ان کی تقدیر ہی میں صلالت و گمراہی اور تیاہی بر بادی لکھی ہوتی ہے۔ جو خود ہی گمراہ ہوان کو کوئی کتاب بدایت و شد و عظف فائدہ پہنچا سکتی ہے ان کی اپنی صلال مبین ۵ ہے۔

۵۔ عدو مبین ۵ (آیت ۲۰)۔

شیطان روز ازل سے آدم اور حوا کا دشمن رہا ہے۔ وہ اولاد آدم کو گمراہی کی طرف ڈالتا رہیگا۔ ان کے نفس میں وسو سے ڈالتا رہیگا۔ اس کا کام ہی لوگوں کو نیکی سے بعکسا کر گمراہی گناہ کے خاشی، بد کاری کے کاموں کی طرف لکھانا ہے۔ قرآن بار بار تذییثہ کرتا رہتا ہے کہ شیطان سبھی نوع انسان کا حملہ دشمن ہے اس سے بچتے رہنا وہ عدو مبین ۵ ہے۔

۶۔ قرآن مبین ۵ (آیت ۲۹)۔

آن آسمانوں سے بدایت اور نصیحت کے لئے اتارا گئے کہ لوگوں کو صراط

ستقیم پر کھڑا کرے۔ اچھی نیک باتیں سکھائے۔ حکمت کی غیب کی باتیں جو کوئی نہیں جان سکتا تھا۔ وہ ب قرآن نے کھول کھول کر سنائے ہیں تاکہ انسان کا تذکرہ نفس، تذکرہ اخلاق اور صفاتی پا کریں گی طبارت سے اسکونیک صاف سحر اباۓ بند کو اُس کے رب سے ملائے۔ خدا اور بند تھے کارثتہ قائم کر دے تاکہ بند جو کچھ انگٹا ہے طلب کرتا ہے۔ رات اپنے خدا سے طلب کرے۔ اپنی آخرت کی زندگی سفار اور اپنی موت کو آسان دوڑھترین بنائے۔ اپنا انجام بخیز کرے۔ دن رات پڑھتے رہنے کی بدایت فیضت قبول کرنیوالی کتاب ہے۔ یہ قرآن میں ہے۔

۵۔ خیم میں (آیت ۷۷)۔

انسان کو جاہینے کر بیشمار نعمتیں جو اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں ان کا لکھن گزار بند و بنے اللہ کے احسانات اور انعامات کو یاد کرے۔ انسان کو سب سے بڑی نعمت زیان کی دی ہوئی ہے۔ بول سکتا ہے، باتِ چیت کر سکتا ہے، باتیں سُن سکتا ہے، تندروت باتھ پاؤ دیے، بہترین صحت و سلامتی دی۔ ہزاروں احسانات و انعامات ہیں پھر جی اللہ کا ناشکرا ہے۔ اللہ کو بخول گیا ہے۔ علانیہ اللہ کے حکم کے علاف کام کرتا ہے اللہ کو ناداض رکھتا ہے۔ اس انسان میں اور حیوان میں پھر کیا فرق ہے۔ کھاتا پختا۔ آرام و صیش کی زندگی گزار کر رہتا ہے۔ یہ مقصد حیات انسان کا نہیں ہے وہ خود سوچے وہ آپ اپنادشمن ہے۔ خود ہی گھر اپنی کاراسٹے قبول کیا ہے اور خود ہی اپنے عمل کا ذمہ دار ہو گا۔ قرآن کی محنت بالغ خشم پوچھاتی ہے۔

قرآن یہی بار ایک ایسی قوم کے پاس مکہ میں آیا جن کے پاس رسول سے کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا اور نہ کوئی کتاب فرمیت اُن کے پاس آئی تھی۔ وہ قدیم رسوم و رولج باب دادا کے دستور اور قاعدوں طریقوں پر زندگی گزار رہے تھے۔ اس وقت کی مدراہب، حالم و دنیا میں موجود تھے۔ عرب قوم ابراہیم کی انسفیل کی نسل سے تھی۔ اللہ اور اللہ کے واحد ہونے کی تصدیق کرنے والی قوم تھی۔ اس کو کوئی مذہب بھی سلطنت نہ کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی خواہش پر اُن کی دعاؤں کی قبولیت میں اللہ کا آخری رسول رحمت اُن کے پاس بھیجا۔ جو امام الاتبیاء حضرت ابراہیم مسیح کی تعلیمات دین حصہ ابراہیم کی باتیں بتاتا ہے۔ آخری امام تھامیت مسلم کا جو بھیجا گیا اس کے بعد نہ کوئی امام آیا تھا شیخ اور نہ رسول اللہ کا آنسو والا ہے۔ اللہ کا آخری رسول امام مسیح کا جملایا اور اللہ کی آخری کوئی نبی امام مسیح کھیا گیا ہے۔

قرآن کی پانچوں منزل سورہ نمبر ۴۶ سورہ الشراء سے سورہ يسین تک گیارہ سورتوں پر مشتمل ہیں۔ اس میں تین حروف مقطعات کی الام سے شروع ہونیوالی چار مسلسل سورتیں ایک ہی صحفوں کی آئی ہیں۔ دو سورتیں الام ذالکتاب الكتاب البترا اور آل عمران سے کتاب کا صحفوں وین کیا ہے اسلام کیا ہے وہ حکم ہوا ہے چار مسلسل سورتیں ایک ہی صحفوں کو بیان کرتی ہیں ابتداء نبوت اور میراج سے پہلے نازل ہوتیں۔ دو بڑی سورتیں ہجرت کے بعد مددگر میں نازل ہوتیں۔

طسم سورہ الشراء میں حضرت موسیٰ حجۃ کی رسمی کو اڑھا بنادیا گیا۔ یہ وہ اثر اور فیضان نبوت تا جو حضرت شعیب علیہم کی رسالت و توحید ایمان و حقیقی کے زیر اثر ان کے ہاتھ سے ان کی لاشی میں آیا تا۔ وہی لاٹھی حضرت شعیب علیہم نے اپنے ولاد حضرت موسیٰ حجۃ کو سنہ نبوت کے طور عطا کی اور موسیٰ حجۃ کے دست مبارک میں وہ اثر قیعنی ایمان اور یقین آیا۔ اب لادھی لکھی نہیں رہی بلکہ فیضان نبوت ایمان و حقیقی کا مرکز و مفہوم اپنی تھی۔ اللہ نے اس کو وہ تاشیر دی کہ وہ اڑھا بن جاتی جب زمین سے سُ ہوتی اور لپتی تاشیر رکھتی اور جب ہاتھ میں ہوتی تو حضرت موسیٰ حجۃ کے انتشارات میں ہوتی۔ یہ اُفرت کی نشانی تھی۔ اللہ جو ہا ہے مسخرہ بننا کر دخادرے۔ جادو گروں کا جادو ختم کر کے ان کے دلوں کو ایمان و تيقن کی طرف پسیر دے۔ ٹومن کو مسلمان کر دے۔ لاٹھی اب لاٹھی نہیں رہی جلال و پیغمبر کا مظہر تھی۔ دریائے نیل کی موجودوں پر گری تو دریا کو دو الگ الگ حصوں میں تقسیم کر کے ان کے دریان راستہ بنادیا۔ اس سورت میں پیغمبروں کے قصے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہم سے اصحاب الائمه شعیب علیہم تک سب کی تعلیم ایک ہی تعلیم اللہ کی بندگی عبادت اللہ کی یاد اور ذکر اللہ سے ڈر خوف دل میں رکھتا ہے۔ اللہ پر بھروسہ اور توکل رکھنا ہے۔ زندگی کے حالات اور معاملات کا صبر سے تحمل سے مقابلہ کرنا ہے۔ نماز سے اللہ کا سہما پکڑنا۔ اللہ بندگی کے اور شکر کے سچھتے قبول کرتا ہے۔ اور الحرامات سے نوازا تارہتا ہے۔ گھنگھار تافرماں پر بد کرداروں پر شیطان اُترتے رہتے ہیں۔ ان کو اپنے قبضے میں لے رکھتے ہیں۔ دلوں میں وسوسے ڈالتے۔ عاطل کاہوں میں مشغول رکھتے ہیں۔ ان سے بجو اللہ کی پناہ میں آ جاؤ۔

طس۔ سورہ النمل۔ چیونٹی کے نام سے متوب ہے جو دانانی اور حکمت میں حشرات الارض میں مشور ہے۔ سلیمان علیہم جلیل القدر بادشاہ اور اللہ کے نبی تھے اللہ نے انہیں بڑی فرماتیں و

حکمت اور دانائی عطا کی تھی۔ سلیمان ایک ادنیٰ مخلوق چیزیں کی عقل و دانش دیکھ کر دنگ رہ گئے اور اس سے وادیٰ النسل میں جا کر بنتی سیکھا۔ ملکہ سبایا سے سلیمان مجسم کی ملاقات اور اس کے مطلع کرنے کے بارے میں قرآن حکمت اور دانائی کی باتیں بیان کرتا ہے۔ عوّت حکمران ہے۔ اُسکی عقل و دانش حکومت اور شیاست کے طریقے ہیں۔ مرد سلیمان مجسم بھی حکمران ہیں ان کی شیاست جہاں بانی کے طریقے اور ہیں۔ فرق ان میں ایمان اسلام۔ کفر اور شرک کا ہے۔ عقائد وہ ہیں جو اسلام کی راہ پر چلتے ہیں مصائب و مکلات سے دور ہو جاتے ہیں۔ اللہ کی پناہ میں آجائے ہیں۔

علم الکتاب کا ذکر ہے اگر علم الکتاب آدمی سمجھ لے۔ قرآن کا علم دانش حکمت ایمان اور یقین تو یہ ساری کائنات اس کا ذرہ ذرہ علم جانتے والے کے لئے مطلع اور فرمائیں بودا رہ ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال سلیمان مجسم کے ساتھ صحبت سلیمان میں رہنے والے ایک درباری وزیر نے یہ معجزہ غیر معمولی بات کر کے دھا دی۔ ملکہ بلقیس جو ہم سبائی ملکہ تھی اس کا رقص جڑاؤ، یہ رے جواہرات کا ثابت شایی آن واحد میں شرق سے اٹھا کر مغرب میں یروشلم بیٹھنے میں پہونچا دیا تھا۔ جو ملکہ بلقیس یقین نہیں کر سکتی تھی کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ علم الکتاب میں اللہ کی حکمت مصلحت اسکی مرضی اور اشمارے سے ایسا ہو سکتا ہے ہر ناممکن ممکن ہوتا ہے۔ ب کچھ اللہ کا ہے موت اور حیات اللہ کی ہے۔ موت کے بعد دوسری آخرت ولی زندگی اللہ کی ہے۔ ب کچھ اللہ کی مرضی و حکمت سے ہے اور ہوتا رہیگا۔ اللہ کے پاس غیب کا علم ہے۔

۲۸۔ طسم۔ سورہ القصص۔ قرآن فرعون اور موسیٰ مجسم کے مختلف اندازے کے قصے سناتا ہے۔ ہر قصے میں ایک ہدایت نصیحت اور عبرت الگ الگ ہے۔ سب میں اللہ کی حکمت اور مصلحت رہتی ہے۔ جب موسیٰ مجسم کو منتخب کر لیا گیا تھا تو نبوت اور رسالت کے لئے انتخاب نے ان کی پیدائش سے لے کر ان کی منزل نبیت تک ان کی نگرانی۔ پروردش اور تربیت اللہ کے ذمے تھی۔ اللہ نے اسکو پورا کیا۔ اور نبوت کی منزل پر انہیں توریت عطا کی اور پہلی شریعت موسوی کی کتاب آئی تھی آیات اور تھے معجزات کے ساتھ اس میں ایمان کی موسمن کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ کہ مونن کون ہیں۔ انسان کو جو کچھ فرمتیں ملتی ہیں وہ اللہ کی عطا ہوتی ہیں۔ اللہ کی طرف سے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی نعمتوں سے نوازتا رہتا ہے۔ آدمی

موسیٰ ملِّیعہم کا ایک رشتہ دار اور ساتھی ایمان قبول کرنے والا قاروں تھا۔ فرعون کے دربار میں اسکو
 مصاہیت کا درجہ ملا تھا مُحیک واری۔ انعام اکرم کے سبب اس نے کافی دولت جمع کر لی تھی۔
 اسکی چالاکی ذہانت شدیدیاقت قابلیت کے اثر و رسوخ کا نتیجہ تھا کہ وہ اس زمانہ کا کروڑپتی دولتمند
 خوشحال مانا جاتا تھا۔ لوگ اس کی آزادی کرتے تھے، حسد کرتے تھے، کہ اللہ نے اس کو مال و
 دولت کثیر عطا کیا اور دوسرے ایمان والوں کو کچھ نہ دیا۔ تنگ دست غریب حال میں رکھا یہ
 اللہ کی بھی مصلحت و حکمت ہوتی ہے کہ کسی مومن مسلمان کو خوشحال دولت مند کر کے آذناۓ
 امتحان لے اور کسی کو غریب مغلص پر بڑاں حال کر کے اس کا امتحان لے۔ امتحان لینے اور
 آذنانے کے اس کے پاس بہت سے طریقے ہوتے ہیں۔ قاروں اپنی دولت کے فخر اور غرور
 سے اترائیا رہتا تھا۔ اللہ نے اسکو اسکی دولت سُریش اس کے خزانوں کی کنجیوں اور جا بیویں
 سُریش جب وہ شہر سے گزر رہا تھا زین پر زرک آیا اور وہ زمین کے اندر دھنادیا گیا تھا۔

سورہ نمبر ۲۹ سے ۳۲ چار بھی سورتوں کا اکم ایک ہی مسلسل موصوع دینیات اور مضمون
 اسلامیات کا ہے۔ سورہ العنكبوت مکملی جیشی ہتھیار مخلوق کے نام سے منوہ ہے۔ مکملی
 حیوانات حشرات الارض میں ماہر فن انجینئرنگ کا محفل رکھتی ہے۔ اسکی ذہانت۔ عقل اور
 منفوبے حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ وہ حیوانات کی فطرت اور نعمیات کی بھی ماہر ہوتی ہے
 جانتی ہے کہ گھر بیٹھے جال بن کر ان کا شکار کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ معصوم سید ہے سادھے
 لوگوں کو بندی ذہانت اور مکاری فریب دھوکے کے جالوں میں منفوبوں میں۔ اشتہارات کے
 ذریعہ کس طرح پھانسا جاتا ہے اور گھر بیٹھے بغیر محنت اور مشقت کے مفت میں لوگوں کا مال
 سطح کھایا جاسکتا ہے۔ زندگی عیش سے گذاری جاسکتی ہے۔ لیکن وہ یہ بھی جانتی ہے کہ
 ایک معمولی سا جھکا۔ ہوا کا جھونکا اسکی ساری کائنات۔ جال والا گھر ساری آسائشات دینیا کو ان
 واحد ایک لمبے میں اڑا کر دو رکھیں پھینک دیگا۔ رزق کا وعدہ اللہ نے اپنی مخلوقات کا اپنے
 ذمے کیا ہے۔ ہر ایک کا رزق پیمائے۔ اندمازے اور تقدیروں میں باہث رکھا ہے وہ جانتا
 ہے کہ کس کو کتنا رزق ملنا چاہیئے تاکہ وہ ایمانیت اور شرافت ایمان اور فتن کے عدوں میں
 رہے۔ حرص اور لذیغ میں اپنی دنیا اور آخرت خرابت مت کرو۔ قرآن سے نصیحت مُدایت
 حاصل کرتے رہو۔

۳۰۔ سورہ الروم ہے۔ قرآن کی تاریخی پیش گوئی ہے اہل روم کے نے جو عیسائی بین انجلی
 مقدس کے مانتے والے ہیں اللہ ان کا حمایتی ہے۔ اس نے کہ وہ اللہ کے دین کے الہامی

کتاب کے مانتے اور اس پر ایمان اور یقین رکھنے والے ہیں۔ اللہ کی مدد تائید حمایت نصرت فتح آن کے ساتھ رہیگی یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ ایرانی فارس کے رہنے والے محسوسی عقیدہ کے آئش پرست بست پرست ہیں اللہ کا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ قاعدہ لکھی ہے قرآن کا اس کوڈہ کن نہیں کرلو۔

دنیا میں جو کام ہوتے ہیں اللہ کی مرضی سے اللہ کی حکمت اور سلطنت سے اُسکی مشاہ کے مطابق ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ کی رحمنا۔ فیصلوں پر راضی رہو۔ شیخیت آنثی جو محمد کرتی ہے وہ تمہارے حق میں بہتر اور مفید ہے۔ انسان کا مقصد حیات جب بدلت جاتا ہے تو انسان خود پر فشان ہو جاتا ہے جگڑے فراداً تفتیت اس کے ساتھ جمیع ہو جاتے ہیں۔ اللہ کی توفیق د تائید اور بدایت اس سے چھین لیجاتی ہے۔

۱۔ نبرولی سورت لقمان ہے۔ ایک باپ کی نصیحت اس کے بیٹے کو کس طرح ہونی چاہیئے۔ وہ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ کا بڑا انعام یہ ہے کہ آدمی کو بیٹا عطا کیا۔ وارث دیا۔ باپ کا فرض ہے کہ اللہ کا شکریہ ادا کرے اور بیٹے کو سب سے پہلے اللہ کا دیا ہوا علم قرآن پڑھائے اور سمجھائے۔ اسکی آیات اسکی اپنی مادری زبان میں اس طرح سمجھائے کہ بچپن ہی سے اللہ سے اور اسے دین سے پوری پوری واقعیت ہو جائے۔ دین کے علم و تفسیر۔ حدیث اور سیرت ملیبوں کے بعد اسکوں وکتب درس، لکھ یونیورسٹی کا علم سکھائے۔ دنیا کے کاروبار معاملات اور مخالفہ و سابقہ کے لئے اپنی ملذت کے لئے سکنی یونیورسٹی کا علم اور استاد ضروری ہیں۔ وہ بھی اعلیٰ علمیں حاصل کرے اس طرح دین کا علم پہلے اور دیا کا علم بعد میں ضرور سکھائے۔ علم سے کچھ نہیں ہوتا۔ اچھی دینی۔ مذہبی۔ اخلاقی تربیت بھی ضروری ہے۔ بغیر تربیت کے علم کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ علم خریدا جاسکتا ہے۔ تربیت خریدی نہیں جاتی۔ بچپن لڑکپن سے جوانی تک کام آتی ہے۔ باپ کی ذمے داری ہے کہ اپنی اولاد کو دینی علم و تربیت دے۔

۲۔ نبرولی سورت الجدہ ہے۔ انسان اس دنیا میں اپنی حقیقت سے بے خبر ہے۔ مقصد حیات سے دور ہو گیا ہے۔ موت سے ڈر نہیں گا۔ موت سے نجات پانے کی لکھ رکھتا ہے حالانکہ یہ موت ہر ایک کو ضرور آتی ہے اور آئیگی۔ وقت جب پورا ہوگا اللہ کا فرشتہ عز و اجل ملکیم آئیں گے روح قبض کر کے لیجائیں گے۔ بہتر ہے کہ موت سے سمجھوتہ کرو اور موت سے ڈرتا چھوڑ دو صرف اللہ سے ڈرو۔ آخرت کے انجام سے ڈرو۔ موت کی یہو شی کی حالت سکرات سے بچو جب تم کچھ بھی نہیں کر سکتے ہے بن اور مجبور نہ بات کر سکتے نہ کچھ

وصیتِ فصیحت کسی کو کر سکتے ہو۔ اس نے پہلے سے موت کی تیاری رکھو۔ آخرت کی فکر کرتے رہو۔ اس کے لئے اللہ سے تعلق اور رشتہ قائم کرو۔ دن رات کا طریقہ پانچ اوقات کا پابندی کے ساتھ نماز رکھو۔ اللہ سے لوگا۔ اللہ سے آخرت مانگو۔ جنیا تو تقدیر میں لکھ دی کرنی ہے جو دنیا میں ملتا ہے وہ ضرور ملیگا بغیر مانگے لیجگا۔ وہ تہاری تحدیر کا حصہ ہے۔

لکھدی یا گیا ہے۔ پڑا سکو کیوں طلب کرتے ہو۔ جو کچھ دیدیا گیا ہے اس پر تقاضہ کرو۔ زیادہ کی حرص اور طمع والیست کرو۔ نہ عمر کی درازی مانگو اور نہ رزق کی کٹاگی مانگو۔ مانگنا ہو تو آخرت مانگو۔ بدایت اور نیک توفیق اللہ سے مانگو۔ اللہ کی رحمت مانگو مانگنے کا طریقہ قرآن سکھاتا ہے۔ جو کچھ انگو خلوص نیت سے، عاجزی سے، منت سے، خوشامد سے مانگو اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ کے سجدے بہت پسند ہیں۔ ایسے ہزار سبadol کا کوئی فائدہ نہیں جو بغیر خلوص نیت کے، دھوکے فریب و ریا کاری کے سجدے ہوں۔ اللہ کو فقط ایک سجدہ خلوص نیت کا، ایمان و یقین کا کافی ہے جو سارے سجدوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

۳۲۔ سورہ الاحزان ہے۔ جنگ خندق کا حال بیان کیا گیا ہے۔ جس میں گفارمکہ اور یہود مدنہ کے کئی قبائل کو متحده معاذ اسلام کے خلاف بنا کر مدنہ سے باہر ہ بھری میں تیسری بڑی جنگ لڑے تھے۔ یہ سورت احکامات کے لحاظ سے بڑی اہم ہے۔ اس میں ازواج مطہرات کے لئے احکامات میں غور سے پڑھنے کی ہیں۔ ازواج مطہرات کو مخاطب کیا گیا ہے ان کے حوالے سے مسلمان عورتوں کے لئے مارتے احکامات کھلے عام دینے کئے ہیں۔ قیامت تک بیویاں اپنے اپنے شوہروں کے ساتھ ان آیات میں ان ہدایات کو پیش نظر رکھیں گی اور ان پر عمل کرتی رہیں گی۔ ان تمام نیک بیویوں کے لئے اللہ کے رسول کی دعائیں آئیں، میں جو ان احکامات پر پوری اترتی ہیں۔ صلوٰۃ الرسول اللہ کی طرف سے اللہ کے ذریتوں کی طرف سے مُمِن عورتوں اور مردوں کے لئے بہت بڑی نعمت ملی ہے۔

۳۳۔ سورت سبا ہے ملک بلقیس سیا کی ملکہ اور حضرت سلیمان ملکہ کا قصر سنایا گیا اس میں عبرت کے سبق ہیں۔ اللہ کی نشانیاں، میں غور سے پڑھنے اور ذہن میں رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ اس سورہ میں جنات کا بھی ذکر انسانوں کے ساتھ آیا ہے۔ دونوں اسلامی شریعت کے پابند ہیں۔ قرآن دونوں کے لئے ہدایات اور نصیحت کی کتاب ہے۔ اللہ کے آخری رسول دونوں کے لئے رسول اللہ بنائے گئے ہیں۔ سبا والوں کو اللہ نے جو نعمتیں دولت سونا چاہندی کے بغیر انعامات بخشے وہ دنیا کی کسی قوم کے حستے میں کبھی نہیں آئے۔ انہوں نے ان

نعتیں پر اللہ کا شکر ادا کرنے کی بجائے کفر ان نعمت کیا تھا۔ ان سے نعمتیں چھین لی گئیں۔ ناشکری کے سزا میں جو عذاب اور تسلیم ملیں وہ بھی ساری دنیا میں مشہور ہوئیں۔

۳۵ ویں سورت فاطر ہے نیک اعمال اور نہمازیں سجدتے اور دعائیں اور بد دعائیں سب مجھے زمین سے اوپر کی طرف اٹھ کر جلنے جاتی ہیں اور جو کام ظلم و زیادتی سب زمین پر رہ جاتے ہیں۔ روح اوپر آسمان پر جلنے جاتی ہے جو پاک ہے۔ بلکہ ہوتی ہے۔ اگر پاک صاف روح ہے تو اوپر داغلہ ملتا ہے۔ گندہ و بُس اور کفر و شرک والی روح کو اوپر سے واپس پہنچے برزخ میں بیہج دیا جاتا ہے۔ اس سورت میں سماں موت کا ذکر ہے یعنی مردہ جسم زمین کی لامات ہے اور دفن کیا جاتا ہے۔ قبر میں کچھ نہیں ہوتا لاش شرکی کر ختم ہو جاتی ہے۔ مردوں کو تم کچھ نہیں سن سکتے۔ اللہ جا ہے تو روح کو آسمان سے اسکی قبر پر بیحیج کر اس کو سنا سکتا ہے۔ جو تم اسکی قبر پر بھیتے ہو اور پڑھتے رہتے ہو روح اس کو سنتی ہے مگر جواب نہیں دے سکتی۔

۳۶ ویں سورت یہیں شریف ہے جو قرآن کا دل ہے۔ مرکزی مضمون ہے۔ قرآن کا۔

بکھاس میں پورا ہے۔ اس پوری سورت کو سات میں میں جوڑا گیا ہے۔ ہر میں موسیٰ کے دل سے ایک پرده اٹھاتا ہے اور پوری سورت قلب قرآن ہے۔ اس لئے موسیٰ کے قلب کے جایات کو اٹھا کر دل کو اللہ سے ملا دتا ہے۔ یہ سورت راست اللہ کے رسول سے مخاطب ہے۔ یہیں ایسی ہی ایک اور سورت اُنہوں ملائکہ کو راست مخاطب کرتی ہے۔ یہ حروف مقطعات میں شامل سورتیں نہیں ہیں۔ منفرد دو سورتیں ہیں ان کی اہمیت اور معنوں بھی منفرد اور سب سے الگ ہے۔ قرآن اور انسان کا مکالمہ ہے۔ اللہ کے رسول کو گواہ بنایا گیا ہے۔ اس سورت کی تاثیر یہ ہے کہ مردوں پر پڑھو تو قبر کے مردے زندہ ہو جاتے ہیں۔

اس سے پہلے کی سورت فاطر میں سماں موت کا ذکر آیا ہے۔ ہمارا اس کی وصاحت ہے کہ وہ کیا ہے۔ اس سورت کی تاثیر اور اثر یہ ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے، سکرات کی بیہوشی کو دور کر دے، موت کی سنتی کو آسان کر دے۔ مر نیوالے کو عذاب و سکرات سے نجات دلادے، اور مردوں کی بخشش اور رحمت کا نقش اس طرح پہنچا دے اس کے سارے گناہ معاوaf کروادتے۔

وَالصَّافَاتُ صَفَا ۝ فَالزَّاجِرَاتُ زَجْرَا ۝ فَالثَّالِيَاتُ ذَكْرَا ۝

نمبر ۳۔ سورہ الصفت

سورت کی ابتدا آسمان میں فرشتوں کی صفات سے ہو رہی ہے جو اللہ کے حضور پرنسیپلی صفت باندھے ہوئے ادب و عاجزی سے، انکساری سے، با تحد باندھے ہوئے صفت اور قطار میں ایک تنظیم اتحاد میں کھڑے ہیں۔ انسانوں کی طرح آسمانوں میں فرشتے بھی بالکل اسی طرح صفت باندھے ہوئے عاجزی انکساری سے با تحد باندھے اللہ کی حمد و ثناء اور ذکر میں ہر وقت صحیح و شام مصروف رہتے ہیں۔ دن کے پانچ اوقات میں نمازی مسجدوں میں گھروں میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں تو آسمانوں میں فرشتے بھی اسی اہتمام سے ادب سے صفت باندھے کھڑے رہتے ہیں۔

اسلام ایک نظام زندگی اور ایک نظام عمل اور جدوجہد کا درس دلتا ہے۔ فرد کا اپنے آپ تنظیم ہو جانا عبادتی اوقات کا پابند ہو جانا اور پھر افراد کا آپس میں ملکر اجتماعی و تنظیمی جماعت میں صفت باندھ کر ہر مشکل اور آفت کی گھری میں، اسلام کے لئے اللہ کے دش کی سر بلندی کے لئے، حق کی حمایت میں گھروں سے باہر لکل آنا جہاد ہے۔ جہاد اللہ کو بہت پسند ہے۔

جہادِ دین اسلام کا آخری رکن ہے اللہ کی یاد و ذکر و کتبیح کرتے ہوئے صفت باندھ کر قطار اندر قطار جب مجاهد اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا ہے تو زمین و آسمان دھل جاتے ہیں۔ آسمانوں میں فرشتے بھی صفت باندھے تیار ہو جاتے ہیں۔ کہ کب خدا کی طرف سے حکم لئے زمین پر اترے کا۔ اور مجاہدوں کی صفوں میں جا کر شال ہوں اللہ کا ذکر حمد و ثناء کتبیح کرتے ہیں۔ جنگ بدروں جنگ احمد اور جنگ خین میں یہ ساری صورت حال پیش آجکی ہے۔

آسمانوں کا نظام اور نظام سرکی ستاروں کا نظام کچھ اور ہے۔ فرشتوں کے کام کچھ اور ہیں۔ زمین پر انسانوں کا مخلوقات کا نظام کچھ اور ہے۔ شب کا تعلق اللہ کے حکم سے ہے۔ وہ یہ بر الامر ہے۔ جو حکم کرتا ہے فرشتے اس کی تعییل کرتے رہتے ہیں۔ شیطان

اس کوش میں رہتا ہے کہ زمین پر لود اور آسمانی فضائوں میں جا کر فرشتوں کے احکامات
لورگان کی باتیں خری طریقے سے معلوم کرے لور وقت سے ہٹلے دنیا والوں کو اسکی خبر کر کے
لبخی برائی دانا فی لور کمال ثابت کرے۔ یہ کوش ازل سے اسکی رہی ہے مگر اللہ کے رسول کی
بعثت اور نبوت کے بعد یہ مدارے آسمانی نظام کی پہرہ داری و جو کیداری فرشتوں نے اس
کو لور بھی سنت اور مشغل کر دیا تھا۔ جو بھی شیطان نے اور پڑ جانے کی کوش کی فوراً شہابت
تھی قبیلہ زیاذ کی طرح اس پر جہپت پڑنا اس کا پچھا کر کے اس کو آسمانی فضائوں سے زمین پر
بکھاد دیا ہے۔ ہم جو اکثر راتوں کو تاروں کا ٹوٹ ٹوٹ کر آسمان سے زمین گیطرف آتا دیکھتے
رہتے ہیں وہ سب یعنی شیطانوں کو مار بھانا ہوتا ہے۔ خدا کا اور کا نظام فرشتوں کے ذمے لایا
گیا ہے۔ زمین کا نظام اسے نام خلیفۃ الدُّرْض کے ذمے لایا گیا ہے۔ اللہ یعنی محکت و
قدرت والا ہے۔ اس کی ہر جگہ اسکی الہیت خاکھیت کا آشنا رہوتا رہتا ہے۔ جب شیطانوں کو
اسقدر سنتی و برہی لور نگرانی کا جب اندازہ ہوا تو بڑا شیطان چکرا گیا سوچنے لایا کہ کہیں اس
کائنات میں کوئی اہم بات ضرور ہوئی ہوگی اس کو پوشیدہ رکھا جا رہا ہے۔ اس نے اپنی ذریت
گونے کام پر لایا کہ خری طریقے سے ساری دنیا میں گھوم ہر کپڑے لائیں کہ اسکی اصل وجہ کیا
ہے۔ چنانچہ جنات اور شیطان دونوں نے بڑی دوڑ دھوپ اور جستجو و کوش کی لور بالآخر پتہ
لایا کہ اس زمین پر اللہ کا آخری رسول رحمت کا نزول قرآن لے کر سجھوٹ ہوا ہے۔ اسی وجہ
سے یہ پہرہ داری اور جو کیداری کا نظام زیادہ سنت ہو گیا ہے۔ اس کا ذکر آئندہ سورہ جن میں
تفصیل سے آیا کا سورہ احتفاف میں بھی اس کا حوالہ ہے۔

وہ لوگ جو شیطان کے ہدم جہنم اسکی گمراہی کا ساتھ دیتے ہیں وہ بھی شیطان اور جنات
کے ساتھ دونوں میں ساتھ ساتھ جائیں گے مگر اللہ کے مخلص اور اللہ کا ڈر خوف دل میں رکھنے
والے عبادت گذار سنتی، عمل، عمل وائے اللہ کی نعمتوں کے حدار ہوں گے۔ جن کے لئے
ورثی معلوم اور بہترین درجات عطا ہوں گے۔ دونوں میں جانیوالوں کے لئے شیراز قوم کا پسل
سخانے کو اور گرم پانی پینے کو دیا جائیگا۔

اللہ نے روز ازل ہی سے انسانی فطرت کو اور شیطان کی سرکشی، حث دھرمی و انکار کو
جان کر پہ فیصلہ کر دیا تاکہ انسان اپنی یادداشت میں بہت کمزور ہے اور بھول جاتا ہے۔ غلطی
کا پہلا ہے۔ اسکی حدایت و نصیحت ہوتا ضروری ہے۔ نادان بھی ہے غلطی کی ندامت و
شرمساری کا احساس بھی رکھتا ہے۔ معافی و مغفرت توہہ و استغفار میں جلدی کرتا ہے۔ اس

لئے انسان کی رہنمائی کے لئے انبیاء اور مُسلمین کا آسمانوں سے حدایت و نصیحت لے کر زمین پر پہنچانا ضروری تھا جناب اللہ نے حضرت نوح عليهم سے یہ سلسلہ حدایت شروع کیا اور مسلم یہ سلسلہ ہزاروں برسوں تک قوموں میں پھیلایا۔ مگر بہت کم ہی لوگوں نے خدا کی نصیحت اور بدایت پر عمل کیا۔ شیطان اور اس کی دعیت اس کے خیلے زیادہ سرگرم رہے۔ اور انہوں نے اپنی شرارت سے، سینکڑوں معصوم نادان قوموں کو ہلاکت اور بر بادی میں ڈالا۔ قرآن ایک ایک کی تاریخی قسمیت عترت کے ساتھ سُنا تا ہے۔

وہ ہیغہر یقیناً اولو العزم بڑی بہت اور شاباش کے لائق تھے جنہوں نے یہ مشکل سے مشکل کام تبلیغ کا حدایت و نصیحت لوگوں تک پہنچانے کا ثابتِ حقیقی سے دلیری سے انجام دیا تھا۔ ان کے آئے گے ہر قسم کی رکاوٹ دُر اور خوف کی پابندی کافی کافی تھی، ان کو قتل کرنے آگل جلا کر اس میں جھونکنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ موت سے وہ گھبرانے والے نہیں ہوئے۔ ہر مشکل وقت میں اللہ پر بھروسہ اور توکل رکھا۔ اللہ کی مدد کے سہارے ہر مشکل سے کامیاب آئے۔ بڑی بڑی آزمائش اور امتحان سے اللہ نے ان کو آزمایا اور ان کا امتحان لیا۔ ان کے بال بجول کی جانی قریانی طلب کی وہ الْوَاعِزُم مخلص انبیاء ملکهم لپنی پوری پوری دیانت امانت سے یقین اور ایمان بالغہ تھے، سب کچھ اللہ کے حوالے کر دیا اور اپنی زندگی منشاء مرضی شب کچھ اللہ کے سپرد کر دیا۔ اللہ نے ان کا جذبہ ایمانی پسند کیا اور ان کی تعریف کی انہیں اولو العزم ہیغروں میں شامل کیا۔ یہ کل پانچ قابل تعریف انبیاء ملکهم حضرت نوح عليهم حضرت ابراہیم ملکهم۔ حضرت موسیٰ ملکهم۔ حضرت صہیل ملکهم اور آخری رسول رحْت محمد ملکهم تھے۔

تبليغ کا کام آسان نہیں ہے۔ بدایت و نصیحت لوگوں تک پہنچانا بہت مشکل کام ہے۔ خصوصاً شیطان صفت لوگوں کو جن کے دل گناہ اور بداعمالیوں کی وجہ سے سخت کا لے پڑھ بن گئے ہوں جو بالکل اللہ کو مانتے کو تیار نہیں تھے۔ ایسے لوگوں کو بدایت پہنچانا اور راہ راست پر لاتا برا مشکل اور ناممکن ہو جاتا ہے۔ قرآن نے اس کی اہمیت اور ضرورت کو تکلیم کیا ہے۔ سورہ المزمل میں اللہ کے رسول کو دلساً اور لسلی دیتے ہوئے فرمایا تھا۔ میرے محبوب ہم عنقریب تم پر ایک بہت بھاری بوجھ دلانے والے، میں جو تمہاری سحر شیر علی کر دیتا۔ مگر ہم ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں گے۔ تمہاری مدد کرتے رہیں گے۔ بدایت و نصیحت زبردستی کی کو نہیں دے سکتے۔ تبلیغ آسان کام نہیں ہے۔ اللہ کا پیغام قرآن لوگوں تک پہنچانا تبلیغ

یہ کھلاتا ہے۔ تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ پہلے خود قرآن پڑھے، قرآن سمجھئے اور قرآن پر زندگی گذارے اور پھر جا کر قرآنی آیات لوگوں کو سنائیں اور اس کے معنی و مفہوم اور تفسیر و تاویل سے زندگی کے سائل کو سیدھی راہ پر چلانیں اور قرآن کے حوالے سے بات کریں۔ قرآن کی آیات سے عدل کا فیصلہ دیں۔ یہ بہت مشکل ہے۔ جب تک اللہ کی توفیق اور وہدایت اور تائید مدد ساختہ ہو۔ آپ قرآن لوگوں کو نہیں پڑھ سکتے۔ نماز کے پابند کرنے اور زکوہ ادا کرنے کے قابل نہیں بناسکتے۔ اس کے لئے ذہنی انقلاب اندر دلوں کے ذہن اور خیالات میں پیدا ہونا ضروری ہے۔ قلب و ذہن بدلتے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان کو بدلتے کی ضرورت ہوتی ہے۔ عام مسلمان اور سومن مسلمان میں بڑا واضح فرق ہے۔ اللہ نے سارے انبیاء مبلغهم کو حضرت آدم مبلغهم کے بعد زمین پر بھجے ان میں قرآن نے حضرت اوریں مبلغهم کا ذکر کر پہلے کیا ہے۔ پھر حضرت ایاس مبلغهم کا ذکر کیا جن پر اللہ نے سلام بھیجا اور ان کو زندہ آسمانوں میں اٹھایا گیا تھا۔

حضرت نوح مبلغهم پر اللہ کا سلام رحمت آیا۔ حضرت نوح مبلغهم کے بعد انبیاء بنی اسرائیل حضرت آیوب مبلغهم۔ ذواکفل مبلغهم حضرت یونس مبلغهم پر اللہ کے سلام آئے۔ حضرت یونس مبلغهم کا حال تفصیل سے سنایا کہ انہوں نے کشیدہ مصائب و مشکلات سے دن گلگارتے تاریک رات میں سمندر کی طاریکی میں مجھلی کے پیٹ کے انڈے صڑوں میں پڑے رہے تھے۔ مگر اللہ کا ذکر "لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مُحَمَّدُ أَنْتَ كَثُرٌ مِّنَ الظَّالِمِينَ" کا وظیفہ کبھی نہیں چھوڑا۔ مچھلی وہیل کے لئے ناممکن ہو گیا تھا کہ ان کو بضم کر کے کھا جائے۔ وہ کھارے پر کہنیں اکل کر جلی کتی۔ اللہ نے سارے انبیاء مبلغهم کی تعریف کی۔ انہیں سرہا، اور ان پر اپنا سلام رحمت نام بنام بھیجا۔ ان کی قدر کی ان کی تعریف نام بنام کی کہ تبلیغ کا کام انہوں نے پورا کیا۔ سب سے آخری نبی آخری النبی اللہ کا محبوب و مقبول جسکی ساری زندگی کی تبلیغ کی قرآن خود تائید اور تعریف کر رہا ہے۔ اس کے کام کو جس نے وہیں اسلام ایک سخت مراجع قوم عرب میں پہنچایا تھا۔ ان کے فریک اور کفر کو ایمان اور یقین سے بدل دیا تھا۔ ان کے ذیسنوں میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ اور حضرت مدّت کی کل سیرہ سالہ میں زندگی میں توحید و رسالت کی چھوٹی چھوٹی قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر ان کو سناتا رہا تھا۔ ان کو علم و حکمت سکھاتا رہا۔ حکمت داشتندی کی باتیں بتاتا رہا۔ ان کے برسوں کے بگڑے عقیدوں میں شاعرانہ تغیلات۔ افسوس اور خیالات کو حقیقت کا نیاروپ دیا عقیدوں کو یا گھاف مطہر کیا۔ انہیں وضو۔

تیکم اور ہل سے پاکی طبادت سکھایا نفس کی شرارت کو ترک کئے نفس کا گر سکھایا۔ گھاؤں کی
 گندگی، آنکوڈگی سے لکھنے اور پاک صاف ہونے کا طریقہ سکھایا۔ ان کو معافی۔ تو بہ لور مختفیت و
 رخشش کی دعائیں سکھائیں۔ اور صد قدر خیرات سے اللہ کو راضی و خوش رکھنے کا طریقہ سکھایا۔
 زندگی کا نیا سلیقہ اور نیا پروگرام دیا۔ پانچوں وقت اللہ کے آگے کھڑا کر دیا کہ بندہ اور اللہ
 دو نوں کا رشتہ بہت قدیم اور گھبراہے۔ اور دو نوں ایک دوسرے کو سمجھیں۔ جانیں پہچانیں۔
 نہ صرف زندگی بلکہ زندگی کے بعد قبر کی زندگی میں بھی۔ سکرات سوت کے عالم کی ریفت
 اور بیپوشی میں بھی اور قبر کے بعد آخرت کی آنسو والی ہمیشہ کی زندگی میں روز حساب کی
 سیز ان عدالت کا بے کچھ علم غیب سے نکال کر ان کی آنکھوں کے سامنے نقش رسمیج دیا۔
 ایسے پیارے نبی کے لئے ایسے محترم مصلح۔ ہادی رہنمائی آخري الذاں کے لئے آسانوں
 سے نہ صرف رحمت کا سلام آیا بلکہ درود و سلام بھی آیا۔ اللہ کے فرشتے آسانوں میں سب
 مل کر صفت باندھے ہوئے اللہ کے آخری رسول پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ ہر وقت
 آسانوں میں ان کے نام پر صلوٰۃ و سلام ہوتا رہتا ہے۔ اللہ حکم دتا ہے ایمان والوں کو کہ
 زین پر جب بھی محمد ﷺ کا نام نامی زبان پر آئے صلوٰۃ و سلام درود پڑھنا لازمی قرار دیا ہے۔
 صالحین حسکین اور عابدین مرد اور عورتیں ہر وقت اپنی اپنی نمازوں میں قعدہ کی حالت میں
 شہد کے ساتھ اللہ کے آخری رسول اور اس کے صحابہ کے لئے درود و سلام پڑھنا لازمی پڑھتے
 ہیں۔ یہ سے شان میرے رسول آخری الذاں کی جو اللہ نے تعریف کی اور سراہا ہے۔ اللهم
 صل علی سیدنا و مولانا محمد وآل الہ واصحابہ وسلم ریسا ۱۰ درود و سلام بھیجئے کا ثواب بھی عطا ہوتا
 ہے ایک پردس دکنیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور دس چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کے جاتے
 ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صَ وَالْقُرْآنَ ذِي الدُّكْرٍ ۝

نمبر ۳۸۔ سورہ ص۔

یہ قرآن فیضتوں سے براہو ہوا ہے۔ نہایت موثر انداز میں فتحت کرتا رہتا ہے۔

اللہ کی سُرَفَتْ کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ انسان کے اندر اپنی فطریِ کمزوریاں ہیں۔ نفس ہے اس کی خواہشات۔ حرص۔ الجُنُج۔ ترغیب اور مُطالبات ہیں۔ غرور ہے تکبیر اور جہالت ہے خدوں فتنی ہے۔ پھر اس کے ماحول کے مختلف عقائد و سُوْم و روانج ہیں۔ ہر قسم کی اپنا ایک بُت ہے۔ پھر ان کو اس بات کا شہر بھی ہے کہ ایک معمولی آدمی ان کے قیلے کا بڑے بڑے بڑے سردار ان قبائل مکہ کو بھانے اور فیصلت کرنے آیا ہے۔ یہ وہ عوامل تھے جن کی وجہ سے اہل کہ اور قبائل قریش کے سردار ان قبائل کو محمد ﷺ کی تعلیمات کے ماتینے میں شامل تھا۔ حق کو جھٹکنے لگے تھے۔ اور طرح طرح کی باتیں کہنے تھے کہ محمد ﷺ جادوالگر ہیں۔ مجنون ہیں وغیرہ۔ ایک مرتبہ حضرت ابو طالب پیمار ہوئے تو محمد ﷺ اپنے پیمار بجا کی تیمار داری کو پہونچنے۔ تھوڑی دیر بعد سردار ان کہ لور قبائل کے سربرا آورده بھی عیادت کے لئے وہاں آگئے یوں ان کی اور اللہ کے رسول ﷺ سے ڈبیر کہو گئی۔ سرداروں نے حضرت ابو طالب سے شکایت کہ وہ لئے بھتیجے کو بھانے اور منانے کی کوشش کریں کہ وہ ان کے خداوں کو برآئے کجھیں۔ اللہ کے رسول نے فرمایا کہ ایک خداۓ واحد کی بندگی اور اطاعت کی میں تعلیم دستا ہوں اور ایک ہی بات توحید کی تم کے کھتا ہوں۔ کہ اس کے سوا کوئی دوسرا بات نہیں کھتا۔ وہ بولے کہ کیا یہم رسول کے اپنے پاپ دادا کے طریقوں کو چھوڑ کر ایک خداۓ واحد کو خدا مان لیں؟ اور کہ میں ۳۶۰ بتوں کو چھوڑ دیں؟ یہ تو عجیب ناالنصافی کی بات ہوئی۔

یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔

اللہ کے رسول نے فرمایا میرے پاس فقط اللہ کا ایک کلمہ ہے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" اسکو پڑھو اس کو مان لو اس پر تصفیہ کرلو۔ جبکہ حتم ہے۔ وہ بھی عرب تھے۔ اہل زبان فصاحت و بلاغت کے ماہر اور زبان کے معنی و مفہوم کا تور جوڑا خوب پہچانتے والے تھے۔ کہنے لگے "إِنَّهُ كَوَّعْدَ بِهِ قَاتِلٌ مِّنَ الْأَنْفُسِ" کو اللہ کو عار نہیں ہے بلکہ اس کلمہ کی ترتیب اور الفاظ کو بدل دو۔ ہم تمہارا کلمہ پڑھ لیں گے۔ کہنے لگے لا کا لفظ اللہ سے بیٹھے نکال دو۔ اللہ کو ہم مان لیتے ہیں۔ وہ اللہ ضرور ہے اللہ کے رسول نے فرمایا۔ یہ کلمہ اللہ کی کتاب کا ہے ایک لفظ یا حرف یا ایک نکتہ بھی بدلا نہیں جاسکتا۔ جس طرح نازل ہوا اسی طرح ادا کرنا ہوگا۔ وہ کہنے لگے کہ اس طرح ہمارے خداوں اور معبودوں پاٹل کی نفی پھٹے ہو جاؤ۔ یہ اور نہ کا اتر ابھی رہتا ہے یہ بات ہم کو پسند نہیں ہے۔ اس پر تکرار رہی۔ بالآخر سردار ان قبائل وہاں سے اٹھ کر پہنچنے کے اپنے ساتھیوں کو بھی اٹھا کر لے گئے کہنے چکو۔ ہم اپنے معبودوں ہی کو پوچھتے رہیں گے

لَا إِلَهَ غَرَبَ نَهَيْنَ كُمْبِينَ گے۔

قرآن نے کھا کہ یہ ابو طالب کی زندگی میں آخری موقعہ تھا جو ان کو دیا گیا تھا اس کے بعد کوئی مہلت اور موقعہ نہیں ملا۔ اللہ کے رسول کی سُجّت پوری ہو گئی۔ "إِنْ هَذَا كَيْفَ يَرَوْ" ۔ اے اللہ کے حبیب تم ان سرداران قبائل کی بہت وحشی۔ کفر و نبوت اور غزوہ پر صبر کرو۔ اللہ تم کو صبر کی تلقین و پدایت کرتا ہے۔ قرآن نصیحت کی کتاب ہے۔ اُس کا پہلا سبق صبر سے شروع ہوتا ہے۔ تمہارا کام صرف پہنچا دینا ہے اور بخواہنا ہے۔ اگر وہ قرآن کی نصیحت و پدایت نہیں مانتے تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ یہ دنیا نافرانوں اور بکرداروں اور مسخر کوں کے حوالے تو نہیں کیجا سکی۔

تم کو انبياء ﷺ کے صبر و ثبات کے ہم نے قصہ سنائے ہیں۔ ان میں حضرت داؤد مطیعہ کا قصہ یاد رکھو۔ قرآن نے داؤد مطیعہ کو بڑا صبر و سُست و الابنہ بنایا تھا۔ "ذُو الْأَيْدِ" کے قب سے یاد کیا یعنی اپنے ہاتھ سے کام کر کے اپنی محنت کی کھانی سے روٹی کھانیوالے۔ اللہ نے ان کو فیصلہ کرنے، انصاف و عدل کرنے کی قوت اور حکمت عطا کی تھی۔ بادشاہ بھی بنایا اور سبوتوں بھی دی تھی۔ اس انعام و اکرام کے باوجود ان کا بھی استھان لیا گیا تھا۔ وہ بھی ایک عجیب و غریب قصہ ہے۔

ایک رات حب معمول وہ اللہ کیلے عباد اور مناجات میں مشغول تھے۔ دو فریادی اپنا جگڑا چکانے کے لئے وہاں آئے۔ انصاف میں بھی دیر نہیں ہو گی۔ جس وقت فریادی پہنچنے پر اسی وقت ان کا فیصلہ کرنا منصف اوزیج پر فرض ہے۔ حضرت داؤد مطیعہ نے ان کا مقدمہ سنا اور فیصلہ دیا کہ طاقتوں ہمیشہ کمزور کو دبایا کر زبردستی کرتا ہے۔ ظلم و زیادتی کرتا رہتا ہے۔ زمین پر قتل فساد طاقتوں لوگ گالیلوں حکومت و اتحاد اور خروہ و نبوت کے نشے میں زیادتی۔ نا انصافی اور ظلم کرتے رہتے ہیں۔ طاقتوں اور کمزور کی رشکش اس دنیا میں ہمیشہ جاری رہیگی۔ اس واقعہ کے پچھے ایک تمثیل واقعہ پکیدا اور تھا۔ اور داؤد مطیعہ کو یہ فریادی کا فیصلہ کرتے ہوئے سمجھانا اور تینیہ بھی کرنا تاکہ کہیں داؤد مطیعہ نے بھی حکومت اور اقتدار کی قوت و طاقت سے کسی بے بس اور لجاجا رہا یا کس ساتھ ظلم و نا انصافی کر کے اس کا حق تو نہیں مارا ہے۔ اسکو اس کے حق سے محروم تو نہیں کیا ہے۔ داؤد مطیعہ کو اس واقعہ کو یاد دلایا گیا تو داؤد مطیعہ فوراً اللہ کے حضور مجھے میں گر گئے۔ آہ و زاری کرنے لگے اپنا قصور اپنی کوتاہی غلطی پر نادم ہوئے اللہ نے انہیں معاف کر دیا تھا۔

اگر آدمی کو اللہ کا در خوف نہ ہو۔ آخرت کا یقین نہ ہو۔ آخرت لی میرزاں پر احتساب کا خدش نہ ہو۔ ایمان اور یقین اللہ پر نہ ہو۔ تو پھر آدمی نا انصافی، بے انصاف لور پے ایمان ظالم اور مُفسد بن جاتا ہے۔ اپنے نفس کی خواہشات کا غلام بن جاتا ہے۔ پھر دنیا میں ہر طرف ظلم و زیادتی۔ قتل و خون۔ ڈاکہ جوری فربت مکاری کا کھیل ہوتا رہتا ہے۔

لوگ قرآن کے اسی قصتے کو یاد رکھیں۔ قرآن کی ان آیات میں تدبیر و تفکر لور خود رکھیں۔ دلوں میں اللہ کا فرمان بردار۔ شکرِ گذار بندہ تھا۔ اللہ کو پسند تھا۔ اللہ نے انکو سلیمان میں جیسا وارث دیا۔ با دشائیت، حکومت اور نبوت بے مثال بے نظیر اسکو عطا کی۔ شیطانوں اور رجات کو وہ یوں کو ان کا تابع فرمان کر دیا تھا۔ پرندوں کی بولیاں ان کو سکھائیں۔ تابنے کو زرم کر کے پانی کی طرح بہا دیا کہ اس سے صفتِ گری کرے اور اپنے باتھ سے کما کر سکھائیں۔ اور حکومت کے خزانے سے کچھ بھی نہ لیں۔

الله نے سلیمان جہنم کا بھی امتحان لیا کہ کچھیں دنیا کی نعمتوں میں مشغول ہو کر اللہ کی عبادت بندگی نہ لازم کو تو نہیں بھول جاتا ہے۔ مال کی محبت فلح میں ظلم و زیادتی تو نہیں کرتا ہے۔ سلیمان جہنم خود کو مطلعِ العنان با دشائی تصور کرتے تھے۔ ہولوں کو تابع حکم کر دیا گیا تھا کہ سلیمان جہنم کا شکر ہزاروں کی تعداد میں جاتا۔ شیطان۔ دیوں انسانوں پر سسل ہے۔ اسکو آن واحد میں مشرق سے مغرب پہنچا دتا تھا۔ ہوائی سفر کرنے کا اختیار سلیمان جہنم کے حوالے کر دیا گیا تھا۔

حضرت سلیمان جہنم کو خیال آیا کہ اسکی بست سی بیویاں ہیں اگر ہر ایک بیوی سے ایک لام کا پیدا ہو تو ایک سال میں سوچے مجاہد پیدا ہوں گے۔ مجاہدین کی فوج ان کے اپنے ہمراں کی چوگی۔ باہر کی بھرتی کی فوج اس کے سواہ ہو گی۔ اللہ نے تنبیہ کی خبر دار کیا کہ سلیمان تمہارے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ سب کچھ اللہ کی مرضی اور اختیار میں ہے۔ وہ جو چاہے ہو گا۔ وہ پیدا کرے گا۔ چنانچہ سلیمان جہنم کو سبق سکھانے کے لئے ایک بیوی سے ایجاد رکھا پیدا ہوا۔ بخلافِ حمل بیکار ناکارہ تھا۔ بیوی نومونوں کو سلیمان جہنم کے تحت پر چھوڑ کر جلی گئی۔ سلیمان جہنم اس عجیبِ اتفاقت تو نہیں کو دیکھ کر نادم نور فرش مدار ہوئے اور اپنی غلطی کا احساس کیا۔ فوراً اللہ کے حضور سجدے میں گر گئے اللہ کے اپنے قصور کی معافی طلب کی۔ اللہ نے انہیں بھی معاف کر دیا۔

قرآن کہتا ہے انسان کی خواہشات اور آرزوں میں تو بہت سی اور لاکھوں میں ہیں۔ لیکن

اللہ کی مرضی اور منشاء کے بغیر کوئی ایک بھی پوری نہیں ہوتی۔ اللہ نے سیمان حجت کا امتحان لیا۔ ان کی آنناش کی اللہ اسی طرح اپنے بندوں کو آنناوارہتا ہے۔ اب تک اور امتحان میں ان کو ڈالتا رہتا ہے۔ اللہ کا بندہ صبر اور شکر سے امتحان پاس کرے صبر اور فراز کا سہارا پکڑے تو وہ کامیاب رہے گا۔

قرآن نے صبر کی بے مثال شہادت آل اسریل حجت کی خضرت ایوب بلکہ کی سیاری تکلیف مصیبت کا واقعہ بیان کیا ہے۔ اللہ نے ان کا بہت سخت امتحان لیا۔ کاروبار تجارت مال مویشی سب چور لوٹ کر لے گئے۔ سیاری طویل ہوتی تو ان کی بیویوں نے ان کا ساتھ اور ان کا گھر چھوڑ کر اپنے بیکے جلی گئیں۔ ان کے پچے مارے گئے کوئی اولاد باقی نہ بیگی۔ وہ ریکلے تھا تھے۔ مریض اور آپاچ ہے یار و مددگار رہ گئے تھے۔ ایک نیک بخت بیوی نے ان کا آخر وقت تک ساتھ دیا۔ اور سیارا بنی رہبی ان کی تیارداری۔ خدمت کرتی اور کلی دستی رہتی تھی۔

حضرت ایوب بلکہ کا صبر مثالی تھا۔ سلیمان دنیا میں ضربت الشل ہوا۔ قرآن نے اس کو صبر حمل کیا اور ان کی تعریف کی۔ جب ان کے امتحان و آنناش کے دن ختم ہوئے تو اللہ نے ایوب بلکہ کی دعا قبول فرمائی۔ زمین پر پاؤں زور سے مارو۔ اسریل حجت کی سیاری جدابجہ کے معجزے زمزم زمزم کو ذہن میں رکھو۔ اور اللہ سے مانگو۔ ایک چھرہ قدم کے زور سے زمین سے نکلا۔ ایوب بلکہ نے اس پانی سے غسل کیا۔ جذام اور کوڑ کی جلدی سیاری جسمیں کیرہ سے رنگتے تھے وہ بت ختم ہو گئے۔ پانی سے غسل کیا صحت مند توانا جلد کے ساتھ دوبارہ زندگی لی۔ ایوب بلکہ نے صبر کیا۔ اللہ کا سہارا کبھی نہیں چھوڑا نہ مایوس ہوتے نہ حکیم مکاش کیا نہ کسی جادو یا منتر کرنے والے سے تعویذ ملگے میں باندھا۔ اللہ پر بھروسہ تا جو صحت و سلامتی۔ زندگی، حیات و موت اور رزق کا مالک ہے۔ اسی پر بھروسہ کرو۔ اسی سے امید باندھو۔ اسی کے آگے صبح و شام کھڑے ہو کر آدب سے عاجزی سے مانگو۔ بکھڑا کی سے ملیا۔ وہی اکیلا بکھڑو تارہتا ہے و تارہ گکا وہ اپنے بندوں پر زیادہ مہربان رہتا ہے۔

قرآن اسی طرح انبیاء ملکہ کے قیسے اور حالات سانتا ہے ایسے ہی حضرت ابراہیم حجت کو نوئے سال کی عمر میں اسحاق کے پیدا ہونے کی خوشخبری فرشتوں نے آکر سنائی۔ بیوی بھی ان کی اُسی برس کی بانجھ تھی۔ جب بڑھا پے میں اولاد اور وارثت کی امید بھی ختم ہوا اور اسیاب بھی نہیں تو اللہ جو چاہے دے دے یہ اسکی عطا بخش اور مہربانی ہوتی ہے۔ اللہ سے کبھی ہمیں اور نا اسد نہ ہونا۔ اس سورت میں انبیاء ملکہ یہ اللہ کی نوازشات و انعامات کا ذکر ہے اور یا

ہے۔ انبیاء مبلغ کی آذناں اور امتحان سے گذرنا قرآن نے بیان کیا ہے۔ نیک صلح اعمال سے صبر و شبات کے استحفانات سے کامیاب رہنا۔ اللہ کی اطاعت اور فرمان برادری کرنا۔ اللہ کو صحیح و شام یاد کرتے رہنا۔ توکل آیمان اور یقین کی پوہنچ تام نعمتیں میک کہ بنده اللہ کا محبوب ہیں جاتا ہے۔ اللہ کے انعامات اور نوازشات کی رحمتوں کی رحمتوں کی اس پر بخشی پارش ہوتی رہتی ہے۔ دنیا ان کے قدموں پر ڈالدھی جاتی ہے۔ بنہے کو دنیا سے زیادہ اپنی آخرت اور رحمائی اٹھی سے برکھ کر کوئی تمنا اور خواہش نہیں رہتی۔ آخرت کا یقین ضروری ہے یوم الحساب کا در در اور خوف ہونا ضروری ہے یہ سب تیکت پدایت قرآن سے لیں۔

سورت کا خلاصہ آٹھ نصیحتوں میں یہ ہے۔

۱۔ مال کی محبت اور دنیا کی طلب و خواہش میں دولت اور بیوی بچے عیش و عشرت میں آدمی اللہ کو بھول جاتا ہے۔ اللہ کی یاد سے ذکر سے تسبیح سے، عبادت اور روزہ نماز سے، زکوٰۃ سے غفلت ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ اللہ پر ایمان یقین و حکم، روز آخرت کا در خوف ہونا ضروری ہے۔ سہ۔ نفس کی خواہشات فطری ہیں۔ ترغیبات جنس و مطابات نفس میں انسان اللہ کا در خوف دل سے اگر دور کرے تو پھر اسکی تباہی و بر بادی اور ہلاکت ضرور ہو جاتی ہے۔ ان پر کابو رکھیں۔

۳۔ مال کی محبت میں بیوی کی جاہت میں آدمی انصاف اور عدل کو بھول جاتا ہے۔ بے اعتماد ناصافی ظلم و زیادتی مان باپ کے ساتھ اور بہن بھائیوں کے حقوق کے ساتھ کرنا رہتا ہے۔

۴۔ انسان کی تمنا اور خواہش دل میں پیدا کر لینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی نیاز۔ نذرِ مت مراد پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک اللہ نہ جاہے گا۔ اللہ کی مشیت مرضی ارادہ اسیں شامل نہ ہو وہ کام پورا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ہر تدبیر مخصوصہ ناکام ہو جاتا ہے۔

۵۔ اللہ کے نبی کی دعا خاص ہوتی ہے۔ کبھی رو د نہیں کی جاتی۔ نبی کی وساطت سے درود وسلام کے سہارے موسیٰ کی ہر دعا اور عرش تک جاتی ہے اور مسجابت ہوتی رہتی ہے۔ درود وسلام جاری رکھو۔

۶۔ اللہ کا دین غائب ہو کر رہیا۔ اس روئے زمین پر اللہ کا دین قائم رہنے کے لئے آیا ہے۔

اور حکومتِ الٰہی کا قیام حضرت سلیمان ملکہ اور داؤد ملکہ کی مثال سے انصاف و عدل سے دنیا میں قائم کرو۔ انصاف اور عدل کے قیام کے لئے حکومتِ الٰہی کا قیام ضروری ہے۔

۸۔ حکومت اور سلطنت کا اقتدار لوگوں کے پاس اللہ کی امانت ہے۔ لوگوں کو عدالت و انصاف ان کی فلاح و بہبود کی فرائیحی حکومت پر فرض ہے۔ قرض ہے۔ مملکت کے خزانہ سے حاکم کے لئے ایک پیسہ بھی اپنی ذات اور خوراک بیاس پر خرچ کرنا خیانت اور چوری ہے۔ کب کر کے سما کر کھانے یا بیت المال اس کی روزانی عام آدمی کے پیمائنے سے مقرر کرے۔ اسی میں وہ گزارہ کرے۔

۹۔ صبر اور توکلِ مومن کی شناخت ہے۔ سروقتِ اللہ کی پناہ میں رہو۔ اللہ سے پناہ مانگو۔ اللہ نے داؤد ملکہ کو ذواللاید کا لقب دیا تھا۔ ابراہیم ملکہ، اسحاق ملکہ کو لعلی اللاید والابصار کے لقب سے پکارا۔ اس نام کی برکت اور حکمت میں غور کرو۔ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ آسمانوں میں ابھی تک اس واقعہِ عظیم کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔ جب آدم اور شیطان کا قصہ پہلی بار آسمانوں میں رونما ہوا تھا شیطان کا مکالمہ اللہ سے ہوا اور شیطان کو اللہ تعالیٰ سے مہلت ملی اور وہ روز قیامت کی صفائت پر رہا ہوا تھا۔ اسکی کارستانیاں ہر وقت زمین پر انسانوں کو گھراہ کرنے کی ہوتی رہیں گی۔ فرشتےِ موسنوں کے لئے آسمانوں میں ان کی بخشش کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ کا وعدہ ہے جو ایمان اور ایقان کے ساتھ قرآن کی نصیحت بُدایت پر عمل کرتا رہے گا۔ اسکو یوم آخرت روزِ حساب سے بجا لیا جائیگا اللہ کے رسول کی شفاقت سخاوش بھی اس کے ساتھ ہو گی اگر وہ رسولِ اللہ کی اطاعت اور پیغمبری اور سُنت پر عمل کرتا رہے گا۔ لوگو! کسی خیال میں ریشمے ہو۔ غلط اور سُستی سے باہر نکل آؤ۔ مہلت کم ہے اس وقت کو غنیمت جانو اعمال درست کرلو۔ عَتَّامَدَ کی اصلاح کرلو۔ اللہ سے قرآن سے مضبوط رشتہ جوڑ لوبھ کا میابی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سَتَزِيلُ الْكِتَبَ مِنْ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْكَرِيمِ ۝ أَنَا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَبَ بِالْحُقْقَانِ

نمبر ۳۹۔ سورہ الزمر۔

غَائِصَ خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو۔ اللہ کا در خوف دل میں رکھو۔ ادب سے

عاجزی سے انکاری سے اور اس تصور کے ساتھ کہ وہ سامنے ہے ہم کو دیکھ رہا ہے سن رہا ہے اور تم اس کے پاس کھڑے ہو۔ اللہ کے خلص بندوں کی نشان دہی کرائی گئی ہے وہ کون لوگ ہیں۔ دنیا جہاںوں کے نئے اللہ کی واحد یکتا نصیحت اور پدایت کرنیوالی آسمانوں سے اتاری جانیوالی کتاب ہے۔ اس کو معمولی کتاب سمجھ کر جزوں والوں میں بند کر کے محفوظات کرو۔ اسکو

دن رات پڑھتے رہو۔ اسمیں غور و فکر کرو اس پر عمل کرتے رہو۔ دن میں اخلاص فرط اول ہے۔ ایمان اور یقین ہم۔ اللہ کا درخوف ہر وقت دل میں رہے۔ اللہ کا پسندیدہ دن ہے۔ اس پر صبیحی سے عمل سے یقین سے قائم رہو گے تو اللہ کے مقرب اور خلص کھلاؤ گے۔ اخلاص سے اللہ کو پکارو اور اس سے رشتہ استوار رکھو۔ شرک اور کفر سے بچتے رہو۔ اللہ کو چھوڑ کر کی دوسرے کا دستیک اور سہارا تلاش کرنا شرک ہے۔ نیاز کو صبر کو سہارا اور دستیک بناؤ۔ اہل کہ اللہ کو الہ کے نام سے مانتے وائے تھے۔ شرک سے نفرت کرنیوالے تھے۔ چونکہ صرف لفظ الہ سے واقف تھے جو اللہ کا ذاتی نام ہے۔ اللہ کی صفائی نام سے الْرَّحْمَانُ الرَّحِيمُ سے واقف نہ تھے۔ اس نے اللہ کی پوچھنے کے لئے اللہ سے قربت حاصل کرنے کے لئے معیوبوں باطل کا بستوں کا دستیک اور سہارا اور سفارش اپنے لئے بنائے ہوئے تھے۔ اللہ کے رسول نے جب آکر اللہ کے ذاتی اور صفائی نام سے انہیں واقعہ کرایا تو پھر ان کے ذہن اور عقیدوں میں بتہی آئی۔ اللہ سے راست رجوع ہونے لگے راست اللہ سے وابستگی کے لئے سیع مٹافی کی سات آیات پر عمل کرنے لگے۔ کفر و شرک سے دور ہو گئے۔ اور بیت بڑے نقصان اور آخرت کے خارے سے بچائے گئے۔

اس دنیا میں ہر چیز جوڑے جوڑے میں لور مفتاد مختلف الجنس بناؤ کر پیدا کی گئی ہے۔ تاگہ ایک دوسرے کی پھنان اور شناخت کروائی جائے۔ ایک دوسرے کے درمیان رشتہ محبت، رفاقت لور ہم اسٹھنگی رہے۔ اندھیرے کے ساتھ اجالا۔ دن کے ساتھ رات۔ خزان کے ساتھ بہادر کام موسم، گری کے بعد مردی کا موسم، بُت الگ الگ اپنے اپنے بنائے ہوئے کام اور وقت کے پابند اپنا اپنا فرض انجام دیتے رہتے ہیں۔ یہ سب انسان کے فائدے سے زندگی کو خیر و برکت راحت و آرام دہ بنانے کے لئے اللہ کے انتظامات ہیں۔ وہ یہ بر الہر ہے۔ اسی طرح مرد اور عورت افراش نسل کا ذریعہ لور رحمت و شفقت اور محبت کا پھیلاؤ ہے۔ اس سے زندگی خوشگوار زندہ رہنے کی خواہش زندگی کی جدوجہد رہتی ہے۔ دنیا طلب کرنے میں راحت و آرام تلاش کیا جاتا ہے۔ یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں۔ اللہ پر ایمان

یا تغیب یقین حکم رکھنا اور اللہ کو خلوص سے یاد کرنے رہنا، اس کا احسان زندگی بھر میں بہوٹا ہے۔ شرک سے بچتے رہنا ہے۔ اللہ پر خوبی تائید اور توفیق سے لوگوں کے اعمال اور عقیدوں کو پاک و صاف پاکیزہ کرتا اور دنیا کی نعمتوں سے فواز تارہتا ہے۔ اپنے سے قریب رکھتا ہے۔ اللہ فرشتوں کو زمین پر ان کی حفاظتِ ملائی کے لئے اتارتا ہے کہ وہ سونم بندوں کی حفاظت کریں۔ قرآن آسان عربی زبان میں سادہ بنایا گیا کہ لوگ پڑھیں اور سمجھیں اس کے معنی و مفہوم مطلب ہلانے میں غور کریں۔ کفر و شرک اور خالص توحید میں فرق کریں۔ اللہ کی خالص بندگی عبادت میں مشغول ہو جائیں۔ یہ بات عجیب ہے اور سمجھ میں نہیں آتی کہ اللہ کو بھی مانتے ہیں اور اللہ کو راست یاد کرنے کی بجائے وسلے اور واسطے درمیانی رشته کفر و شرک کے علاش کرتے ہیں۔ لور دو فوں طریقوں کو دین اسلام بتاتے ہیں۔ یہ توفیق خالص نہیں ہوا۔ اس میں آسپریٹ لٹوٹ کر دی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن نہیں پڑھتے اور اگر پڑھتے ہیں تو سرسری طور پر ترک رحمت ثواب کے لئے پڑھتے ہیں۔ سمجھتے غور و فکر کرنے کے لئے نہیں پڑھتے ان کی مثال ایسی ہے جیسے آدمی زندہ ہے مگر مردہ کی حالت میں بے عمل رہے فیض ہے۔ عقل کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ زندگی میں یہ موت کیسی؟ موت کے بعد زندگی ہے آخریت کی یقینی زندگی ہے۔ یہ قرآن یقین دلاتا ہے۔ مرنا جتنا تو زندگی کے ساتھ لگاتا ہے تم روزات کو سو جاتے ہیں نہند میں خواب درجتے ہیں۔ نہند تو موت ہے۔ ربے حس وَ بے حرکت جسم مردہ کہلاتا ہے۔ ہمارے خواب و خیالِ رُوع کے ساتھ لا شودی حالت میں جسم کے ساتھ الگ ہو گرہو ہر جھوم پر ک سیر سپائے کر کے دوبارہ جسم میں واپس آ جاتی ہے۔ ہم صبح بیدار ہو گرہو رُوانہ کی طرح دوبارہ تازگی پر حاصل کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں رات ہم نے خواب دیکھا ہے۔ یہ جو دن رات میں نہند و پیدا ہوئی کا حاکم ہے اسیں غور کرو۔ لور حیات بعد الموت کا یقین کرو۔ تو بات خود غور سمجھ میں آ جاتی ہے۔

قرآن خوشخبری سناتا ہے لکن ایمان والوں کو جو آخریت کا یقین حکم رکھتے ہیں۔ دنیا میں شرک سے کفر سے بچتے رہتے ہیں۔ قرآن کی صبح و شام لکھت کرتے اس سے نیست و بدایت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ یہ اللہ کے مستقی صلح بندے ہیں۔ اللہ کا ان سے وحدہ ہے جنت کی نعمتوں کے عطا کرتے کا۔ اللہ کا وعدہ کبھی غلط اور جھوٹ نہیں ہوتا۔

سونم کے لئے اللہ کا سوار اکافی ہے۔ "الیس اللہ نکافت عبدہ" جو اللہ کے ہو جاتے ہیں اللہ کا دُخُوف دل میں رکھتے اور گناہوں سے، شرک سے، کفر سے، مکارتی دھوکے سے ان کا

دُور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ یہ سمجھی یات کرنے والے سچ پر قائم رہنے والے حق کی حمایت کر رہیا لے لوگ میں۔ یہ دنیا جھوٹی مکروہیت دھوکا ہے۔ دنیا کی طلب اور خواہش میں زندگی برپا دست کرو۔ آخرت کی طلب اور جستجو کرو۔ آخرت کو سنوارو۔ دنیا کو حرب ضرورت استعمال کرو۔ جس قدر زندگی کو ضرورت ہے اسی قدر زندگی میں اعتدال اور توازن رکھو۔ اللہ پر بھروسہ اور توکل رکھو۔ اور کحمد اللہ بس کافی ہے۔ اللہ کا سہارا اللہ کی مدود کافی ہے۔ دنیا کا سہارا دنیا والوں کی مدود نہیں چاہیے۔ قرآن حق ہے۔ حق بات سکھاتا ہے۔ حق پر قائم رکھتا ہے۔ اسکی نصیحت ہدایت پر عمل کرتے رہو۔ تم اپنے عمل و اعمال کے خود ذمے دار ہو گے۔ کتاب ہدایت اور نصیحت کے لئے ہر وقت سامنے کھلی رکھی گئی ہے۔ لوگوں یہ زندگی بہت مختصر ہے۔ اسکو اللہ کی رضی کے سپر کرو۔ اللہ عالم غیب و شادا ہے۔ لوگوں کو دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ موت و حیات اور رزق اس کی طرف سے متوجہ ہے۔ اسکی رضی سے عطا ہوتا رہتا ہے۔ اللہ کے فرشتے آسمانوں میں اللہ کا عرش عظیم ترائے ہوئے اللہ کا ذکر اور حمد و شنا میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں۔ ان کی سیع اور ذکر میں وہی کلہ ہوتا ہے جو ماہ رمضان میں تراویح کے درمیان "سجان ذی المَلَكَ وَالْمَلَكُوت" پڑھا جاتا ہے۔ تم زمین پر اللہ کے نام کی سیع اور ذکر کرتے رہنا۔ ذکر سے اللہ کو یاد کرتے رہو۔ اللہ کے غائب سے ڈر کرتے رہو۔

آیات ۶۷ سے حکم سورت مک اصحاب جنت دوسرخ کا تھا یعنی خاکہ اور مکاہ بیان ہوا ہے۔ جو روز قیامت لوگوں کے اعمال کے سیران حدالت پر توکل کر بتایا جائیگا۔ اور لوگ اپنے اپنے اعمال کے نتائج دیکھیں گے۔ اور لبی لپنی جگہ جنت اور دوسرخ میں ٹھکانہ پائیں گے۔ ائمہ والی سورتیں اور الگ آیات الکتاب کے محتاویں دین ایمان و آخرت اور اسلام سکاتے ہیں۔ سونک کی خصوصیات بتاتے ہیں۔ قرآن اللہ کی نشانی لور معجزہ ہے۔ قرآن کا تین چوتھائی حصہ اس مضمون پر بیان ہوا ہے۔ باقی چوتھائی قرآن دو حروف والی مقطوعات ح اور م پر ہے جو اللہ کا اسم اعظم ہے۔ اسکی مسلسل سات سورتیں اللہ کی تجلیات نور کو بیان کرتی ہیں۔ حم کے معنی اور مفہوم صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ علامے کرام فرماتے ہیں کہ حروف مقطوعات کے پڑھتے رہنے سے حذاب قبر اور گناہوں سے مُفرّت و نجات ملتی ہے۔ اللہ یہی اور قیوم ہے۔ زندہ ہے قیام اور رہیگا۔

اَسْمَاعُ هَذِهِ تَشْرِيفٌ لِكُلِّ مَنْ اَنْتَ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزُ اَعْلَمُ

نمبر ۳۰۔ سورہ المؤمن -

اس سورت سے قبل سورہ ۸۳ کی آیت ۲۹ میں آسمانوں کے ملاد الاعلیٰ کی گفتگو سنائی گئی تھی جنہیں بھی قیامت کے متعلق کروہ کب آئیں کچھ معلوم نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کو معلوم کہ انسان کو کیوں بنایا گیا ہے۔ تخلیق آدم کے وقت ان کی گفتگو آسمانوں میں سرگزشت آدم کے وقت سورہ البقرہ کی آیت ۳۱ میں سنائی گئی۔ یہ اللہ کی مشیت اور حکمت تھی۔

اس سورت کی آیت ۷ میں بتایا گیا ہے کہ ملاد الاعلیٰ میں فرشتے اللہ تعالیٰ کا عرش اعظم تھا میرہتے ہیں اور زمین کے مومن مسی بندوں کے لئے بخشش اور مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ کی رحمت و مغفرت سے درخواست کرتے رہتے ہیں کہ انہیں جہنم کے عذاب سے بچائے۔ حالانکہ فرشتوں کی مجال اور جرأت نہیں کہ اللہ کے حضور کوئی بات کر سکے۔ ان کے متعلق فرمایا کہ "وَيَفْلُونَ مَا يُورُونَ" جو کچھ اُن سے کہدا یا گیا ہے وہی وہ کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے اپنے مومن وصال بندوں کے لئے آسمانوں میں فرشتوں کو سفارش کرنے کی اجازت مرحت فرمائی ہے۔ واللہ! کیا شان ہے مومن بندے کی۔ نہ صرف مومن بندوں کے لئے مخصوص ہے دعائیں اور سفارشیں بلکہ مومن بندوں کے مومن ماں باپ کے لئے بھی سفارش اور دعائیں کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اللہ کو مخلص ہو کر پناہ دو، غالباً اسی ایک اللہ کی بندگی کرتے رہو۔ اللہ بڑا الرحمٰن اور الرحیم ہے۔

اس سے پہلے حضرت موسیٰ طیبؑ اور فرعون کے دربار میں جب دونوں کا مکالمہ سنت ہوا، فرعون نے جب لبپی تاکامی دیکھی تو ارادہ کر لیا کہ موسیٰ طیبؑ کو قتل کر دیں گے۔ اس کے دربار کا ایک مرد مومن جو اللہ پر اپنا ایمان بالغیث دل میں چھپائے تھا اس وقت حوت بات دل کی چھپائے سکا۔ اور بول پڑا۔ اسے بادشاہ ظلم و زیادتی سے باز آجا۔ اللہ کا ایک رسول نہ کہ پیغام اور اللہ کی نیتیوں کے ساتھ آیا ہے جی جا ہے مان لے ورنہ پھر مدد۔ اس قدر

اضطرابِ خنگی تارا صنگی چیک نہیں ہے۔ اللہ کے عذاب سے کوئی انکار کرنے والا کبھی نہیں بچ سکا۔ موسیٰ ﷺ کو اُن کے حال پر چخوڑ دے۔ یہ مردِ مُون کی تحریر آیت ۲۸ سے ۳۵ تک سنائی گئی ہے۔ جو مکمل ایمان بالغیث کی مثال ہے۔

پچھلی سورت ۳۹ الزمرہ کی آیت ۵۳-۵۵ میں مومن کو اللہ کی رحمت و مغفرت اور بخش کی امید دلائی گئی کہ اللہ کی رحمت سے اور سہارے سے بھی مایوس نہ ہونا۔ مغفرت اور بخش کی دعائیں اپنے لئے صبح و شام کرتے رہنا۔ توبہ کرنے سے گناہ معاف کردے جاتے ہیں۔ اللہ سنتِ عذاب بھی دیتا ہے اور توبہ کرنے والوں کو بخش بھی دیتا ہے۔ وہ غفور اک حیم ارجم الارحیم ہے۔ اسکی رحمت بہت وسیع ہے۔ دیکھو! اللہ نے اپنے فرشتوں کو زین کے مومنوں کے لئے رحمت اور بخش کی دعائیں کرنے پر لکار کھا ہے۔ پھر تم اللہ سے توبہ و معافی مغفرت اور بخش طلب کیوں نہیں کرتے اور اللہ سے غافل اور اُس کو بھولے ہوئے کیوں ہو؟ اللہ کی مغفرت و بخش کے مستحق۔ جنت کے حضدار تو صرف وہی لوگ ہیں جو حصل۔ رستی اور نیک اعمال کی زندگی اور پاک صاف سحری زندگی گزارتے ہیں۔ اللہ سے ہر وقت ڈر خوف دل میں رکھتے ہیں۔ اللہ کو اخلاص سے دن رات یاد کرتے رہتے ہیں۔ یہ قرآن اللہ کا ڈر خوف دل میں رکھنے اور روز آخرت کے حساب و کتاب کی خبر دیتا ہے۔ یومِ الحساب اللہ کی رسمیزان تول تول کرب کے اعمال سامنے رکھدے گی۔ اس دن کوئی بجانیوالا حمایتی سخارش کرنے والا نہ ہو گا۔ اللہ لوگوں کے دلوں کے ایمان بالغیث کو خوب جانے والا ہے۔ وہ سینوں کے اندر کی چھپی بات جانتا ہے۔ آنکھوں سے کی ہوئی خیانت سبک اس سے چھپی نہیں رہتی۔

وہ مردِ مُون جسکی تعریف قرآن اس سورت میں سنارہا ہے وہ فرعون کا بردارِ شبیتی اور درباری مشیر تھا۔ موسیٰ ﷺ اور ہارون ﷺ کی پہلے ہی دن کی ملاقات اور دربار میں تبلیغ سے متاثر ہو کر دل میں اپنا ایمان چھپا رکھا تھا۔ قرآن نے آیت ۲۸ سے ۳۵ تک اسکی پوری تحریر نوٹ کی ہے۔ اور پوری سورت آیت ۳۳ چوتھے روکوئے تک اسی کو بیان کیا گیا ہے۔

قرآن کا مثالی مردِ مُون بھی یہی اللہ کی یاد سے اور اللہ کے ڈر اور خوف سے غافل اور بھولا ہوا نہیں ہوتا۔ ذرا ذرا سی لغزش اور بھول پر اللہ سے رجوع ہوجاتا ہے۔ مغفرت و معافی طلب کرتا اور توبہ کرنے لگتا ہے۔ بنده کی توبہ اللہ کو بہت پسند ہے۔ رحمت کی آرائش تو توبہ کا قیمت ہے۔ قسم است یہ: تجھہم میں ہوئے اسکے فائدہ آتے آتے۔

ہے۔ مگر وہ حاجزی و خاکاری سے ہرگناہ پر دونوں ہاتھ اور اسالیتا معافی و مغفرت و بخشِ مانگتا رہتا ہے۔ یہ تعلق اللہ کا بندہ سے استوار رہتا چاہیے۔ زندگی بھر موت کی گھر می آنے تک توبہ ہوتی رہے۔ مغفرت و بخشِ مانگی جاتی رہے۔ یہ وجہ انی کیفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب دل میں ایمان بالغیب اور یقینِ حکم ہو۔ قلب اور ذہن دونوں اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہو جائیں۔ پھر اس کا نیک اور اثر اور کرامتیں دیکھو ایمان اندر سے خود بنوں برآمد ہونے لگتا ہے۔ اس کے آگے مصلحت موقوف کوئی چیز نہیں ہوتی۔ حق ہونے لگتا ہے۔ حق قائم رہنے کے لئے آیا ہے۔ کوئی طاقت قوت اور حکومت و اقتدار حق کو دبا نہیں سکتا۔ مومن کی ہر فکر ہر سوچ اُسکی آخرت کے خیال پر ختم ہوتی ہے۔ اللہ کی رضا اور مشاء کے تابع ہوتی ہے۔ اس کا بھروسہ اور توکل اللہ پر یقینِ حکم اور مضبوط ہوتا ہے۔ دنیا کی اور دنیا کے فرعونوں کی اُس کو مطلق پرواہ نہیں ہوتی۔ اس کو ان کی دنیا سے کچھ لینا نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کو دینا ہے۔ حدایت و نصیحت اور حق کی تبلیغ لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ پھر اللہ بھی اپنے فرشتوں کی حمایت کے ساتھ اس کے ساتھ ساتھ ہو جاتا ہے۔ دنیا کی کوئی آفت پریشانی ٹھیک اُس کو چھوڑ نہیں سکتی۔ بلکہ آنے سے پہلے لرز جاتی ہے اور دور ہو جاتی ہے۔ اگر مصائب و آلام اور پریشانیاں دکھ درد دنیا کے اس کے سامنے آجائیں تو بھی مردِ مومن اس کو صبر و تحمل سے برداشت کرتا ہے۔ اور اللہ سے لپنی امیدیں وابستہ کئے ہوئے، اللہ کا ذکر و لیکھ زیادہ کر دتا ہے۔ اپنے گناہوں کی مغفرت اور بخش طلب کرنے لگتا ہے۔ جو بھی ٹھیک اور صیبت بیماری دکھ درد اس کو ملے، وہ اس کے اپنے کرتوں، اس کی سوچ و حقل سے اپنے گناہوں کی لغزشوں سے اسکو ٹلا ہے۔ اسلئے اللہ سے وہ لپنی بخش و مغفرت طلب کرنے لگتا ہے۔ اللہ اسکو سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ قبل کرتا رہتا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ اپنے مومن بندوں کی زندگی میں وہ مدد کرتا رہیگا۔ اور صیبوں سے بچتا رہیگا۔ لپنی طرف سے حفاظت کے فرشتے اس پر مقرر کر دتا ہے کہ وہ اس کے نیک مومن بندوں کے محافظہ میں۔

یہ زندگی ایک سفر ہے۔ سفر کی آخری منزلوں کو متعین کرو کہ تم کو کہاں جانا ہے؟ کس راستے کی طرف جانا ہے۔ پھر اسی راستے پر اس سواری کی منزل کا انتخاب کرو۔ جو تم کو حفاظت سے آرام سے تم کو تمہاری منزل مقصود پر پہنچا سکی۔ اگر تم نے فقط سواری لے لی اور فقط راستے کا انتخاب کیا تو تمہاری منزل راستے کی مشکلات اور ٹکالیف رنج اور صیبت سے دور ہوئی جلی جائیگی۔ راستے کے راہزن اور چوری شرے ڈاکو اور خارت گر ان بھولے

بُنکے مُرُفُون کو لوٹ لیتے ہیں۔ ان کامال و اسبابِ چین لیتے ہیں پھر غلط راہ اور غلط سواری سے تم بھی بُنی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکو گے۔ زندگی بہت مختصر ہے۔ جگہ جگہ آنائشیں اور امتحان ہوتے رہتے ہیں۔ یہ گھر دار، یہ بیوی سچے، یہ مال و دولت کبھی بھی آنائشیں اور امتحان لینے پر اتر آتے ہیں دنیا میں ایسے بہت سے واقعات اور قسمی عبرت کے دن رات شامنے ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ عجیب عجیب مثالوں سے عجیب و غریب واقعات و حکایات رہتا ہے۔ تاکہ عبرت حاصل کریں اور سبق سکھیں اور سیدھی راہ پر آجائیں۔

آیت ۸۷ میں فرماتا ہے ”فَإِذَا زَيَّنَكَ بَعْضُ الَّذِي نَعْدَهُمْ...“ بیشک ہم تم کو بعض ائمہ کام دکھاتے ہیں گے جن کا تم سے ہمارا وعدہ ہے۔ اور تمہاری زندگی ہی میں یا تمہاری موت کے بعد، اور پھر تم کس کس کا انکار کرو گے؟ صبر اور ہمت سے کام لو۔ سارے کام اللہ پر چھوڑ دو اللہ کو اپنا سہارا بنا لو۔ صبر کر کے رکھتے جاؤ اس دنیا میں دن رات کیا ہوتا رہتا ہے۔ سارے فیصلے اللہ کی مرضی کے اللہ کے حکم اور مصلحت کے ہیں۔ تم خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اپنے خود کو اس کے حوالے کر دو، تمہاری لپتی مرضی و رضاہ ساری زندگی، حبان و مال سب کچھ اللہ کا ہے۔ اللہ کا دیا ہوا ہے۔ تمہارے پاس امانت ہے۔ اگر تم امین ہو تو اسکی امانت کے جواب دہ بھی ہوں گے۔ تم سے خود پوچھا جائیگا کہ تم نے اس امانت میں کہیں خیانت تو نہیں کی اور اس کا غلط استعمال تو نہیں کیا ہے؟

یہ دنیا عجیب کھیل اور تماشا ہے۔ اس میں اصل چیز ایمان اور یقین بالغیث کی اہمیت ہے۔ بغیر دیکھے اللہ پر ایمان اور اللہ کے رسول پر اور اللہ کی کتاب پر ایمان لانا ہے۔ اور کتاب کی حدایت و نصیت پر بغیر محبت و دلیل بحث کئے بغیر عمل کرتے رہنا ہے۔ یقین نجکم ایمان بالغیث تو آنکھوں سے دیکھ کر، ہاتھوں سے چھو کر، الٹ پلٹ کر، پر کھ کر دیکھنے اور معلوم کرنے کا نام ایمان نہیں ہے۔ بغیر دیکھے کا سودا ایمان بالغیث ہے۔ ”امنا و صد قتا“ فائدہ تو اسی بغیر دیکھے سودے میں ہے۔ اس کا یقین اندر سے ہوتا رہتا ہے۔ کہ فائدہ ہو گا یا نقصان۔ ہر صورت میں تو کل اور بروہ ہو گا۔ اور نقصان ہو گا تو اللہ کی مرضی سے اور فائدہ ہو گا تو اللہ کی حکمت اور مصلحت سے۔ یہ بندہ تو ہر صورت میں اللہ کا مستوکل اور بندہ خاص ہے اللہ کا اللہ کی مرضی کا، قرآن کا بندہ مومن ہی رہیگا۔

حکم کی یہ چھ سورتیں کتاب کے مضمون، اور موضوعات ساری تعلیمات کا نہوڑ اور برسیں اس سورت میں ایک مرد مومن کا ایمان بالغیث اور یقین حکم پیدا کرتی ہے۔ دین

"الْحَالِصُ" اور "الْمُوْشِنُ" اللہ کی ساری بحث مکمل کر دتا ہے۔ مومن کی نظر وہیں سے دنیا کے سارے جوابات اٹھ جاتے ہیں اور بنده اللہ کا خالص ہو جاتا ہے۔ اللہ سے وابستہ ہو کر دن رات اس کو پکارتا اور یاد کرتا رہتا ہے۔ جو "الْمُؤْمِنُ" کا ذکر یہاں قرآن سناتا ہے اس کا ایمان دو حصوں میں تقسیم رہتا ہے۔ ایک سجدہ عبادت و بندگی کا اور دوسرا سجدہ شکر چلا آوری کا۔ اس کی مزید و صاحت اس کے بعد کی سورت حم السجدہ میں آرہی ہے۔ صنیبت اور مشکلات صبر و تکمیل بھی عبادت ہے۔ اس کا عمل نماز سے جوڑا گیا ہے۔ خدا کی ذات پر کامل اعتقاد اور تکمیل بھروسہ سکھایا جا رہا ہے۔ یہ ایک مومن بننے کی پہچان ہے۔ ہر حالت میں صبر اور ہر حالت میں شکر اکرم اللہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَمَّٰتٌ تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتَابٌ فِصلٌ لِّيَتَهُ قَرَأَهَا عَرَبِيًّا

نمبر ۱۳ سورہ۔ فصلت

یہ دوسرਾ حم اللہ کا اسم اعظم ہے۔ پہلا حم موت اور حیات کے درمیان پردہ سے اٹھاتا ہے اور بندھ کو اللہ سے راست ملتا اور زندگی کا چاہب اٹھاتا ہے۔ قربت مومن کی اللہ سے ہے۔ یہ دوسرਾ حم خدا اور بندھ سے کے درمیان کے پردہ ہٹاتا ہے۔ اور اللہ کا چاہب دوڑ کرتا ہے۔ یہ ولادت مومن کا درجہ عطا کرتا ہے۔

الله حم۔ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اللہ رب العالمین۔ جس نے یہ ساری کائنات بنائی زمین اور آسمانوں کو طبق در طبق جوڑ کر ان کے باہمی اشتراك و تعاون سے مخلوقات کو زیر آسمان اور زمین کے اوپر زندگی بخشی۔ دنیا آباد کی دنیا کو پھیلایا۔ سارے کام اسکی منشاء و حکمت اور مصلحت کے اس نے پورئے کئے۔ یہ ایک ایسا کمپیوٹر ارزٹ نظام بنایا ہے جو خود بخود لپیٹ چڑو گرامنگ پر چل رہا ہے اور چلتا رہیگا۔ اور جب یہ چڑو گرام حم ہو جائیگا خود بخود رک جائیگا۔ اس دن قیامت ہو گی اللہ کی عدالت میزان انصاف کے ساتھ اس زمین پر قائم ہو گی۔ فرشتے آسمانوں سے زمین پر علیمین اور بھیتیں کے سارے ریکارڈ کے دفتر سمیئے ہوئے آئیں گے۔ خدا

کی عدالت میں سب کے اعمال وزن کر کے قول قول کر دیجئے جائیں گے۔ اس زمین پر تم پر ہر ایک کو موت لکھ دی گئی ہے۔ قبر کے راستے آخرت میں جانا ہے۔ اور جو اللہ کے نیک و موسیٰ بندے ہوں گے ان کی زندگی کے بعد موت اور قبر کی زندگی آسان ہوگی اور جو برے بد کار نافرمان مُشرک کافر ہونگے ان کے لئے یہ زندگی بھی عذاب اور قبر بھی جہنم اور آخرت کا رہگانہ بھی آگ ہی آگ ہوگی۔ قرآن نے دو الگ الگ راستے بتا دیئے۔ دو الگ الگ مسلمین متعین کر دیں۔ شیطان بیشک تمہارے ساتھ بھکتا بھکتا تارہتا ہے تم ہر وقت اس کے زخمی میں ہو ستے ہو۔ قرآن سمجھتا ہے اللہ کی پناہ میں آجائو۔ اس کائنات میں ہر طرف آنکھ کی نشانیاں بھرپری پڑی ہیں۔ جو خدا کی موجودگی کی شہادت دستی رہتی ہیں۔ اور ہر ایک اللہ کی حمد و شاء میں مشغول رہتی ہے۔ انسان ایک اللہ کے بارے میں شک کرتا ہے، بُشُوں کو ستاروں سیاروں کو خدا بنا یا ہوا فیر ک اور بت پرستی میں خدا سے غافل ہے خدا کو بھول گیا ہے۔

یہ قرآن اللہ کی سب سے بڑی نیتی اور معجزہ بنا کر احل مکہ کو دکھایا گیا ہے۔ ان کی اپنی مادری زبان میں ہے ان کے فنِ ادب کا بہترین نمونہ فحاشت اور بُلاغث کی بے مثال ادبی تحریر اپنی ساری خوبیوں کی ساتھ انھیں دی گئی ہے کہ وہ اسکو پڑھیں، سمجھیں اور غور کریں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسکی آیات الگ الگ ہیں، مضمون مسلسل نہیں ہے، تھوڑی تھوڑی تھوڑی آیات آئی ہیں۔ یہ ایک ہی وقت میں کیوں نہیں پُورا کلام کیوں نہیں آیا؟ پھر سمجھتے ہیں محمد صلعم غریب اور نبیم کے گھر یہ نبوت و رسالت سمجھ میں نہیں آئی۔ یہ قرآن کی نبوت و رسالت اگر اللہ کی طرف سے آتی تو اس کے ساتھ اللہ کے فرشتے بھی ساتھ ساتھ ہوتے، کہ کیا طائف کے کسی بڑے رئیس اور سردار کو اس منصب کے لئے مقرر کیا جاتا۔ یہ وہ اعتراضات مُذر لگنگ تھے جو وہ اپنی مخالفت کے لئے بھائے وحیلے کر رہے تھے۔ بات صرف اتنی تھی کہ برَسُوں کی گناہ آلوڈ زندگی اور آبا اجادا دل کے گھر اہ کوں رومنات نے ان کے عقل پر پردے ڈال دیے تھے۔ دلوں پر پھر لگا دی تھی۔ ان کے کان ہوتے ہوئے بھی وہ بہرے ہو گئے تھے۔ قرآن کی کوئی ہدایت اور حدایت نصیحت ان پر عمل کرنے نہیں ہونے دستی وہ جہالت گھر ای خود فریبی اور غرور میں قرآن کو محکوم کر لیکر نہیں دیکھا اور نہ پڑھا اور نہ ان پر غور کیا۔ یہ کوئی نیچی بات قرآن کے ساتھ نہیں ہوئی توریثت کے ساتھ بھی بنی اسرائیلیوں کے سرداروں نے بھی بھی مُذر جیلے بھائے راٹا کرتے تھے۔ قرآن کا اعجاز اُس کا اپنا ہے۔

خدا کی اس نعمت کی ان کو قدر ہی نہیں ہے۔ جب کہ اُسکی قدر ساری دنیا کی قیامت تک باقی رہیگی۔

قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ گواہ ہے۔ جنہوں نے راستی اور حق کا راستہ قبول کیا اور سلامت روئی کے ساتھ رہے۔ جنہوں نے حق کو بھٹلایا اور ناحق کی باتیں کیں۔ اللہ کے رسولوں کو سنا یا اور پریشان کیا اور ان کی مخالفت کی ان کا حال قرآن نے سنایا ہے۔ قوم عاد کیسی زیر دست قوم نہیں۔ جسکی حکومت دولت اقتدار و سلطنت کا چرچا سارے ممکن اور عرب میں تھا کیا ہوئی؟ قوم شہود کا کیا حال ہوا وہ سب ہلاک کر دیئے گئے۔ سات رات اور آٹھ دن سنت آندھی سلسلہ ان پر چلتی رہی۔ گھماں پھوس بنائے خس و خاشاک کر گئی۔ شہود کو زلزلہ اور چینچھاڑ نے پکڑا۔ دل سب کے پانی پانی ہو گئے۔ دہشت خوف سے۔ جو اللہ کے مانتے والے اور رسولوں کی پیروی کر نیوالے تھے اللہ نے ان سب کو اپنے عذاب سے بچایا۔ روز قیامت ہر ایک کے اعتداء و جوارج گواہی دیں گے اور بوکیں گے کہ ان سے انسان نے کیا کیا کام لیا گیا تھا۔ سمجھو کہ ویدیو کیٹ، ٹیپ ریکارڈ کے ہر ایک کی ویدیو فلم کا پورا پورا ریکارڈ محفوظ کر لیا گیا تھا۔ ثبوت کے لئے یقین دلانے اور جرم کا اعتراف کرانے کے لئے اس کا ٹریلر دیکھایا جائیگا۔ ٹیپ سنا یا جائیگا۔ بتاؤ کس طرح کس کس چیز کا پھر انکار کرو گے۔

آیت۔ ۳۰ جن لوگوں نے صدق دل سے ایمان بالغیب قبول کر لیا اور پھر اللہ کے ہو رہے اور خلوص سے نیک نیتی سے اللہ کے ڈر اور خوف سے رُزتے اور گناہوں سے جھوٹ سے بچتے رہتے، المؤمن بن گئے۔ پھر خدا نے بھی ان کو اپنی رحمت میں سمیٹ لیا۔ خدا کے فرشتے ان کے محافظ اور مددگار بن گئے کہ یہ خالص اللہ کے بندے ہیں۔ اللہ کے اطاعت گزار فرمان بروار بندوں کو اللہ کے فرشتے آسانوں سے اتر کر ٹھیلی دیتے ہیں۔ زندگی میں بھی اور قبر کے اندر عذاب کے وقت بھی، اور یوم آخرت اور حساب کے دن بھی ان کی ہست بڑھاتے رہتے ہیں۔ دل کو مضبوط اور ایمان کو تازہ اور یقین کو سکھم بناتے رہتے ہیں۔ کہ ڈر کے اور گھبڑائے کی کوئی بات نہیں ہے۔ سورہ ابراہیم میں بھی "یَثْبِتَ اللَّهُ الَّذِينَ يَا لِقَوْلِ شَاهِدٍ" کی طرح آخرت کے مٹھانے کی خوشخبری سناتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ دنیا میں بھی تھے اور آخرت میں بھی ساتھ ہو گئے۔ جنت میں تم جو کچھ کھانے پینے کو مانگو گے وہ حاضر کر دیا جائیگا۔ تمہاری دلبسی کے سارے سامان وہاں ہوں گے۔ تم اللہ کے خاص محبوب اور المؤمن بندے بننے لگے ہو۔ اس کتاب کی قدر کرو کتاب پڑھتے رہو اس سے

حدایت و نصیحت حاصل کرتے رہو۔ اللہ کی پناہ میں آ جاؤ۔ اللہ کی بندگی کے سجدے کرنے رہو۔ اللہ کے شکر کے سجدے بجالاتے رہو۔ اللہ اپنے اطاعت فرمان برداز اور شکر گذار بندوں کو پسند کرتا ہے۔ مومن بندے کا صرف ایک سجدہ، خلوص کا، حاجزتی اور انکساری کا اسکو ظاہر داری کے ہزار سجدوں سے بے نیاز کر دتا ہے۔ اور ایک سجدہ اسکی نجات اور بخشش کے لئے زندگی بھر کے لئے کافی ہے۔ سجدہ کی حالت میں مومن بندہ راست اپنے خدا سے اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ اس کی معرفت ذات کی تجلیات سجدے میں اسکو وہ نور ایمان عطا کرتی ہیں کہ اسکی پیشانی کا نور اور اقبال اس کے بھرہ اور بُرے پر مومن ہونے کی شان کو ظاہر کرنے لگتا ہے۔ بڑی حضوری اور حاضری کا وقت ہوتا ہے۔ سجدہ، خدا اور بندے کے درمیان اس سے زیادہ قربت کی کوئی عبادت اور عمل نہیں۔ جہاں راست خدا سے بندہ ہمکلام ہو جاتے یہ حضوری اور ہاریائی صرف نصیب والوں کے لئے ہے جو اللہ کے مومن ہے بندے ہیں۔ جو راتوں کو پسی میسی نیند چھوڑ کر اپنے محبوب سے ملنے اور اس سے باتیں کرنے اور سجدے کرنے کے لئے یہتاہ بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اور سرددی بارش گرمی کی پرواکے بغیر اپنی حاضری دیتے ہیں اور رازِ نیاز کی ایک دنیا ساری دنیا سے الگ اپنے دل ایمان میں بساۓ اللہ کی یاد تازہ کرتے رہتے ہیں۔

اس کتاب میں اللہ کی بہت سی نشانیاں ہیں اور ایک ایک کر کے ساری نشانیاں عقیریب ہم لوگوں کو دھاڈیں گے۔ جو اس عالم امکان و تکون میں، حخائن کو نیز اور انفسیہ میں تم کو حکمِ العقول کر دیں گے۔ اور تم یقین کرنے لگو گے کہ اللہ یقیناً الگِ کائنات قادر مطلقاً کلمۃ الحق ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّمَا الظِّنَّ عِنِّ الْمُجْرِمِ

حِمْرٌ عَسْقٌ ۚ كَذَلِكَ يُوَحِّي رَأْيِكَ وَالَّذِينَ

نمبر ۳۲۔ سورہ الشوری۔

الله شبارک و تعالیٰ کے یہ دو اسم اعظم اور اتباع رسول اور قرآن تینوں کامل کر ایک سماں تھوڑے کہو رہا ہے۔ ایک قرآن نازل کرنیوالا لوح محفوظ پر ہے۔ دوسرا زمین پر نزول وحی کی

آیات کا وصول کرنیوالا اور قبول کرنیوالا۔ اور تیسرا وہ قرآن خود جو قیامت تک اس روئے زمین پر حدایت اور نصیحت کرتا رہیگا۔ اللہ کے رسول کی نبوت اور رسالت کو تسلیم کے بغیر کوئی قرآن سیکھ نہیں سکتا اور نہ اس کو قرآن کی حدایت اور نصیحت کام دیگی۔ نبوت اور رسالت اس کتاب پر، اور کتاب اُترنیوالے پر ختم ہے۔ اس کی اتباع اور اسکی پیروی اسکی تعلیم و تربیت کے ذریعہ ہی قرآن میکھا جاسکتا ہے۔ نزول قرآن کی جب بھی کوئی آیت دیگی کے ذریعے اتاری گئی اللہ کے رسول نے شب سے پہلے اپنے صحابہ کو سنا یا اور سکھایا۔ اس غرض کے لئے مسجد نبوی کی جو محفل پر اصحاب صفت کی ایک مشترک سی جماعت ہر وقت موجود ہوتی تھی، کہ کب اور کس وقت اللہ کی وحی نازل ہو اور اللہ کے رسول وحی کی آیت ان کو سنائیں اور سکھائیں۔ اور وہ اس کو یاد کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔

حمد والی المؤمن کی پہلی سورت تھی جس میں موسیٰ کا مقام اسکی اہمیت اور فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ فرشتے آسمانوں میں اسکی رحمت اور مغفرت و بخشش کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے وحدہ کر رکھا ہے کہ وہ موسیٰ کا والی اور مددگار ہے گا۔ ان کی مغفرت و بخشش کرتا رہتا ہے۔

حمد والی الجدہ کی دوسری سورت میں موسیٰ کا اللہ سے تعلق اور اسکی اہمیت فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ ولادت موسیٰ کے لئے ایک سجدہ چائے جو سارے سجدوں سے اس کو بے رنیاز کر کے اللہ کا بنادے۔ انسان کی روحاںی تربیت کا استمام قرآن کرتا رہتا ہے۔

حمد والی یہ تیسرا مسیحی سورت عنت کے ساتھ الی القیوم کے ساتھ جوڑی گئی ہے اور ان دونوں کا تعلق ساری انسانیت کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔ یہ قرآن سارے جہانوں کے لوگوں کے نام ہے۔ یہ اللہ کی حکمت و مصلحت تھی کہ اس دنیا میں ہر چیز کو جوڑے جوڑے میں پیدا کیا تاکہ ان کی آپس میں شاخخت ہو وہ ایک دوسرے کو پہچانے اور ایک دوسرے سے واپسی ہوں اور اپنا جوڑ اور رشتہ استوار رکھیں۔ اس طرح دنیا میں خدا کی مخلوقات میں یگانگت اور کائنات میں ہم ابھیگی اور محبت کے رشتے قائم ہوں۔ محبت کی دنیا آبادر ہے۔ اور ان سب خرافوں کی کنجیاں اور مقدار، پیمانوں اندمازوں کے ساتھ اللہ کے پاتھ میں ہوں گی۔ تیسرا اجابت اس سورت کا اٹھایا جا رہا ہے کہ ایک مؤمن مسلمان دوسرے مؤمن مسلمان کے ساتھ کس طرح اپنا رشتہ استوار رکھے۔ اور وہ طریقہ اللہ کے بیتب کی پیروی اور سنت پر عمل کرنے اور سنت النبی کو روشنی کا مینار بنانا کے لئے رکھنے سے ہو گا۔

قرآن عرب قوم کے لئے اُن کی قوی زبان میں انتادا گیا تاکہ عربت کے لوگ قرآن کی آیات بینات کو پڑھیں اُن میں غور و فکر کریں۔ اُن کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں فہرک اور کفر سے گندگی اور گناہ سے بچیں اور عاصف ستمرا عقیدہ پاک صاف سُتمری زندگی گذاریں۔ اس طرح ایک مکمل فہریعت اسلامی اور دین کا طریقہ بتا دیا گیا ہے۔ اس طریقہ کی تعلیم و تربیت دینے والا سکھانیوالا اللہ کا رسول اُن میں رہنمایا بنانا کر بھیجا گیا ہے۔ اسکی اتساع اس کی پیروی اس کی مستَ پر عمل کرنے سے تم دُن اسلام سیکھو گے۔ پھر تم سے زندگی کے سارے جوابات آٹھ جائیں گے۔ اور زندگی آسان بن جائیگی۔ اسلام سلامتی امن و عافیت کا دین ہے اور حکومتِ اللہ کی خوشخبری سناتا ہے۔

قرآن کو صبح و شام پڑھتے رہو۔ خدا کی رحمت کے بھید، اسرار و رموزِ تم پر آشکار ہوتے رہیں گے۔ وہ بڑا حیم اور غفور الرحیم ہے۔ اُس کے بھید نزائل ہیں جبڑھ اس کائنات میں اس کے اسرار و بھید چھپے ہوئے ہیں ویسے ہی بھید اور اسرار تمہارے انفس میں تمہارے اپنے اندر چھپے ہوئے ہیں وہ سب کو جانتا ہے۔ اس سے پہلی والی سورت ۲۱ کی آخری آیات میں بیان ہو چکا ہے "سُرْبِیْمُ آیاتٍ فِي الْأَفَاقِ وَالْأَنْفُسِ" یہاں اس کی تشریع کی جا رہی ہے۔ یہ اللہ کی معرفت سے حل ہوں گے اللہ کے رسول سے وائزگی سے پورے ہوں گے۔ کی مدد سے وفا تو سے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں جیز ہے کیا۔ لوح قلم تیرے ہیں۔ موسُن تو وہ ہے جو خود کو اللہ سے جوڑے رکھے۔ اور دن رات پانچ وقتون میں اس کے حضور حاضر ہے۔ دن ارکانِ دین کا پابند رہے۔ فہریعت کی زندگی کا حامل رہے۔ خدا کے قربتِ حاصل کرنے کا طریقہ اور سلیمانی اسکو سکھایا گیا ہے وہ اللہ کی رضا اور خوشنودی کا ہر وقت طالب رہتا ہے۔ قرآن سے قدم قدم پر رہنمائی حاصل کرتا رہتا ہے۔ صبح و شام قرآن پڑھتا سمجھتا اور اسمیں غور و فکر کرتا رہتا ہے۔ موسُن کا قلب اور ذہن ایسی روحاں کیفیت کا حامل ہو جاتا ہے کہ اس کا تعلق دنیا سے کٹ کر ملکہ سے اور پر آسمانی فضاؤں کی رحمتوں اور برکتوں سے وابستہ فیض رہتا ہے۔ خدا کی عظمتوں کے راز اور بھید اس پر آشکار ہوئے لگتے ہیں۔ موسُن کا تعلق جقدِ فہریعتِ محمدی سے نماز سے اور قرآن کی تکلیفت سے جڑا ہوا رہتا ہے اسی قدر وہ مبداء فیض و رحمت ہوتا جائیگا۔ صاحبِ قرآن سے قریب تر اور صاحبِ قرآن سے اور قرآن سے خدا کا اپنے معلوم ہوتا جائیگا اور حجَاب کے پردے اور قرآن کے اسرار و رموز موسُن کی نظر سے آٹھ جائیں گے۔ موسُن کی شناختِ سمجھی یہ ہے کہ وہ ہر لغزش پر اور ہر معمولی گناہ

اور غلطی بھول پر، خدا کے آگے سجدے کرنے لگتا ہے معاافی اور معدزت کے انداز میں توبہ و استغفار کرنے لگتا ہے۔ قرآن نے بیان کیا کہ حضرت داؤد ﷺ و سلیمان ﷺ کی طرح معمولی معمولی غلطی اور لغزش کے احساس پر سجدے میں گراجاتے تھے اور اپنے رب سے معاافی مغفرت طلب کرنے لگتے تھے۔ یہ سب کچھ قرآن سے سکھایا گیا ہے۔ قرآن نے اس طرح چودہ سجدتے عبادت اور شکرانے کے سکھائے ہیں جو مختلف سورتوں کی آیات لغزش پر واجب قرار دیئے گئے۔ یہ طریقہ اللہ کے رسول ہی نے سکھایا ہے۔ ورنہ قرآن پڑھنے والے کی نظر سجدوں پر کبھی نہ جاتی اور قرآن بغیر اللہ کے رسول کی رہنمائی کے جو صاحب قرآن بنایا گیا ہے پڑھنے والے کی سمجھ اور عقل میں کبھی نہیں آتا۔ موسیٰ کی شب سے بڑی خوشی اور خواہش آنحضرت کی زندگی کی طلب ہوتی ہے۔ کہ اسکی عاقبت سور جانے اور یہ خواہش اور ضرورت اس کی طلب صرف اتباع رسول ﷺ کی سنت اور پیشہ وری ہی سے پوری ہوگی۔

سورت کا پانچواں رکوع۔ قیامت کی خبر جگہ جگہ دی جا رہی ہے۔ وہ یوم الحساب ہے۔ جہاں ذرہ ذرہ عمل کا فیصلہ ترازو پر قول کر دکھایا جائیگا۔ اعمال کی میرزاں اور خدا کی عدالت ہوگی۔ اس کو نظر میں، دھیان میں اور خیال میں ضرور رکھنا۔ انسان پے نفس کی لذاتِ مزے ذات کی نہ معلوم کیسی کیسی خواہشیں آرزو میں اور ترغیبات لے کر اس دنیا میں آیا ہے۔ اور اس کا دل ہمیشہ عیش اور آرام کی طلب و جستجو میں رہا ہے۔ قیامت اور آنحضرت سے بے خبر غافل ہی رہا ہے۔ قرآن نے اسکو ہار بار جگایا، دھکایا اور وڑایا۔ اس کو راستی کی راہ پر لگایا اور خوشخبریاں صنائیں۔ ڈر اور خوف سکھایا، آہستہ آہستہ راہ راست پر، حدایت پر، دین پر، اسلام پر اسکی رہنمائی کرتا رہا۔ جیسی وہ کوشش اور جستجو کریکا ویسی ہی نصیحت وحدایت پاتا رہیگا۔

قرآن خدا کی آخری کتاب حدایت اور رحمت ہے۔ سارے خزانوں کی کنجیاں اُسی کے اندر رکھدی گئی ہیں۔ اگر اسکونہ پر طھوگے تو پھر دنیا کی کوئی حدایت اور نصیحت تمہارے کام نہ آئیگی اور نہ کھیں سے شیدھی راہ ملیگی۔ اسکی آیات اور بینات اٹلی ہیں۔ اس کے فیصلے قطعی اور آخری ہیں۔ اس کا وحدہ پکا اور یقینی ہے۔ اس دنیا میں تمہارا ایمان اور عقیدہ اور تمہاری کوشش اور لکن دیکھی جائیگی۔ اللہ کے دین سے، اللہ کی کتاب سے، اللہ کے رسول سے وابستگی کی اہمیت اور ضرورت ہے۔ یہ کتاب دنیا کی ساری الہامی کتابوں کی آخری کتاب ہے۔ سب اس کا ہے۔ اس کے فیوض و برکات، اس کی تجلیات و کمالات اور

لَهُمْ لِفَرْعَانٍ كَذِيفَانٍ وَلَهُمْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
أَوْلَى بِالْعِلْمِ وَلَهُمْ أَنْوَافٌ
كَوَافِرٍ وَلَهُمْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
أَوْلَى بِالْعِلْمِ وَلَهُمْ
أَنْوَافٌ كَوَافِرٍ

کو کوہ طور پر بلا کر ہمکلامی کا فرست بخٹا گیا۔ اللہ کے رسول صلیم کو خارِ حراء میں حضرت جبراً میل علیهم کی وساطت سے وحی کا پیغام پہونچایا گیا۔ لیکن ایک تیسرا طریق بھی اللہ کے پاس الہام غیبت کا ہے جو دلوں کے اندر پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور اشارے کے کتابے میں اپنی بات پہونچانا رہتا ہے۔ یا خواب کے ذریعے خواب تجا کر دکھاتا ہے۔ اُسکی ندرت و رحمت کے بہت سے دھنگ زرائے میں وہ بہتر جانتے والا ہے۔ عربی لفظ میں وحی کے معنی چھپا رکھنے کے، میں۔ اختفاء اور اشاروں اور کناوٹ میں چھپا کر بتانا سکایا ہے۔ قرآن کو روح سے تعبیر کیا ہے کہ روح الامین نے اسکو آسمانوں سے زمین پہنچا ہوا ہے۔ مقصود یہ کہ قرآن ہی اللہ سے راستِ لفٹگو اور باتِ چیت کا ایک واحد ذریعہ مومن کے پاس ہے۔ جب بھی مومن قرآن سے تکلوٰت کر لیتا وہ راست اپنے خدا سے ہمکلام ہو گا۔ اور غیبت کے مضمومین خیالِ ذہن میں، دل میں اترتے جائیں گے۔ جو مردہ دلوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔ انسان کے اندر انفس کی اصلاح اور تربیت ہوتی رہتی ہے۔ اللہ کا نور دل میں اترتا رہتا ہے۔ اللہ کی معرفت حاصل ہوتی جاتی ہے۔ جب بندہ مومن رات کو تجدید کی تہائی میں دنیا کی خامشی میں قرآن کی تکلوٰت کرتا رہتا ہے تو اللہ زمین اور آسمان کے سارے جمادات اشادتا ہے۔ اور خود وہاں قرآن پڑھنے والے کے ساتھ ہمکلام ہو جاتا ہے۔ یہ کیف و سرور یہ خمار و لذت و ہی خوب جانتا ہے جو کو خدا سے کوئی ہوتی ہو۔ اسکی نیندیں، اسکی راتیں، اس کا خواب و خیال سب اللہ کے لئے اللہ کی یاد اور ذکر کے لئے ہے۔ اللہ بھی اس کو دن راتِ جمادات کے اندر باہر اپنی نشانیاں دکھاتا رہتا ہے یہ ہے آیات اللہ کی اصطلاح۔

قرآن مجید نے دو آیات سامنے رکھدی، میں ایک کتابِ حکم اور دو سرمی عقتن اللہ کے رسول کی پوری زندگی سامنے کھملی ہوئی ہے۔ انسان کی تربیت کے دو نظریے اور عملی تربیت کے نموئے سامنے رکھدی ہے، میں۔ یہ اللہ کی بڑی نشانیاں، میں۔ آیاتِ اللہ ان کو کہا گیا ہے۔ انسان اپنے انفس میں غور کرے اور انسان اپنی غذا پر غور کرے جو وہ کھاتا پیدتا ہے اور صحت و تندیقی قائم رکھا ہوا ہے۔ کھجوری فصل، انانج، لذیذ پسل خوش رنگ خوشبو پھول زیتون انجیر انگور اتار کھجور اور جانوروں کا جارہ سویشی کے تھنوں سے دودھ کی دھاریں اور ان کا گوشت کیا یہ سب نعمتیں انسان کو اپنی طرف توجہ غور و فکر کے لئے دعوت نہیں دیتے؟ شد کی کھی کے اوپنی اوپنی شاخوں اور چھانوں پر شد کے پھتے چیزوں کے کام اور عقل، شد کے اندر شفاء کی تاثیر کیا ان کے بارے میں تم نے کبھی غور کیا ہے (آیت ۱۶-۲۸)۔

یہ قرآنی آیات اللہ کی دعوت دیتی ہیں۔ انسان کے عقل اور اک و شعور سے پوچھتی رہتی ہیں کہ کیا تم نے ان پر کبھی غور و فکر بھی کیا ہے۔ قوموں کی تاریخ میں قصصِ انبیاء میں عبرت کی داستانیں سنائیں اور تاریخ انسان کی تہذیب و تمدن قدیرم نے سب کچھ ان آیات اللہ میں قرآن کی وساطت سے بیان کر دیا ہے۔

اُن آیات اللہ ہی کی تحریر میں تفسیر کے لئے انسانی عقل و کاؤش نے اصولِ تفسیر و حدیث، اصولِ حدیث مصلحتاتِ قرآن۔ اسماء الرجال۔ فی تجوید القرآن۔ قرأت کے اصول و روایت و روایت جیسی جیسی عملی موشکافیاں نکالیں جن کا علم مذہب سے محدود تھا۔ ضرورت ایک منظم علم کی اور تحقیق کی قرآن کی آیاتِ اللہ کو انسانی خذگی سے ہم آہنگ کر کے اس کو عمل پر منتظر کرنے کے فن کی تھی۔ کہ قرآن کا فیض عام ہوتا۔ قرآن کی تعلیماتِ عام ہوتیں۔ قرآن کے علم سے لوگ استفادہ حاصل کرتے۔ کیونکہ قرآن علم کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ غور و فکر کی دعوت دتا ہے۔ تحقیق و تدوین کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ باضی میں علم کم تھے مگر ان کا علم، مطالعہ، متابہ و سُوت تظریب کچھ محدود تھا۔ وہ علم سے زیادہ نفس اور ایمان کی دولت سے، سادہ دل مسلمان ہو گئے۔ اور اللہ کے رسول کے فن بلاغت و فصاحت میں مانے جانے تھے مگر ان کا علم، مطالعہ، متابہ و سُوت تظریب کچھ محدود تھا۔ وہ علم سے جو کہا جو بتایا اس پر بغیر دیکھنے سوچے سمجھے "آمنا و صد قنَّا" کہدیا۔ کلمہ لا الہ بڑھ لیا تا اور اسی کلمہ پر قائم داعم رہے۔ یہ علم و تفہیم۔ تفہیمِ حکم ہی تھا جس نے علم کی بنیادوں کو مصبوط کیا۔ علم بغیر نفس و ایمان کے نامکمل اور تاپید ہے۔ علم آیاتِ اللہ علم الکتاب ہے۔ یعنی وہ علم کہ تا جو مسلمان دانشور۔ مفکرین، فلسفی، نکتہ و انوال نے تصوف۔ تفسیر۔ حدیث کے قالب میں کچھ محدود کر دیا تھا جبکہ مغربی مفکرین و اخواروں نے اسی علم کو پلیغدا ہو۔ قطبہ غزنیاط لور اندرس کے کتب خانوں کے استفادہ کیا کہ سارے علومِ اسلام، علومِ مغرب کی طرف منتقل ہو گئے۔

باتِ علم و تفہیم کی ہے۔ باتِ ایمان اور اسلام کی ہے۔ باتِ امتِ مسلم کی تیراث کی حفاظت اور اس سے استفادہ کی ہے۔ علم کی کی تیراث نہیں ہے۔ علم معرفت ہے۔ جس نے آگے بڑھ کر یہ جامِ معرفت اٹالیا وہ اس سے شیراک ہوا۔ علم حضرت آدم طیبهم کو عطا ہوا تھا۔ اولوں آدم کی تیراث میں دیا گیا۔ حضور ﷺ نے علم سیکھنے کی بات بھی، اور علم سیکھایا۔ علم کی فصیلت و علکت کمال وہ سر کو مسلمانوں میں عام کرنے اور قرآن پڑھنے کی طرف بار بار توجہ ڈلانی کہ آیاتِ اللہ، اللہ کی کتاب سے سیکھیں۔ تفسیر کائنات کا علم

حضرت مسیح اعلیٰ نے دیا۔ سورج کی شب کہ کے مقامِ حلم میں محوِ خواب تھے کہ بارگاہِ ضادِ اندیشے سے طلبی ہوئی۔ جب تک سل امین حاضر ہوئے فرمایا "سبحان اللہ ذی فرض علیک القرآن لراول الی معاو" ۵ (آیت ۲۸-۸۵) آپ زمین سے عرش کی طرف روانہ ہوئے۔ سدرۃ المنتهى پر چھوئے۔ قابض قوسین اداوی کی بلندیوں میں عرش وائے سے ہمکلام ہوئے۔ "یازارغ البصر و ما طفی" نہ آن کی اس وقت آنکھیں جھکیں اور نہ جو دیکھا وہ دھوکا تھا۔ مغربی عظیم دانتے نے اس پر ڈیوان کامیڈی کی نظم قلبیند کی۔ یورپ میں اس کا جوچا ہوا۔ یہ آدم کی اولادی تھی جس نے اپنے جدِ اجد کی یاد کو طرحِ طرح سے دنیا کے سامنے تازہ کر دیا۔ خاکی آدم جوزین کی مشی سے اوپر جا کر آسمانوں میں سخنیت کیا گیا تھا اور پھرِ مصلحتِ خداوندی کے تحت آسمانوں سے زمین پر آتا را گیا تھا۔ اسکو اسکی اولاد کو اسکی نسل کو قیامت میک اسی مشی کے اندر رہنا ہے۔ اسی میں زندگی گذاری اور اسی مشی میں دفن ہوتا کہدیا گیا ہے۔ اسکی تمثیل میں خدا کا آخری شبی سورج کی شب اسی کی تجدید میں اپنے مادی جسم کیا تھا۔ خلائی سفر کرتا ہوا اوپر عرش تک جا پہنچا۔ اور پھر عرش سے زمین پر واپس آیا۔ وقت اور فاصلہ، زمان و مکال سب تمہم پکھتھے۔ اسی کی نویش تھی جو آج انسان کے لئے خلائی سفر آسان بنادیا گیا ہے۔ یہ انسان کے علم اس کی جدوجہد و تحقیق میں کی مہارت کے نتیجے میں یہ عمل میں آیا جبکہ اسکی تحریک، اس کا خیال، اس کا منصوبہ اور مفروضہ شبِ سورج میں قرآن نے نظری اور عملی دونوں طریقوں سے پندرہ سو برس پہلے دنیا کے آگے پیش کر دیا تھا۔

یہ نظریہ قرآن ہی تھا۔ آیات اللہ ہی کی تکمیل تھی کہ سورج انسانی جسم و جان کیا تھے تھی جو آج ممکن لظر آتی۔ مغرب نے آج اپنے علم سے معلوم کیا مگر مسلمانوں نے اپنے ایمان و یقین سے بہت بھلے معلوم کر لیا تھا۔ کہ یہ انسان خاکی ضرورتے زمین کی مخلوق ہے۔ اگر اس کا غنتیا اوپر آسمانوں میں ہے تو وہ سی و کوش کرے تو علم و یقین کی مہارت سے خلاؤں میں، سیاروں میں اپنی کھنڈیں پیمنک سکتا ہے۔ اور مسلمان آیات اللہ کی روحانی سفر پر خلاؤں اور آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے۔ مولانا روی نے اسی ہی ایک سیر کرائی۔ علامہ اقبال نے اس روحانی سفر کا حال اپنی لطم میں قلبیند کیا جو دانتے کی ڈیوان کامیڈی ہی کا پرتو ہے۔ انسانی عظمت کی بلندی اس کے ایمان و یقین کی سورج روحانی ہے۔ عالم بشریت کی زندگی ہے گردوں اسکی حقیقت آیات اللہ میں دیکھو۔ انسان کو بکھر دو زائل سے سکلا دیا ہے۔ بتا دیا گیا ہے۔ مکاشفاف کا پروہ انسان کے خیال و ذہن سے اٹھا دیا گیا، اللہ کا بندہ سے

رَأَشتَ تَعْارِفَ كَرَأْيَا گِيَا۔ اللَّهُ اور بندے کا رشتہ قائم کر دیا گیا ہے۔ قرآن کی تعلیمات و تخلیقات کی آیات حُمَّم کی ساتھ سوْرَتُوں میں تسلیل سے بیان کردی گئی ہیں۔ علم و معرفت کی تمام نعمتیں مکمل کر دی گئیں ہیں۔ اب اس کے بعد نہ کوئی نبی اور اللہ کا رسول آئی گا۔ اور نہ اللہ کی کوئی کتابِ حدایت نور ہی آئی گی۔ اُستَ مُسْلِم کو خیرات کا تقب دیکرہتی دنیا تک اسلام کی سیادت اور آیات اللہ کی تعلیم کا اسکو خوگر اور حادی بنادیا گیا ہے۔ جو کچھ سیکھنا ہے اور حاصل کرنا ہے، وہ اس کتاب سے سچے جو کچھ حدایت اسکو ملنی ہے اسی کتابِ حدایت سے لے گی۔ اس کی زندگی اور اسکی موت کے سائل کا حل اسی کتاب میں درج ہے۔ اسکی دنیاوی کامیابی اور آخری جہالتی کی کلید بھی اسی کتاب کی آیات اللہ میں رکھدی گئی ہے۔ کتاب پڑھو صاحب کتاب، ختم الرُّزْبَ و ختم الرَّحْمَن کی سنت کی پیروی کرنیوالے بن جاؤ۔ رسم حدایت و نور ہے اسی سے دوستی اس سارے عالم میں ہے۔ اسی کی روشنی میں حدایت ملاش کرو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حُمَّمٌ وَالْكِتَابُ الْمُبِينُ ۝ إِنَّا جَعَلْنَاهُ فِرْدَانًا حَوْرَبِيًّا لِّلْعِلْمِ

نمبر ۳۳۔ سورہ الزخرف

قرآن کریم آسانوں کے لوح محفوظ میں کس طرح تسا اور کس زبان میں لکھوا کر محفوظ کیا گیتا۔ کوئی نہیں جانتا۔ صرف اللہ جانتا ہے۔ اہل مکہ عرب کے لوگوں کے جانتے پڑھنے اور سمجھنے کے لئے ان کی زبان عربی میں اسکو نازل کیا گیا ہے۔ پچھلی سورت میں بتایا گیا کہ آسانوں کے مالک کی زمین کے رہے والوں سے مخاطب تک کے تین طریقے ہو سکتے ہیں۔ ایک وحی روحی۔ فرشتے کے ذریعہ۔ دوسرا وحی قلبی۔ رہنماء حب کے ذریعہ سے تیسرا وحی مثالی۔ مومن کے دل کی سرفت کے ذریعے۔ قرآن مجید فرقان حمید تمہارے ہاتھوں میں رکھ دیا گیا ہے۔ چوتا ہم ہے۔ جو چوتا تعاریجات اشارہ ہے۔ وہ ہے امر رب کا جان لینا۔ پہچان لینا کہ اللہ کی مصلحت اور منشاء اور مرضی کیا ہے۔

یہ قرآن اور اسکی آیات مردہ دلوں کے لئے زندگی اور آیات شفاء ہیں۔ گھر اہ جاہل لوگوں کے لئے راہِ بدایت اور صراطِ مستقیم ہے۔ اس کے پڑھنے سے قبروں کے مردے بھی انتہستہ ہیں۔ بیماریوں میں شفاء ہے۔ جو کچھ ہمیں اس دنیا سے لینا ہے اسی کتاب سے لو۔ وہ سب کچھ اسی کتاب ہی میں ملے گا۔ اس کو صبح و شام پابندی سے پڑھتے رہنا۔ یہ قرآن عرش غنیم پر لکھا ہوا محفوظ تھا۔ اللہ کی نشانی معجزہ بنانے کے آسانوں سے بڑے اہتمام سے زمین پر ایک مبارک رات کے فصلے کے نتیجے میں اتارا گیا ہے۔ اسکے نزول کی اہمیت ضرورت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ یہ دنیا کے ساری علوم کا سرچشمہ ہے وہ جو علوم جوزمانہ کے ساتھ ضروری اور اہم ہیں اور جوزمانہ کے ساتھ ترقی یافتہ نہیں لیجادات اور انسانیات سے آئندہ دریافت ہو کر رونما ہوں گے۔ زبان کا ارتقاء انسانی عقل و فکر اور سوچ کا ارتقاء ہمیشہ آگے کی طرف روائی دوائی اور تدرست کے سر بستہ رازوں کو تلاش کرنے میں لگا ہوا ہے۔ قرآن نے ان سارے حکوم کے اشارے و معلومات اور عقیدوں کی گریں کھوکھ کر رکھدی ہیں۔ وہ سب کچھ اس میں ملے گا جو قیامت تک انسان کی ہدایت و نصیحت کے لئے ضروری ہو گا۔

اگر یہ کتاب لوحِ محفوظ سے زمین پر نہ اتاری جاتی تو ساری انسانیت گمراہ ہو جاتی۔ زمین پر خل و غارت گری۔ فتنہ و فاد میں انسان حد سے گذر جاتا اور نہ معلوم شیطان کی حدود سے بھی رکتنا آگے نکل جاتا۔ یہ اللہ کی صینِ حکمت اور حکمت تھی جو کتاب اتاری گئی۔ تدرست کے سر بستہ رازوں کو غبت کے علم کو آشکارا کیا گیا۔ سمجھایا گیا کہ اللہ کیا ہے۔ یہ کائنات ہستی رکیا ہے۔ آدم کی سرگذشت کیا ہے۔

ابراهیم عليه السلام کا وہ پہلا بندہ تھا جس نے اس اللہ کی تلاش و جستجو میں عقل اور فکر کو کام میں لایا اور اللہ کو پہچانا تھا۔ یہ توفیق اور ہدایت اور سجدہ بوجہ اللہ ہی نے اس کو عطا کی تھی۔ یہ دھی دین ابراہیمی ہے جو محمد ﷺ نے آئے۔ قرآن بھی اللہ کی آخری کتاب ہے۔ جو دین اسلام کی ہدایت و نصیحت کرنیوالی قیامت تک باقی رہے گی۔ اللہ کا آخری نبی آخری رسول اس دنیا میں اب نہیں رہا اور نہ کوئی نبی آئیوالا ہے۔ صرف یہ کتاب ہدایت باقی ہے اور کھلی ہوئی ہے۔ جس کا جی پا ہے اسکو پڑھے۔ غور کر کے عمل کر کے ہدایت کھلی ہوئی عام ہے۔ ہدایت اندر سے قلب و ذہن سے ملتی ہے۔ ایمان اور یقین سے ملتی ہے۔ عقل سے علم سے نہیں ملتی۔ وہ لوگ جو علم سے عقل سے قرآن کو جاننا سمجھنا چاہتے ہیں اور قرآنی آیات سمعی و مفہوم میں بُث و دلائل لاتے ہیں وہ معتبر کہلاتے ہیں۔ اسلام میں اعتزال کی نہ

گنجائش ہے اور نہ عقل سے دین سمجھنے کی کوئی بات ہے۔ یقین کر لینے اور ایمان بالغیب اور یقین آخرت دین اسلام ہے۔ جو لوگ مستقی کہلاتے ہیں اور خلوص قلب و ذہن سے اللہ پر یقین آخرت کا یقین رکھتے ہیں ان کو قرآن پڑھنے کا فائدہ ہوگا۔ قرآن کی نصیحت وہ دامت کام دے گی۔

اللہ نے انسان کے لئے یہ کائنات پیدا کی اور ساری نعمتیں پھیلادیں کہ انسان اس سے فائدہ حاصل کرے زندگی قائم ہو۔ آسمانوں سے بارش، بادل، بجلی چمک بیج کر زمین کو رز خیز و سیراب کیا۔ رزق مخلوقات کو پہونچایا کہ کھائیں اور شکر بجالائیں۔ حیوانات کے اندر نشانیاں ہیں ان سے کام لو۔ ان کو استعمال کرو۔ ان کا دودھ پیو بچوں کو پلاو۔ ان کا گوشت کھاؤ۔ قرآن نے صاف صاف بتایا کہ کیا کھانا ہے کیا نہیں کھانا ہے۔ کیا حلال جائز اور کیا حرام اور ناجائز ہے۔ اللہ کا نام لے کر حلال کرو۔ نسم اللہ کہہ کر کھاؤ۔ قرآن نے کھول کھوں کر بتایا کہ اس دنیا میں رہنا ہے تو کیا کرنا ہے۔ اور کیا نہیں کرنا ہے۔ کس طرح رہنا ہے۔ پاکی صفائی و سُحرانی سے رہنا ہے صاف عقیدہ کے ماتھ رہنا ہے۔ غسل اور وضو کا طریقہ سکھایا۔ بحاست گندگی تاپاکی سے پاکی سُحرانی کا طریقہ سکھایا ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرو جب سکھایا۔ پیش بھر کھاؤ تو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ اللہ کا ذکر حمد و شنا کرو۔ مصیبت، مشکل بیماری لجاجاری میں صبر کرو۔ ہست سے عمل سے کام لو واللہ کا سہارا پکڑو۔ نماز بہترین عبادت ہے۔ اللہ سے رشتہ تعلق جوڑے رکھنے کی ضرورت ہے۔

اللہ نے انسان کے فائدے کے لئے جوڑے جوڑے نہ اور مادہ بنائے کیونکہ ایک کی دوسرے کو ضرورت رہتی ہے۔ آپ میں مختلف جنس مل کر محبت سے رشتہ کس طرح جوڑیں اس کا طریقہ قرآن نے سکھایا۔ دنیا میں تکر سجدہ، عبادت بندگی۔ نیاز۔ مراد منت صرف اللہ کے نام کی ہوگی۔ دوسرے کسی کی قطعاً نہیں ہوگی وہ شرک ہے، کفر ہے، گناہ کبیرہ ہے۔ دنیا کی ساری نعمتیں اللہ کے نیک مستی لوگوں کے لئے ہے۔ اللہ کو خلوص دل سے یاد کرنیوالوں کے لئے اللہ نے اپنی حکمت اور مصلحت سے دنیا میں اپنی نعمتوں کی تقسیم کی ہے۔ دولت کی تقسیم، رزق کی تقسیم، سب اسکی بنائی ہوئی تھی تیریں۔ پیمانے ہیں وہ مصلحت حکمت سے بناتا ہے۔ اللہ جاہتا تو ہر ایک کو بے حساب رزق دے دتا۔ اور بے حساب دولت دتا۔ سونا چاندی ہیرے جواہرات کے گھر چار دیواریاں۔ جھرو کے زینے چوٹھیں۔ سحرے چھت سب کچھ ڈھیر لگاتا۔ اسکی قدرت میں کسی چیز کی کمی ہے۔ قرآن

نے قوم سما والوں کی ملکہ سما بلقیس کے تخت کی اُن کی دولت، سونا چاندی، ہیرے جواہرات کی کثرت کی مثالیں سُنائیں کہ اُن کا کیا حال ہوا۔ اُن کا انعام مُعروف و نجوت اور نافرمانی و سرکشی، بغاوت، ناشکری پر ختم ہوا۔ یہ دُنیا کی زندگی اور رونق زست، مال دولت، اولاد جائیداد کی رمل بیل ہے۔ یہ سب فریب اور دھوکہ ہے۔ اور بہت جلد ختم ہو جانیوالی ہے۔ اصل زندگی کا خرمت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے۔

یہ زندگی ایک سفرِ حیات ہے۔ پیدائش سے اور مہد سے تک ایک سفرِ مُسلسل ہے۔ سافر کی طرح اس دنیا میں رہنا ہے۔ مسافر کی طرح سفر گرنا منزل کا پتہ لگانا سفر کا زادراہ ساتھ لے کر چلنا ہے۔ بغیر منزل مقصود کے سفر کے کوئی معنی نہیں۔ راشتھے میں بمحکم جاؤ گے۔ قرآن مثالیں دستا ہے۔ خشمگی کا سفر اختیار کرو تو اللہ کو یاد کر کے چلو۔ سفر کی دعا ساتھ رکھو۔ اللہ کے رسول نے مکہ سے مدینہ بہرت کی تو دوران سفر، بہرت کی وہ دعا اللہ نے جو سکھائی وہ پڑھتے تھے۔ سُنَّةِ رَسُولِكَ اسْفَرَ اخْتِيَارَ كَوْ تُوْ كُشْتِيْ كَسْفَرَ كِيْ دُعَا حَضْرَتْ نُوحَ مُبَطَّلَمَ كِيْ وَهُ دُعَا تھی جو وہ ساتھ رکھتے تھے۔ ہوا فی جہاز کا سفر شروع کرو تو قرآن نے جو دعا سکھائی وہ یاد رکھو۔ تاکہ اللہ کی رحمت اور مدد سفر میں ساتھ رہے۔ "سُجَّانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا مَوَانَةً لَهُ مُقْرَبُينَ ۝ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَبِّنَا لَمْ نَتَقْلِبُونَ ۝" (۱۲ آیت)

قرآن موسی کو زمین سے عالمِ ارواح تک سفر کرتا ہے۔ ”روح منْ امرنا“ سمجھا گیا۔ یہ جسمِ مادی سواری کی ہوائی جہاز کی شال ہے۔ روحِ مسافر ہے جسم کی سواری پر سفر میں ہے۔ اس کی منزل اوپر آسمانوں میں علیم ہے۔ جنت ہے آدم کا یہ وارث بنایا گیا ہے۔ اللہ کے پاس اس کو جانا ہے۔ جب روح قبضہ ہو گی تو سید ہے آسمانوں میں پہنچانی جا سکتی۔ ہم اس دنیا میں جب تک زندہ ہیں حالتِ سفر میں دنیا میں ہماری منزل آخرت ہے۔ یہ زندگی سفر میں ہے۔ اور سفر کا زادِ راہ ساتھ ہونا چاہیے۔ نیک اعمال و عملِ صالح ایمان، بالغیث یعنی آخرت، قوبہ اور استغفار جس طرح جہاز کا پائیٹ منزل سے قریب آ کر بدایات و دعا ہے کہ بیٹ پاندھ لو۔ سید ہے ہو جاؤ منزل پر پہنچنے والے ہیں۔ اسی طرح عمر کی آخری محاذیاں خبردار کرتی رہتی ہیں کہ اب بہت تھوڑی سی رہ گئی ہے۔ آخرت کی فکر کرو۔ زادِ راہ کی تیاری کرو۔ تھوڑی دیر کے بعد چنان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے صبیب پاک کو بھی اُسکی خبر دی تھی اور بدایت کی تھی کہ میرے صبیب! تم ہمارے پاس آنے کی اب تیاری شروع کر دو۔ تمہارا مقصد حیات پورا ہو گیا۔ تم نے اپنا فریضہ تبلیغ برہمی محنت سے پورا کر دیا۔ ”اذ اجاہ“

وَاسْتَغْفِرَةً إِنَّهُ كَانَ تَوَابًا ۝۔ زَكِيٌّ مَنْزَلَ آجَائِيٍّ وَإِسْرَارُهُ بُورَثٌ پَرَّ اَرْجَائِيًّا۔ زَكِيٌّ اَبْحِيٌّ بَانِيٌّ وَدَلْكَهُ سَفَرٌ پَرَّ رَوَانَهُ ہُدَگَا۔ اِسْ طَرَحِ جَسْمٍ اُورَ رُوحٍ کَا سَافِرٌ سَفَرٌ سَرْخَصٌ پَاتَ اَجَاءَيَگَا۔ ”وَإِنَّا إِلَيْ رِبِّنَا الْمُنْتَقِبُونَ“

سورت کے دو سرے رکوع میں ان باطل عقائد کی تردید کیجا رہی ہے جو اس وقت عام تھے۔ لوگ آسانوں میں فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں تسلیم کئے ہوتے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کے کاموں میں ہاتھ بٹاتی رہتی ہیں۔ لہذا ان سے مُتَرَبٌ ہو کر اور وشیلہ تلاش کرنے کے لئے فرشتوں کی پرستش کرنے لگے تھے۔ اس کا جواز وہ باپ دادا کے رسوم و رواج میں تلاش کرتے تھے کہ پھٹے وقتوں سے ایسا ہوتا ہوا آیا ہے۔ اور حکم کی پابندی سماج اور معاشرہ کی ضرورت ہے۔ پانچوں رکوع میں حضرت موسیٰ مبلغؐ کے حالات بیان ہوتے ہیں۔ جہاں حق ہمیشہ باطل پر کامیاب رہا ہے۔ انسانی فطرت برمی جھگڑا لو۔ بحث مباحثہ کرنیوالی جھگڑے کرنیوالی اور لپسی بائث منوانے والی ہوتی ہے۔ قرآن نے پھملی تمام قوموں کے واقعات پھٹے انہیاء مبلغؐ کے حالات سب ایک ہیے برسوں سے طے آرہے ہیں سنائے ہیں۔ کفار کہ اور سردار ان قریبیں اگر اللہ کے رسول کی دشمنی اور قرآن کی مخالفت کرنے پر آمادہ رہتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اسلام کی دعویٰ، حق و صداقت والی دعویٰ ہے جکاجی چاہے قبل ج کرے۔ جبڑا اور زور ظالم و زیادتی کی پر نہیں ہے۔ پیغمبر ﷺ کی تعلیم اللہ سے متعارف کرانا ہے۔ اللہ سے بنڈہ کا رشتہ جو گلنا اور اس کو دن رات قائم رکھنا ہے۔ اللہ کی اطاعت اللہ کے رسول کی اطاعت اور پیروی دین اسلام کا طریقہ ہے۔

ساتوں رکوع قیامت کے بارے میں ہے۔ یوم الحساب یقینی سے تسب کا حساب اور ساری نعمتوں کا حساب لیا جائیگا۔ نیک اور بد الگ الگ کردیے جائیں گے۔ اللہ کی پر ظلم اور زیادتی نہیں کرنیوالا۔ اللہ کی عدالت میراث ان پر سارے اعمال وزن کر کے دکھلانے جائیں گے ہر شخص اپنا آپ کیا ہوا دیکھ لے گا۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنی ذات میں بے نیاز اور لا شریک ہے۔ اکیلا عرش کا مالک ہے۔ اسی ایک اللہ کی عبادت بنڈگی کرتے رہو۔ کسی کو اس کا شریک مت بناؤ۔ اللہ کو اپنے عمل اعمال سے راضی رکھو۔ جب اللہ تمہارا دوست والی ہو جائے گا تو پھر اس دنیا میں کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اے اللہ کے حبیب تم اپنا کام کرتے رہو۔ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ تم کسی

تمہارے ساتھ میں۔ جنہوں نے اللہ کی ہدایت کا انکار کیا عتریب تم دیکھ لوگے ان کا انعام۔ ہم تمہاری حیات ہی میں تم کو دکھلانے گے۔ تمہارے یاتھوں اللہ کا عذاب ان پر آئیوالا ہے۔ وہ عتریب تمہارے یاتھوں قتل ہوں گے۔ تم ان کی لکر نہ کرو۔ تعالیٰ اللہ پر چھوڑ دو۔ تم اللہ کے ہور ہو۔ اللہ کی عبادت بندگی اور ذکر میں رہو۔ تم اللہ کے راز دان ہو۔ اور اللہ کے حکم کے راز تمہارے اور پرکھبل دینے کئے میں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمْ ۝ وَالْكَتَابُ اَلْمُبِينُ ۝ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لِيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كَنَا مُنذِرِينَ ۝

نمبر ۳۴۳۔ سورہ الدخان۔

ملکہ اعلیٰ آسمانوں میں جب اللہ کا فیصلہ ہوا کہ عرش کی لوح محفوظ کی لامات کو زمین پر ایسا رہا جائے تو پہلے اس جگہ کا، قطعہ زمین کا انتخاب بھی کرنا تا جہاں نزول قرآن ہو گا۔ کہیں اس کے وزن سے زمین نہ شیش ہو جائے اور نہ دبت جائے۔ رحمتوں کا آسمان سے نزول زمین پر کوئی معمولی بات نہ تھی اور پھر زمین کے یہ فیض سماں کہ عرش کی لامات کی وہ خدا رہراںی جائے۔ وہ قطعہ زمین جہاں حضرت اس عمل پریدا ہوئے جن کے قدموں کے نیچے جنت کی نہروں سے ایک نہر نکال کر جہاں پہونچا سمجھی تھی۔ اور جہاں بی بی ہاجره کے صبر و استحکام کا امتحان لیا گیا تھا۔ جہاں مقام محمود سے ہمیں ععودی قادرے کی تعریف کی بنیاد پر کمی گئیں تھیں۔ جہاں جنت سے ہجر اسود ایسا رکھا کر لیا گیا تھا۔ ابراہیم مبلغہ کے متعلق کو یادگار رکھا گیا تھا۔ دین اسلام توحید کی پہلی بنیاد جہاں رکھی گئی تھی وہی وادی اور اس کا غار حرامتیب کیا گیا تھا۔ جگہ کے انتخاب کے بعد اس وقت کا انتخاب بھی ہونا تھا اور اس رات کی تلاش تھی جو شب برات کے لئے مخصوص تھی۔ چنانچہ قرآن سمجھتا ہے کہ ”اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لِيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كَنَا مُنذِرِينَ ۝ فِيهَا بَقُرْقُلُ اَمْرِ حَمْ ۝ اَمْ اَمْنٌ عَنْدَنَا اِنَّا كَنَا مُرْسِلِينَ ۝“ رحمۃ من ربکت۔

تما۔ کوہ طور پر وادی طوی کا درخت شعلہ نور بن کر جل اٹھا تھا۔ پھر پر جب یہ امانت اتاری کئی تو وہ جل کر خاکستہ ہو گیا تھا۔ موسیٰ مطیعہ بیشوں ہو کر گرپڑے ہے۔ سورہ الشراء قرآن کی ۳۲ ویں سورت کی آخری آیات میں ذکر ہے۔ "اگر ہم اپنی عرش کی امانت قرآن کو رکی ہمار پر اتار لے تو وہ اللہ کی تجلی کے زور بیت سے ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ ہو کر پاش پاش ہو جاتا۔ یہ بات مثال کے طور پر کہی جا رہی ہے۔ تاکہ لوگ اس میں خور گری۔" - سورہ الحزاب قرآن کی ۳۳ ویں سورت کی آخری آیت ۲۷ میں فرمایا گیا۔ "إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَاتَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجَنَّالِ فَابْيَنُوا مَمْلَكَاتَكُمْ وَحَمْلُوا الْأَرْضَ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جُهُولًا" ۵ یہ شک ہم کو یہ امانت آسمانوں سے زمین پر پہوچانا تھا۔ زمین پہاڑت نے اس کے اٹھانے سے معدود ری اور لپنی کمزوری ظاہر کر دی تھی۔ لیکن انسان نے آگے بڑھ کر اس کو اٹھایا۔ ساتا، جاہل اور نادان۔ معلوم ہوا کہ آسمانوں کی لوح محفوظ کی امانت کا زمین پر اترنا یہ قرآن کوئی معمولی کتاب نہیں ہے۔ کہ اس کی ناقدری یوں کیجاۓ۔ اس کے لئے اسقدر اہتمام کی ضرورت اور اہمیت کو ظاہر کیا جا رہا ہے کہ محمد ارسلان شہنشاہ کے فلب اہم مبارک پر اس کی ابتدائی پانچ آیات نہونہ لور اندازے کے مطابق نازل کی گئیں اور پھر اس کے اثر و نفوذ و فیوض کے سوارنے کے لئے پہلی وحی اور دوسری وحی کے درمیان ایک طویل وقفہ رکھا گیا تھا جو دور فترت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ نزول قرآن تھوڑا تھوڑا۔ موقع اور محل کی مناسبت سے اور ضرورت پر بات سمجھانے لور فیصلہ دینے کے لئے وقفہ وقفہ سے اتارا گیا تھا۔ اس طرح ۲۳ برس لگے اس قرآن کے مکمل ہونے میں یہ ایک بہت بڑا معجزہ تھا۔

لیلۃ المبارکہ جو آنسیوالی متین کیجا رہی تھی اس رات لیلۃ البرات ماہ شعبان کی ۵۵ ویں شب اور شب تقدیر کی ۷۰ ویں شب کے وقفے میں نیصہ ہو رہا تھا ان دونوں کے درمیان چالیس راتوں کا فاصلہ رکھا گیا ہے تاکہ اُست محمد می چالیس راتوں کا ایک چلہ راتوں کی نیزی عبادت اور روزے رکھ کر اسکی تکمیل کرے۔ یہ ہدیہ تھا نزول قرآن کا۔ حضرت موسیٰ مطیعہ کو جب کوہ طور پر ہمکلامی کا شرف عطا ہوا تو ان کو امتحان سے گذرانہ گیا تھا۔ جب وہ کامیاب اور مستحق نبوت قرار دیئے گئے تو باری تعالیٰ نے انہیں چالیس راتوں کا چلہ پورا کر کے آنے کی ہدایت کی تھی۔ قرآن نے ساتویں سورت اعراف کی آیت ۱۳۲-۱۳۳ میں اس کا حوالہ دیا ہے۔ "وَعَدْنَا مُوسَىٰ شَتْرِينَ لِلَّهِ الْتَّمِسْخَ بِعِشْرِ فَتْمَ سِيقَاتٍ رَبَّهُ أَرْبَعِينَ لِلَّهِ" ترجمہ: ہم نے

ہے۔ وہ آن مجید بھی آسمانوں لی امانت اور صحیفہ آسمانی ہے۔ توریت ہی کی طرح آسمانی کتاب ہے۔ بھلا اس کے لئے وہی یہی شرط لازم کیوں نہ ہوتی؟ لیکن فخریت سو سوی اور توریت اور قرآن اور شریعت محمدی میں بڑا فرق یہ ہے کہ اللہ نے اپنے رسول موسیٰ ملائکم سے یہ پابندی اور شرط پوری کرانی تھی جب کہ آخری رسول رحمت کی امت مسلمہ سے یہ شرط پوری کرانی گئی۔ یہ افضلیت اللہ کے رسول اور رسول اللہ کی امت دونوں کے پوری کرانی تھی کیونکہ مسلمان شعبان کی چودھویں شب پندرہ شعبان لیلۃ البرات میں روزہ رکھتے ہیں ساری رات عبادت اور نفل نمازوں میں ذکرِ حاذکار میں گذارتے ہیں اور یہ سلسلہ ماہ شعبان کی پندرہ تاریخ سے شروع ہو گراہ رمضان کی ۲۶ ویں تاریخ ستائیوں شب چالیس دن تک ایک چلہ پورا کرتے ہیں۔ اس دورانِ رمضان کے روزے نمازوں اور تاریخ کی بیحیات سے سب کچھ اسی شرط کی پابندی کرانی لئیں اور اس طرح ستائیوں شب نزول قرآن کی ابتداء ہوتی۔ اللہ کی تخلیقات کا نزول شروع ہوا۔ اس رات کی یاد میں ہر سال فرشتے بے حساب آسمانوں سے لیلۃ التقدیر میں زمین پر اتارے جاتے ہیں کہ اللہ کے نیک اور مستحق صلح روزہ دار بندوق سے مصافحہ کریں اور آن کو جنت کی بشارت دیں۔ ان کے گناہوں کی مغفرت اور بخشش کی سفارش کریں۔ شبِ قدر ہزار راتوں سے افضل رات ہر سال مسلمانوں کے لئے ایک نعمت و سعادت ہے۔ جہاں رحمتوں کی تھیں میں ان کا حصہ رکھا گیا ہے۔ انہوں نے چالیس راتوں کی پابندی پوری کی۔ ہر سال مسلمانوں کے لئے ماہِ رمضان سے ماہ شعبان کو ملا کر پنی عبادت اور اللہ سے قربت اور تعلق کو قائم رکھنا ہے تاکہ ہر سال جب تک زندگی ہے رمضان کا جاند ریکھتے رہیں گے اور روزوں کا استمام قرآن کی تلوث اور راتوں کی نمازوں کی بیحیات کی پوری پابندی ہوتی رہے گی۔ مسلمان کی مغفرت و بخشش کے سامان ہر سال ہوتے رہنگے۔ یہ قرآن کا وعدہ ہے یہ بات اس سورت میں اور آنسیوالی سورت لیلۃ التقدیر میں سمجھائی جا رہی ہے۔ حضرت موسیٰ ملائکم کو تیر آیات کی توریت میں تھی اللہ کے آخری رسول کو قرآن کی ایک سورت میں سورتوں کی چھ ہزار سے زیادہ کی آیات عطا ہوئیں جو ایک مکمل قرآن کی صورت میں ہمارے سامنے کھلی ہوتی ہے۔

قرآن علم کتاب ہے، مکتوب اتنا کی کتاب ہے۔ اللہ کا علم غیب ہے۔ آسمانوں سے زمین پر اتارا گیا ہے۔ امتِ محمدی کو سب سے بڑی نعمت سے نوازا گیا ہے۔ علم کے

ساتھ اُس کی فیوض و برکات میں انسان کے عمل کی خلوص کی خوبیاں اور نیکیاں شامل ہو جائیں تو وہ بہت بڑی دولت اور انعام بن جاتا ہے۔ جس کا شکریہ انسان ادا نہیں کر سکتا۔ دولت اور انعام وہ ہے جو لوگوں میں رسمیم ہو اور لوگوں میں بانٹی جائے۔ وہ علم ہی کیا جو لوگوں میں پھیلایا نہ جائے اور وہ نیکیاں وہ حسن و سلوک ہی کیا جس کا فیض اور فائدہ عام لوگوں میں دوسروں تک نہ پہنچے۔ جب تک انسان اس زمین پر زندہ ہے۔ قوتِ حیاتِ جسم کے اندر کام کر رہی ہے۔ اور وہ صحت مند اور سلامت ہے۔ تو پھر اُس کا فیضانِ علم۔ فیضانِ فطرت، اسکی اپنی ذات پر اُس کا اثر و کھاتا رہے گا۔ وہ نیک پاک و صاف عقیدہ کا۔ پاک صاف و سترہی زندگی کا۔ تزکیہ نفس اور شرافت کا، اعلیٰ اخلاق کا نمونہ نظر آئے۔ اللہ کی رحمت، قرآن کا فیضان، ایمان اور یقین کے اندر اُس کے قلب و ذہن میں اُس کی گناہوں کو تابیہوں، غلطیوں اور نقصان کی تلافی کرتی رہتی ہے۔ یہ زندگی سر اسر عمل ہے۔ جدوجہد اور حرکت مُسلسل کا نام ہے۔ انسان اگر اس کار ساز ہشی میں، دور تی محفلی شور و شرارے کی تیزی ترقی پسند ترقی یافتہ دنیا کے سمندر میں خود کو جھونک دے اور اسکی مخالف موجودوں کے ساتھ ہر وقت سبزد آذما لٹایا بھر مٹا با تھاپاول مارتا رہے۔ زندہ رہنے کی طلب اور خواہش اُس میں ہر وقت ایک نیا ایک نیا جذبہ اور ایک تازہ ایمان اور یقین پیدا کرتی رہیگی۔ پھر وہ اللہ کی رحمت اور اُس کے فیضانِ رحم بخش و مغفرت کے سہارے اُس کی ایمڈے کے مایوس رہ سکتا ہے۔

سارا قرآن اس کتاب کی تعریف سے براہمہا ہے۔ یہ قولِ فیصل ہے فیصلہ سنانیوالی رکتاب ہے۔

آیت ۳۸۔ سورہ ح میں ہم پڑھ آئے ہیں قرآن ذی الذکر ۰۵۰ نصیحتوں سے بھری ہوئی کتاب ہے للعالمین کے لئے آئی ہے۔ (آیت ۸۷)

آیت ۹۳ سورہ الزمر میں ہم پڑھ آئے ہیں۔ آیت ۲۳ سے ۷۲ تک۔

اللہ نزل احسن الحدیث کتبًا متشابهًا ماثلیٰ لکھر مُثہر
آیت ۲۵۔ سورہ الفرقان کی پہلی آیت نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا۔ وَإِنَّهُ
تَنزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۱۹۳) نَزَّلَ تَبَرُّ الرُّوحُ الْأَطِينُ عَلَى تَلِيكَ لِتَكُونَ مِنَ النَّذِيرِ (۱۹۴)
بلسان عربی میں (۱۹۵) و انواعی زبر الالوئین (۱۹۶) میں تکون میں نہیں (۱۹۷)

۵ ساراً قرآن کتاب کی تعریف تو صیف عظمت اور اہمیت ضرورت کو بیان کرتا ہے جو دن
ہے اسلام ہے ایمان ہے۔ زبور توریث اور انبلیں۔ یہ سب الہامی صحیفے۔ مناجات اور چند
اوراق کتاب تھے۔ مکمل کتاب کی شکل میں نہ تھے۔ یہ خاص طور پر ابلیں مکہ اور عرب کے رہنے
والوں کے لئے عرب قوم کے لئے ان کی اپنی زبان میں اشاری گئی جن کے پاس رسول سے
کوئی اہمی کتاب اور کوئی نبی کوئی پیغمبر اللہ کا ان کے پاں نہیں آیا تھا۔ اللہ نے اپنی محنت
ان پر پوری کر دی۔ اللہ کی حمد و شنا کے لئے عبادت اور بندگی کے لئے آسمانوں میں کیا
فرشتوں کی کمی تھی جو انسانوں اور جنات کو زمین پر اللہ کی عبادت بندگی اور حمد و شنا کے لئے
تلخیش کر کے ایجاد کیا؟

انسان کو صرف بعض عبادت اور بندگی کے لئے اللہ کی حمد و شنا ذکر و پیغام کے لئے
ہی نہیں احتراز گیا بلکہ اللہ کی لامائت لوح محفوظ کا اس کو حاصل بنانا تھا۔ اس کتاب پر عمل
کرنے والا بھی مقصود تھا۔ علم و حکمت علم غیرت آسمانوں کا زمین پر آشکارا کرنا تھا۔ یہ مقصد
پورا کرنے کا حق صرف انسان کو دیا گیا۔ اور اس کو مرتبت کیا گیا۔ انسان امین بنایا گیا اس
قرآن کا۔ اگر قرآن نہیں پڑھے گا اور نہیں سمجھے گا تو وہ خائن کھلانی گا۔ خیانت کا مرکب
ہو گا۔ انسانوں کی بدایت اور نصیحت کے لئے کتاب اشاری گئی ہے۔ جب دنیا میں انسان
نہیں ہوں گے تو قیامت آجائی گی اور قیامت سے پہلے اللہ اپنی اس لامائت کو واپس آسمانوں
میں اٹھائے گا اور توبہ کے دروازے بند کر دیے جائیں گے۔ رحمت و مغفرت، بخش و توبہ اور
مسافی دینے والی کتاب سے انسان معروف ہو جائیگا۔ پھر اس کا آخری مکانہ کھاں ہو گا۔ یہ ہر
انسان کے سوچنے اور خود و فکر کی بات ہے قرآن کا کام پہنچاونا ہے۔ بلاغ البرین ۰

قرآن کی معرفت "امر امن عندنا" ہے۔ اللہ کے تمام اعلیٰ فیصلے قرآن میں بیان
کر دیئے گئے ہیں۔ سارے امر حکم و احکامات اللہ کے قرآن میں بتلادیے گئے ہیں۔ قرآن اللہ
کا امر ہے۔ حکم ہے، بدایت اور نصیحت کی کتاب ہے۔ اسکو پڑھتے رہنا اس پر عمل کرتے
رہنا اللہ کا حکم ہے۔ کیا تم اللہ کے حکم کے خلاف عمل کرو گے۔ اللہ کے نافرمان بنو گے؟
سعیج لو تم ب کو بالآخر اللہ ہی کے پاس جانا ہے۔ قرآن سر اپار رحمت ہے برکت ہے اور
تم خود اللہ کی رحمت اور برکت سے دور ہو رہے ہو۔ آخرت سے ڈرو۔ آخرت کی کفر کرو۔
جب قیامت کا اعلان ہو گا تو اچانک ہو گا۔ آسمان پر گرم ہوائیں ہر طرف فضا کو اور ہو گی

پاش پاش ہو کر بکھر جائیں گی۔ مجھ سمجھ میں کسی کے نہ آئیگا۔ لوگ ایکدوسرے سے پوچھتے چھریں گے یہ کیا ہورہا ہے۔ زمین کیوں کا پرہی ہے۔ کائنات کیوں کمزوری ہے؟! لوگ مسحی ایمان والے اللہ کی طرف رجوع ہوں گے۔ اس کے آگے گڑھ لایں گے۔ پروردگار ہم تیرے ایمان والے بندے سون اور مسلمان بندے ہیں۔ تیری الطاعت کرنیوالے نمازیں پڑھنے والے زکوہ آدا کرنیوالے ہیں۔ پروردگار ہم سے یہ عذاب دوڑ کر دے ہم کو اس عذاب سے بچائے۔

اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے جب سرداران کے کی مخالفت، دشمنی اور فسراۃت دیکھی، مذاقِ لکھی بنانا ہر بات کا دیکھا تو اللہ سے دعا فرمائی تھی کہ انہیں ایک بلکا سعادت و دکھا دے۔ اللہ نے کہ پر قحط سالی کے آثار نمایاں کئے۔ آسمان پر گرم و خشک ہوا میں چلنے لگیں۔ آسمان دھنوں دھنوں دکھانی دینے لگا۔ باغ پھل ثرات سب لوگنے سے قحط زدہ ہو گئے۔ زرد ہو گر گرنے لگے۔ لوگ بھوک سے نہ ٹھال اور کھنڈر گھبرائے ہوئے ایکدوسرے سے پوچھتے پھر رہے تھے کہ یہ سب کیا ہورہا ہے؟! اللہ کے رسول کے پاس سرداران کہ آئے اور عاجزتی و خاکساری سے معافی مانگی، سخنے لگے آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ کے پیارے جیبَت ہیں ہم پرے یہ قحط کا عذاب دور کر دیں۔ اللہ سے دعا کریں اللہ آپ کی دعائیں سنتا ہے۔ ہم پرے یہ عذاب توثیل جائے، ہم ایمان لاتے ہیں۔ سرکشی بغاوت مخالفت سے باز آتے ہیں۔ اللہ کے رسول نے اللہ سے دعا کی کہ والوں سے قحط کا عذاب اٹھایا گیا تھا۔ قرآن کھبڑا ہے یہ ایک مثالی واقعہ تھا جو حقیقت کے روپ میں ان کو آثار قیامت کا بلکا سانظارہ دکھایا گیا تھا۔ اللہ کے رسول کی خواہش کو پورا کیا گیا تھا۔ مگر تصوری دیر کا عذاب یہ قحط سالی کی صیبَت، فاق، بھوک ان پرے عذاب اٹھائیں سے کیا یہ ہمیشہ کے لئے ایمان لے آئیں گے۔ اللہ کا ڈر خوف ان کے دل میں ہو گا۔ اپنی فسراۃت اور بد عہدی کیا یہ چھوڑ دیں گے؟! نہیں۔ جب تک ان کے دل اور ذہن نہیں بد لیں گے وہ اس وقت تک صحیح مسلمان نہیں بنیں گے۔ یہ تصوری دیر کے لئے ضرور سب فسراۃت بغاوت کفر و شرک چھوڑ دیں گے اللہ کا فیصلہ ہے کہ جب تک یہ سخت گرفت میں اور سخت عذاب میں آکر نہیں ہلاک کے جائیں گے اس وقت تک یہ اور ان کی نسلیں سیدھی راہ پر نہیں آتیوالی ہیں۔ یہی حال پچھلی قوموں کا قرآن سناتا رہتا ہے۔ موسیٰ ﷺ اور فرعون کا قصہ سنایا جا رہا ہے۔ فرعون کی لڑک کے بعد مصر والے سکون، اور عافیت سے رہے تھے۔ زمانہ بڑے و بد کار خراب

لُوگوں کے ختم۔ جانے سے حافیت اور سکون میں ہوتا ہے۔ نیک لوگوں کے لئے زمانہ روتا ہے۔ انہیں صداد کرتا ہے۔ آسمانوں سے جور زنگ کرتم۔ رحمت و بخشش نیک لوگوں کے لئے روزانہ اترتی ہے۔ جب وہ آن کی موت سے بندہ ہو جاتی ہے تو آسمان روتا ہے اُن نیک بندوں کے لئے۔ وہ زمین جہاں اللہ کا نیک بندہ نمازیں پڑھتا رہتا تھا۔ اور قرآن کی تلاوت کرتا رہتا تھا۔ اس کے مرئے سے وہ جگہ خالی اور خموش ہو جاتی ہے تو زمین روئی ہے۔ اس نیک بندے کو یاد کرتی ہے۔ بد کار برے لوگوں کے مرئے پر نہ آسمان کبھی رویا ہے اور نہ زمین بھی روئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَسْمَعْ تَقْرِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْكَبِيرِ ۝

نمبر ۲۵۔ سورہ الجاثیہ۔

اَسْمَعْ وَالِّيْجِهِ سُورَتْ ہے۔ جو آدمی کے اندر سے عِرْفَانِ ذات اور عِرْفَانِ حقیقت کا رہجات اٹھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بات اور ہر چیز آدمی کے اندر رکھ دی ہے۔ باہر کی کوئی چیز اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ آدمی کا قلب اور ذہن اس کا اپنا ہے۔ اس کے اندر ایمان اور یقین اس کا اپنا ہے۔ آدمی کے پاس اختیار ہے۔ ارادہ ہے، عمل کی قوت ہے۔ عقل اور سمجھ اللہ نے دی ہے۔ رسول اللہ کی ساری زندگی سامنے ہے۔ ہدایت و نصیحت روزانہ پہنچانے والی کتاب صبح و شام اس کے لئے کھلی رکھی ہے۔ اس کائنات کے اندر قدرت کی بے شمار نشانیاں وحدت الشکود کی اس کے اندر ایمان اور یقین کو تازہ کرتی رہتی ہیں۔ جو کچھ وہ اطراف میں دیکھتا رہتا ہے، اندر سے اس کا یقین پڑھتا جاتا ہے۔ انسان اپنی ذات میں، اپنی سانس میں، اپنی نسبت کی رفتار اور دل کی دھڑکن کو جانتا ہے۔ اس کے اتار و چڑھاؤ۔ سُستی اور حرکت کو موسس کرتا رہتا ہے۔ اور اپنے اندازے لگاتا رہتا ہے۔ نسبت کی حرکت ساز اور آواز پر اسکی زندگی رکھی گئی ہے۔ اس کی زندگی نسبت کی حرکت سے ہے۔ انسان اپنی ذات

رسی ہیں؟ اس کے بعد اس سارے بدن کا بھاری بھر کم نیم و سیم جسم کا کیا بنے گا؟!! لوگ اسکو بھاں سے بھاں پہنچا دیں گے۔ اللہ کا اکارست کرو۔ موت کو مت بھولو۔ آخرت کی فکر کرنے رہو۔ کوئی بھروسہ نہیں اس زندگانی کا۔ اور اس شور و غوغاء، محیل تماشہ دکھانے کا۔ سب دھوکا ہے فریب ہے۔ پچھلے لوگوں کا پچھلی قوموں کا حال احوال سب سامنے ہے۔ قرآن ایک ایک کر کے سب سناتا ہے۔ تہواری عقل و فہم کو جنجنہوڑتا رہتا ہے۔ اور تم سُنی آن سُنی کر کے انجان بن جاتے ہو۔ یہ غفلت سُرتی و کاہلی اور لاپرواہی تم کو سے ڈوبے گی۔

یہ دین اللہ کا ہے۔ اللہ کے آخری پیغمبر نے برمی مہنت و کوشش اور تکلیف سے ہم تک پہنچایا ہے یہ کتاب علم و حکمت کی بدایت اور نصیحت کرنیوالی ہے۔ انسان کے عقائد۔ خیالات رسم و رواج کو پاک صاف اور زندگی کو صاف و سحرابناتی ہے۔ ساری نجاست گندگی تم سے دور کر کے روحانی، جسمانی، اخلاقی، مذہبی پاکی طہارت سکھانے آئی ہے۔ لوگو! اس دین کا مذاق ملت اڑاؤ۔ اسکی آیات کو محیل تماشہ نہ بناؤ۔ قرآن کے احکامات کی بنی اسرائیل کے وقعت ملت کرو۔ اور اس کو پس پشت ملت ڈالو۔ یہ زندگی کے ساتھ ساتھ سانوں کے ساتھ نیش کی حرکت کے ساتھ ساتھ ہے۔ اپنے اندر کے ایمان اور ایقان کو جلا کر رکھو۔ اسکو زندہ رکھو۔ پانچ وقت کے وضو کے پانی سے اسکو تروتازہ رکھو اور اسکی آبیاری کرنے رہو۔ اللہ سے ڈزو۔ اللہ کا خوف دل میں رکھو۔ کتاب بدایت محمل ہوئی ہے۔ پیغمبر ﷺ کا کام ختم ہو گیا۔

یہ دنیا محیل تماشہ، ایسیج اسٹوڈیو نہیں بنایا گیا کہ تم محیل ہی محیل اور تماشے کر کے وقت بر باد کرو۔ اور زندگی محیل ہنسی مذاق میں گزارو۔ یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے۔ آزمائش کی جگہ ہے تھاں ہر شخص کا جوز میں پر آیا اس کا امتحان لیا گیا۔ اللہ کے نیک اور سُنگی اولیاء انبیاء مبلغتم میں کسی کو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ سب کا امتحان لیا گیا۔ اس کا نتیجہ اللہ اپنے نیک بندوں کو اس دنیا میں بھی دتا ہے اور آخرت میں تو یقیناً نتیجہ ضرور ملیگا۔ اس دن صرف اعمال کے ریکارڈ پر فیصلہ ہو گا۔ ذرہ ذرہ کا حساب جو کما جائیگا۔ اور وزن کیا جائیگا۔ کسی کی سخارش۔ کسی کا وسیلہ اور حمایت، شفاعت کام نہ دیگی۔ انصاف ہو گا ظلم و زیادتی کسی کے ساتھ نہ ہوگی۔ گنگھار۔ بروم۔ مشرک کافر۔ مُنافق سب نفاذ کفی کے حاکم میں اللہ کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ فرشتوں کی آوازیں ہوں گی جکڑو۔ دھکڑو۔ گھمیٹو جہنم میں ڈالو۔ شجر زقوم

کے ود کھانے کو دیا جائے گا۔ سخت کڑوا حلمنے سے نہ اُرے گا۔ زہریلا بصل کھانے کو اور گرم پانی پینے کو ملے گا۔ جو آنتوں کو کاٹ کاٹ دیگا۔ سر کے اوپر گرم پانی ڈال کر سارا جسم جھلادیا جائے گا۔ چکھو۔ اللہ کا عذاب جس کا تم دنیا کی زندگی میں یقین نہیں کرتے تھے اور نہ قیامت کے عذاب سے ڈر خوف رکھتے تھے۔ آج دیکھ لو اپنی آنکھوں سے یقین کرو۔ اسی عذاب میں زندگی گذا راو۔ یہاں سوت کبھی نہیں آئیں گے۔

اللہ کے نیک، مسکی صلح بندے، قرآن کی ہدایت اور نصیحت پر یقین اور ایمان رکھنے والے قیامت کے دن پر اور اس دن کے عذاب سے زندگی بھر ڈلتے اور خوف رکھتے ہیں۔ عاقبت کو سُدھارنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور اس امید میں رہتے ہیں کہ جنت کے پاغات اور انعامات کھانے پینے کے سارے سامان جنت کی نعمتیں لڈتیں ڈالتے جنت کی پردوہ نشیں خوبصورت کنوواری حوریں ان کے استقبال کے لئے خدمت اور دل بیسگی کے لئے وہاں مستظر ہوں گی۔ اور آن کا استقبال کسی گی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دوزخ کے عذاب سے دور رہیں گے۔

قرآن کی نصیحت ہے، ہدایت ہے۔ اللہ کا رسول اسکی آیات پڑھ پڑھ کر سننا ہے۔ قوم کی زبان میں اسکو تارا گیا تاکہ قوم کے لوگ اپنی قومی ماڈری زبان میں اسکو پڑھیں اور سمجھیں اور اس پر عمل کرتے رہیں۔ قرآن دن رات پڑھتے رہنے کی کتاب ہے۔ اس سے سیکھتے رہو۔ اس پر عمل کرنے رہو۔ اس کے مطابق اپنی جانچ کرنے رہو کہ تم میں اس کے طالبوں کیا کمی رہ گئی ہے۔ کیا کیا کرنا ابھی باقی ہے۔ اور کیا کچھ اس قرآن سے سیکھا ہے۔ اس پر عمل کیا۔ عمل بھی پورا پورا ہو رہا ہے یا نہیں یہ ب تم ہی کو جانچ پر مثال کرنے رہنا ہے۔

اللہ نے تمہارے ہدن میں ایک بہترین عضو زبان یہ عظیم خداوندی ہے کیسی مذکورے اندر گھومتی پھرتی اور آوازِ کلامی ملکل آفاظ کو ادا کرتی اور بیان کرتی دل کی بات زبان پر لا کر ظاہر کرتی ہے۔ اس نعمت سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس زبان سے بُرے کلمات اور برُی بات لغو فش گالی گلچ سُت نکالو۔ زبان کو مقدس رکھو۔ اگر یہ صاف سحری پاک ہو گی۔ زبان سے جو کلمہ بھی ادا ہو گا وہ اللہ کے پاس قبولیت حاصل کر گیا۔ زبان سے ہر وقت اللہ کا نام اور اللہ کا ذکر اسکی حمد و شنا اور تسبیح ہر وقت صحیح و شام ہوتی رہنی چاہیے۔ زبان کا اثر دل بک اس کے

سے ذکرِ خداوندی جاری رہے پھر اس زبان سے جو بھی آیت قرآن پڑھ کر دوسروں کی طرف پھونک دو۔ اگر رحمت والی دعا ہے تو شفاء رحمت و بخشش اور نعمتیں لائیں گی اور اگر غیث و عصیت میں پھونک دو تو جلطہ پھونکو گے اور حرج اگل کا کراں کو خاک کر دیگی۔ زبان کی تاثیر بھی اللہ نے میومن بنڈہ کو عطا کی ہے اور یہ اثر تاثیر کافیض اس مبداء قرآن سے ہے۔ قرآن بلند آواز سے پڑھتے رہا کرو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحُمْرُ ۝ تَقْرِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ لَكَسِيمٌ ۝ مَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ

نمبر ۳۶۔ سورہ احتفاف -

احتفاف کا تاریخی پس منظر۔

قوم عاد جسے عاد اول قرآن لے چکا ہے جزرہ نماۓ عرب کی قدیم ترین قوم تھی۔ جو ان اصحاب الفہیم کی نسل سے جلی آرئی تھی۔ جو حضرت نوح عليه السلام کی کشتی میں بجا یا لوٹنے تھے۔ انہیں وجہ و فرائک کوہ جودی سے لا کریں اور حضرت موت، عمان کے جنوبی عربستان میں لا کر بسا یا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ عليه السلام اس قوم کی پدائش و نصیحت کے لئے سب سے پہلے نجیب گئے تھے۔ ان کے حالات، قصے، اور افسانے سارے عرب میں مشہور ہوئے ان کا چرچا ہر طرف رہتا تھا۔ اس لئے قرآن نے بھی ان کے حالات جگہ جگہ بیان کئے۔ آیت ۲۱ میں قرآن مجید نے قوم عاد کا اصلی وطن احتفاف بتایا ہے۔ احتفاف کے معنی رہت کے بلند و بالامشی کے پہاڑ۔ یہاں پہنچنے کی وجہ میدان ریاستان سے پشاہوار ریح الحائل کا وہ چھیل میدان تا جو جنوب مغربی عرب میں پھیلا ہوا ہے۔ بحرین، عمان، یمن حضرت موت کا صرائے اعظم ریح الحائل کھلاتا ہے۔ عاد کے حالات قرآن مجید نے سورہ هود۔ سورہ اعراف۔ سورہ الشراء۔ سورہ الحجۃ۔ سورہ احتفاف سورہ الذربات۔ سورہ الحاقة۔ سورہ الغبر میں جگہ جگہ سنائیں ہیں۔ اللہ نے اس قوم کو

وَقْتُونَ بِهِ تَرِينَ انْجِيْنِيُور اور مُجِسَّم ساز۔ پہاڑوں کے سینے چیر کر گھر بنانے والے، پہاڑوں کے دریاں بارش کا پانی روک کر جگہ جگہ بننا نے والے ماہرین آبپاشی ریزاعت تجارت اور کاروبار میں فیض، جگلات کے خوشبودار عود اور لوہاں بخور، خس کی پیداوار میں ماہر۔ دولت کی ریل پسل، سونے چاندی کے ڈسیر جواہرات کے انمول خزانے، ایسی دولت سوناً چاندی جواہرات والی، خوشحال تجارت کی ایسی خوبصورت قوم آج تک دنیا میں پھر کوئی نہیں پیدا ہوئی۔ جسکے پاس سب کچھ تھا مگر نہ تھا تو صرف اللہ کا نام اور اللہ کی توحید اور آخرت کا یقین۔ اس کا ذکر سورہ ۱۸۹ الفجر میں آیا ہے۔ ان کے عقائد کا ذکر سورہ حود اور سورہ اعراف میں آچکا ہے۔ اس سورت کی آیت ۲۲ میں احتجاف والوں کا حال سنایا جا رہا ہے۔ حضرت حود عليه السلام اس قوم کی حدایت کیلئے بھیج گئے تھے۔ سورہ حود میں اس کا کچھ ذکر عقائد اور توحید و رساکت کا بیان ہو چکا ہے۔ یہاں ان کی سر کشی و نافرمانی اور حلاکت کا قصہ دھرا یا جا رہا ہے کہ وہ کس طرح تباہ ہوئے اور کیوں تباہ ہوئے۔

یہ آخری حکم والی سورت ہے، جو مومن کے ذہن اور فکر سے آخرت کے جوابات آٹھاتی ہے۔ آخرت کو ہر وقت یاد دلانیوالی سورت اور اس کا یقین حکم لوریہ اللہ کا وعدہ سچ ہو کر رہیا اس میں شک اور شبہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ یقین آخرت پر مومن کا ایمان ہے اسی سے مومن بنتا ہے۔ آخرت کا ڈر اور خوف بھی وہ روک ہے جو زندگی کے قدم روک یستی ہے۔ ہر بُرے کام اور بُرے اقدام سے قدم رک چاتے ہیں۔ ذہن بدل جاتا ہے اللہ کا ڈر اور خوف آخرت کے خوف سے آگے بڑھنے سے روک دتا ہے۔ قیامت اللہ کے علم میں ہے۔ اچانک آسیگی تو ہوش اڑ جائیں گے۔ ساری کائنات ملائیشیٹ ہو کر ایک چیلیل میدان بن جائیگی۔ جہاں فرشتے آسمانوں سے اُر آئیں گے اور خدا کی عدالت قائم کریں گے۔ علینکم اور سمجھنے کے تمام دفتر کے ریکارڈ، ویدیو فلمیں، کمپیوٹر و میک سب کچھ زمین پر حاضر کر دیئے جائیں گے۔ اور ہر شخص دیکھ لے گا پسی آنکھوں سے، اپنے اعمال نامے لور کر توٹ و کر شہ جات۔ ظلم فتنہ و فاد جو وہ دنیا میں کرتے رہے تھے۔

قرآن کی تعلیم، اس کا اتباع و پیروی ہمارا ایمان اور یقین ہے۔ اللہ نے بڑی بڑی نعمتوں عطا کیں ہیں۔ ہم اسکی کمی نعمت کے مستحق نہیں تھے۔ اللہ نے ہمیں نوازا سب کچھ دیا ہے۔ تاکہ ہم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ اللہ کی طرف صبح و شام رجوع ہوں۔ اپنے اعمال کا نامہ خود ہی کرتے رہو۔ قرآن ایک آئینہ ہے اس کے مامنے انسے اعمال کی

اصلاح اور درستگی کرلو۔ اس کے مطابق جو حکمی رہ لکھی ہے اسکو پورا کرو۔ اللہ سے ہبڑا وقت اپنے
 گناہوں کی توبہ اور مغفرت اور معافی مانگتے رہو۔ بخشش اور مغفرت کی دعا ہر صبح و شام کرتے
 رہو۔ صوت سے زندگی ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ مختصر و تفہ ہوتا ہے۔ آخرت کی زندگی ہمیشہ کی
 زندگی ہوتی ہے۔ اس کی فکر کرو اس کو سُنوارو۔ اس کو بناؤ ابھی وقت اور مہلت ہے۔ زندگی کی
 جب تک سانس باقی ہے نبض حرکت رہتی ہے یہ مہلت بھی باقی ہے۔ اس وقت اور مہلت
 میں اپنی آخرت کے لئے کچھ دنہ کچھ ضرور کر کے اس دنیا سے جاؤ۔ ورنہ آخرت بھی بُری جگہ
 ہے۔ یوم الحساب اور فیصلہ کے، سیرزان و عدل کے دن صرف تمہارے اعمال ہی وہاں
 تمہاری دکاٹ کریں گے۔ تمہاری طرف سے جواب دیں گے۔ قرآن کریم ہے کہ ہزاروں کی
 تعداد میں اس دن مجرم و گھنٹار اور خدا کے نافرمان اللہ کے رسول کو بھولے ہوئے قرآن کی
 حدایت سے دور رہنے والے سب ایک جگہ یہی ہوں گے۔ اپنے اپنے سر ندامت اور
 شرمداری سے جھکائے اور اپنے اپنے گھٹنوں میں سر دینے ما یوں و نامراد یہی ہوں گے۔
 کوئی ان کی طرف نہ دیکھنے والا اور نہ کوئی پر سان حال ہو گا۔ وہ سب دھنکارے ہوئے لوگ کیا
 تم ان جیسے بن جاؤ گے؟ کیا تم ان میں شامل ہونا پسند کو گے۔ اپنا اپنا اعمال نامہ اپنے اپنے
 ہاتھوں میں لئے ہوئے افسوس کر رہے ہوں گے۔ بچتا ہوئے کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے
 دنیا کی زندگی کی قدر نہ کی۔ دنیا میں وقت تھا موقعہ تھا۔ کچھ بُھتری کر لیتے۔ کم سے کم توبہ و
 مغفرت اور معافی ہی اللہ سے مانگ لیتے۔ قرآن تنبیہ کرتا ہے اور یاد دلاتا ہے کہ روز قیامت کا
 یہ منظر الجاشیہ دکھا کر انسان کو ہوش میں لاتا ہے۔ لوگو! اب بھی وقت ہے غفلت سے نکل
 آؤ۔ قرآن پڑھو۔ تمہارے لئے یہ آسان بنادیا گیا ہے۔ پڑھنے کے لئے سمجھنے کے لئے۔ جس
 زیان میں چاہو اسکو پڑھو۔ اسکو سمجھو اور اس کے مطابق زندگی گذراو۔ جو خود گمراہ ہو جائیں۔
 عمل جانتے بوجھتے دن سے قرآن سے غفلت بر تیں۔ نماز چھوڑ دیں زکوہ دنابند کریں۔ سو
 رکھا نہیں حرام مال کی تلاش میں پھریں۔ آخرت کو بھولیں موت کو بھولیں اللہ نے بھی ان کو
 ان کے حال پر ان کے ایمان پر ان کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ اللہ کو بھول گئے اللہ نے بھی انہیں
 بخل دیا۔ ان کے دل سنت ہو گئے توہداشت و نصیحت کے قبول کرنے کے لئے دلوں پر
 مہریں اور تاسے لکھا دیئے گئے ہیں۔ جب خود ہی گمراہ ہو جائیں تو کون ان کو سُدھارے اور
 راستہ بتاتے۔ یہ وہ لوگوں میں جن کا خیال ہے کہ یہ زندگی ان کی اپنی زندگی ان کو جو لمبی ہوتی
 ہے وہ ایک بارہی ملتی ہے۔ اس کو عیش و عشرت، ہو ولعہ، عیش و طرب شہوانی اللہ توں

زندگی نہیں۔ عالم دوبارہ نہیں۔ اور جو جا ہے کوئی کھلی چھوٹ ہے۔ دنہ ناتے اور جو جی میں آئے بکتے پھر کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ یہ خام خیالی ہے۔ بد عقیدگی ہے۔ ایسا ہر کمزور ہے۔ یہ جرم پیشہ لوگ اللہ کے نافرمان، دین اسلام کے دشمن، موت کے بعد قبری کی زندگی سے اُن کا موافقہ شروع ہوگا۔ قبر کے عذاب میں پڑے رہیں گے۔ قبر کے بعد آخرت کی زندگی میں جہنم کی الگ میں جھونکے جائیں گے۔ یہ دنیا کے کتنے ہوئے کرتوں کی سزا ہے۔ اس عذاب سے انہیں کوئی بچانیوالا نہ ہوگا۔

لوگو! قرآن کی بُدایتِ نصیحتِ کھلی ہوئی ہے۔ اسکو پڑھتے رہو۔ اسکو سمجھو اور اللہ کی طرف لوٹ جاؤ۔ وقت بُست تھوڑا ہے۔ موت سامنے کھڑی مکاری ہے۔ حکم کا استکار ہے۔ کسی وقت آکر گردن دبادے گی۔ اللہ کو مان لو۔ اللہ کے آگے جھک جاؤ۔ ساری تعریفیں کبڑیانی اللہ کے لئے ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ سب کچھ دیکھتا رہتا ہے۔ بڑا زبردست فیصلہ کرنیوالا ہے۔ اللہ کی عبادت اور بندگی سب سے اہم اور فرض ہے تھے کرنیوالا گھنٹاوار اور سُکن عذاب ہے۔ اس کے بعد دوسرا حق والدین کو دیا گیا ہے۔ ماں باپ کی خدمت اور اطاعت یہ بھی فرض ہے۔ اس کے خلاف کرنیوالا گھنٹاوار سُکن عذاب ہوگا۔ ماں کا حق مقدم ہے۔ اسکی زندگی بھر خدمت کرتے رہنا ہے۔ باپ کی اطاعت فرض اور الدین ہے۔ ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے۔ ماں کی محبت ایسکی مانتا کی کوئی مثال دنیا میں نہیں رہتی۔ اپنے پیٹ سے اپنا خون جگپلا کر دنیا میں بڑا کیا اور پرورش و پروارخت کر کے پالا پوشا بڑا کیا۔ اس کو کطرخ بھولا جاسکتا ہے؟ یہ حق تمہارے لئے بھی ہے۔ جب تم صاحب اول اللہ بنو گے؟ کیا کے ماں باپ کے درجے میں بھی پہنچو گے ماں باپ کی خدمت اطاعت کرنیوالوں کے لئے اللہ نے جنت کا وعدہ کر رکھا ہے۔ جس کی نے ماں باپ کی خدمت اطاعت نہ کی اور ان کا حق ادا نہیں کیا اور ان کو چھوڑ دیا۔ بھول گئے، اور ان کو تکلیف پہنچانی ان کے نافرمان بنے رہے، ایسکی کوئی عبادت، اور نیکی اللہ کے تزدیک قبول نہ ہوگی۔ وہ والدین کا نافرمان ہے یہ وہ بندہ ہے جو نہ مومن ہے تھے اللہ کا خوف ڈر رکھتا ہے۔ تھیات بعد الموت کا یقین ہے اور تھے آخرت کے یوم الحساب کا یقین اور در ہے یہ مکر اُسٹا ہو گا۔ ہر انسان کا عمل دیکھا جائیگا اور عمل کے لحاظ سے اس کے درجے اور راتب طے ہوں گے اور مقامات میں گے۔ ہر شخص کو اس کے اعمال کے بد لے وہی ملیگا جو وہ کریگا۔ روز قیامت سب سے

پوچھا جائے کہ اور سب کا حساب لیا جائے۔ اسی دن کے سے بیماری اُسی دنیا میں گرتا ہے۔ پوری تیاری کے ساتھ دنیا چھوڑنا ہے۔ یاد رکھو روز قیامت پھٹاؤ گے۔ اگر سُتی و غفلت اور لاپرواہی کے سوا اس دنیا میں کچھ بھی آخرت کے لئے نہ کرو گے تو شدیاں نہیں۔ جتنا توں۔ کے ساتھ بہبود و نفع میں جھوٹپکا جائے گا۔

قوم عاد احتراق کی رہنے والی دنیا کی سب سے زیادہ دلترنداں میں۔ خوبصورت اور خوش قسمت قوم گذری ہے۔ جسکے قصے افسانے بر سوں عرب دنیا میں مشہور ہوئے اور ان کا انجام کیا عبرت ناک ہوا۔ جب وہ اللہ کے منگر، باغی و سرکش بن گئے تھے۔ ہود مبلغم نے ہر طرح اپنی کوشش کی محنت کی اور سمجھایا ڈرایا مگر دولت کے گھمنڈ سرداری کے غرور، خوشحال زندگی کا نثار اور سرور ان کے کی کامنہ آیا۔ بلکہ وہ استقدار دھیٹ ہو گئے تھے کہ اللہ کے پیغمبر سے کہتے تھے کہ اگر تم پتے اللہ کے بھجے ہوئے پیغمبر ہوئے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لا کر دکھا کیوں نہیں دیتے۔ ہم اپنے باپ دادا کے طریقون کو چھوڑ دیوالے نہیں ہیں۔ ہم اپنے بتوں کو چھوڑ دیں گے نہیں۔ اللہ نے ان کی خواہش اور فمائش پوری کر دی۔ سخت گرمی کے دن تھے۔ گرم لوچل رہی تھی۔ بارش کو ترس گئے تھے۔ اللہ کا عذاب آسمان سے بادل کا سیاہ ٹکڑا بن کر ان پر آیا۔ وہ سمجھے بارش ہونیوالی ہے۔ گرمی کی شدت سے نبات ملگی۔ اس خیال سے سب لوگ گھروں سے باہر نکل آئے۔ بادل کے سایہ میں محض رہے رہے ہو گئے ہو۔ مبلغم نے سمجھا یہ اللہ کا عذاب ہے۔ مجھنے لگے نہیں یہ بارش برسانے والا بادل ہے۔ یہ تابکاری کا بادل تھا۔ جوان پر آئتی بارش مکی تابکاری برسا گیا اور سارے لوگ اس میں جلس کر رہے گئے۔ "تم روکل شی پڑے۔ بے کو اکھار پینک دیا گیا تھا۔ ان کی دولت۔ سونا چاندی اور جواہرات کے مرض محل مال و اسباب ان کے کی کام نہ آسکے۔ یہ بادل عذابِ الٰہی تھے ہوئے اپنے ساتھ آندھی طوفان کی وہ لہر لے آیا جو آئھ دن اور سات رات مسلسل عذاب برساتا رہا۔ قرآن نے ان آئھ دنوں کو "یومِ نحیت"۔ یعنی منہوس دنوں کی یاد باقی رکھی۔ نہ صرف انسان بلکہ زمین پر چلنے پھر نیوالے رینگنے والے کبڑے کھوڑے اور حشرات اللہ پر تک قتا ہو گئے۔ ساری زمین۔ بحر ہو گئی پھر وہاں کوئی رز خیری نباتات نہیں آگ سکی۔ یہ تھا اللہ کا عذاب نافرانوں کے تھے۔ ایں کہ کس خیال اور گمان میں ہیں کیا انہیں بھراں۔ کہن۔ حضر موت، مکلا کی قدیم بستیوں کے قصے احتفاظ عاد شود والوں کے قصے یاد نہیں ہیں۔ کیا وہ اللہ کا عذاب دیکھیں گے تو پھر ایمان لے آئیں گے۔ خبردار۔ ان لوگوں جیسے نہ ہو جانا۔ جن پر اللہ

یہ حال اور یہ کیفیت سورج اور خیال انسانوں ہی کا نہ تھا بلکہ جنت بھی ایسا ہی خیال کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ مبلغم کی شریعت پر جناتوں نے ایمان نہیں لایا تھا۔ حضرت سلیمان مبلغم نے ان شیطانوں اور جناتوں کی سر کشی۔ شرارت کو اللہ کی اجازت سے اپنے قبضہ و صرف میں رکھا ہوا ان پر قابو رکھا تھا۔ ان کو ہر وقت مصروف بکار رکھا تھا۔ جوں ہی انہیں موقع ملتا پھر کسی سر کشی اور شرارت پر اتر آتے۔ سلیمان مبلغم کو انہوں نے بہت پریشان رکھا تھا۔ اللہ تے سلیمان مبلغم کی آذانش کے لئے ان کو شیطانوں اور جناتوں کے درمیان رکھا تھا۔ یعنی جناتوں نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں پہلی بار دن اسلام کی طرف اپنی رغبت اور خواہش کا اظہار کیا۔ اور خوشی سے مسلمان ہونے۔ سورہ الصفت میں چھوڑ حوالہ جنات اور شیطانوں کا دیا گیا ہے۔ کہ آسمانوں کی پہرہ جو کی ان کے لئے سُنْت کر دی گئی تھی۔ یہ آئشیں صفتِ مخلوق پہلی بار اس حقیقت سے آگاہ ہوئی کہ اللہ کا دین اور اللہ کا رسول برحق ہے۔ ان کے دلوں میں دہنستوں میں قبوبیتِ حق کی صلاحیت پیدا ہوئی۔ یہ ساری باتیں غیرت کی، میں جو قرآن اس سورت میں سن ا رہا ہے۔ جنات کیا سوچتے تھے اور کس طرح انہوں نے اللہ کے رسول کا کھوٹج لکایا۔ قرآن کی تلوث پہلی بار کسی تو اس سے متاثر ہوئے اور پھر اپنی قوم والوں کا جا کر پورا حال سنایا۔ یہ غیرت کی خبر اللہ تعالیٰ نے اللہ کے رسول کو رسول کو سورہ جن میں وحی کے ذریعہ ستابی۔ جنات نے پہلی بار قرآن سنایا۔ جب اللہ کے رسول وادیِ نخل میں رہے۔ شرطِ طائف سے دل برداشتہ ہو کر واپس ہو رہے تھے۔ لور قرآن کی آیات پر ایمان لائے اور اپنے ایمان لانے کی خبر اپنے ساتھیوں کو پہنچائی۔ ایک جماعت کی مشعل میں رسول اللہ نے ان کو ایک جگہِ اکٹھا کیا اور ان کو قرآن سنایا۔ اور نماز کا طریقہ سکھایا۔ اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا سکھایا۔۔۔ وہ جگہ آج بھی مسجدِ حن کے نام سے کہ میں مشہور ہے۔ اس طرح اللہ کے آخری رسول جنات اور انسان دنوں کے ہیغمبر لور آخری رسول ہیں۔ جنات بھی شریعتِ محمدی کے پابند ہیں۔ جس طرح انسان پابند ہیں۔ دن کے اوقات انسانوں کو دیکھئے گئے ہیں۔ اور رات کے اوقات جنات کو عبادت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ جنات میں بھی سومن اور کافر مشرک ہیں۔ ان میں بھی فرقۃ الگَّ الگَّ ہیں۔ نیک متی صلحِ حن قرآن پڑھتے لور قرآن پر عمل کرتے ہیں۔ دن اسلام کی شریعت کی پابندی کرتے ہیں۔

سُورَةُ الْأَعْمَنْ میں اللہ نے انسانوں اور جنوں کو ساتھ ساتھ محاصلہ کیا ہے۔
 اللہ نے قرآن اتادگار اپنی جھت پوری کردی اہل مکہ پر۔ اللہ کا پیغمبر آخری رسول اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید نے محمول کھول کر صاف صاف روز قیامت کے آنے کی خبر کردی ہے۔ قرآن پڑھنے والوں کے لئے آخرت کا یقین فروری ہے۔ آخرت کی تیاری پوری رکھے۔ یہ زندگی مہلت کا وقفہ ہے۔ اسی زندگی میں آخرت کی تیاری کی فکر کرنی ہے۔ اپنے عمل و اعمال کو سُدُّ حارنا، درست کر لینا، اور اپنی آخری منزل مقصود کی تیاریاں اور اس کا زاد راہ اسی دنیا سے ساتھ لے کر چلنا ہے۔ جو کچھ ساتھ کھو گئے وہی قبر میں بھی کام آتیا گا اور وہی آخرت میں بھی کام آئیا۔

قرآن روزاتہ صحیح و شام پڑھتے رہو۔ قرآن کی پدِلیت و نصیحت پر کافی دھرو۔ اور اپنی آخرت کی فکر کرو۔ دعاویں میں دنیا کبھی نہ مانگنا۔ آخرت طلب کرنا۔ اللہ تو بے حساب دینے والا ہے۔ سونن بندوں کی دعائیں قبول کرنیوالا ہے۔ اس سے جو مانگو گے وہی ملے گا۔ وہی وہ دیگا۔ پھر عارضی چیز اس دنیا سے بہتر ہے آخرت ہمیشہ ہمیشہ کی بہترین زندگی کیوں نہ مانگ لیجائے۔

حمد والی سات سورتیں اختیام کو پہنچیں یہ دو حروف مقطعات والی سورتیں قرآن میں بڑی اہم سورتوں کی ابتداء کرتی ہیں۔ اللہ کا اسم اعظم الحی القیوم ان کا مخفف ح اور م ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کی ہر سورت اللہ کے بزرگ اور مفترم نامولوں سے شروع ہو رہی ہے۔ جو قرآن کا آسانوں سے زمین پر اتارنیوالا ہے۔ قرآن ایک نفحہ کیا آسانوں سے بکال کر زمین پر دنیا والوں کے لئے نعمتِ حُوت، بخش، اور مفترضت کا اللہ سے قربت کا پیغام لایا۔ جس کسی نے قرآن کو پڑھا۔ اس میں غور و فکر کیا۔ اس کو سمجھ لیا پھر قرآن پر ایمان لایا اور اس کی بیان کی ہوئی آیات اور بینات پر یقین کیا وہ مکمل انسان بن گیا۔ انسانی خصوصیات، فرشافت و اخلاق، پاکیزگی۔ علم و حکمت، کہاں اس نے قرآن سے سیکھ لیا۔ قدرت کے سربراہتہ رازوں سے واقف ہو گیا۔ غیبت کی باتیں جو اس زندگی میں کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی تھیں۔ مشتمل امورت۔ سکرات کے عالم میں بیسوشی۔ قبر کے اندر کے حالات۔ عالم بر زخم عالم آخرت، موت کے بعد کی دوبارہ زندگی، قبر کی خاک کے ذرات سے پھر وہی آدمی بننا کر قبر سے نکالنا جو اس زمین میں دفن کیا گیا تھا۔ اللہ کی جو وامات زمین کو دی کئی تھی روز قیامت۔ زمین اللہ کے آنٹے جوں کی تول اللہ واپس کرنے کی ذمہ دار بنائی گئی ہے۔ یہ سب باتیں

قرآن پڑھنے سے معلوم ہوئی ہیں۔ قرآن پڑھنے والا روز کا قرآن کے سیکھنا رہتا ہے۔ میخ
 معنول میں مسلمان اور موسیٰ بن جاتا ہے۔ پھر اس حالم کے بھید، قدرت کے راز اور کرامات،
 کشف و مراقبہ اس کو اپنے اندر اور باہر کی دنیا میں بصیرت اور بصارت دُنوں میں آتے
 رہتے ہیں۔ پھر مومن زندگی پر حاوی ہو جاتا ہے۔ موت کے ڈر اور خوف سے بے نیاز ہو جاتا
 ہے کی قسم کا خوف، غم، رنج، دکھ، تکلیف اس کے قریب نہیں آتی۔ اور اگر کسی
 نے اسکو دکھ دیا تکلیف رنج و غم پہنچایا تو اس کے صبر و تحمل و برداشت سے بھگا کروہ
 پاش پاش ہو گیا۔ اسکی زندگی سر آپا اللہ کی رضا اور خوشی کے حوالے پر ہو گئی۔ اللہ کی مرخصی
 جو جا ہے اسکو دے اور وہ خوشی سے اسکو قبول کرے۔ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی مثال کا نمونہ
 پیش کیا۔ ”انْ صَلَّى وَ نَسِيَ وَ مَحَايَ وَ مَمَّاتِي“۔ اللہ کے فرشتے اس کا استکار کرنے لگتے ہیں اس
 کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ سے اسکی مغفرت اور بخشش کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں
 کہ وہ رب اس سے راضی رہے۔ روز قیامت فرشتے اس سے کہیں گے ”يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْهَرَةُ“
 اُر جھی اُلیٰ رَبِّكَ رَأْضِيَّةٌ مَرْضِيَّةٌ“ یہ ساری کائناتِ مومن کی ہے اور مومن کے لئے ہے۔ اس کے
 اشاروں پر کام کرے گی۔ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے گی۔ اللہ کے حبیب نے شعر
 اُقْرَبُ كَعْزَةٍ دِكْحَا كَرْ بَنَادِيَا كَأَنْتَمُ اللَّهُ كَمْ موْمَنْ بَنَدَيَے بَنَ جَاؤْ تو پَبْرِيَّ كَائِنَاتَ سَارِيَ،
 تہارے اشاروں پر کام کرنے لگے گی۔ مومن کا مقام کائنات میں سب سے اوپا اور بلند کر دیا
 گیا ہے۔ یہ زمین کیا۔ یہاں آسمان کے لیل و تہلکی کیا۔ سارا نظام کائنات اللہ کا امر ہے۔ اللہ
 ہے۔ مدد برالاہر ہے۔ اللہ کی مرخصی کے سب تابع اور مومن بھی اللہ کا اللہ کی مرخصی کا تابع۔ موسیٰ کی
 پر دھا اللہ کا امر مستجاب پھر موسیٰ اللہ سے جو جا ہے مانگ لے وہ ضرور ملیجگا۔ ضرور دیا جائیگا۔
 اللہ کی مرخصی اور رضا کے سوا ایک موسیٰ کو اور کیا جائیں ہے؟

خلاصہ -

۳۱۔ الموسیٰ۔ حُمَّتِرِزِيلُ الْكَتِبَ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ زَلْكَمُ ۝
 والدَّتِ مُوسَىٰ کا بیان ہے اللہ کا موسیٰ بندے سے راست تعلق ہو جاتا ہے۔ موسیٰ اللہ سے
 قرب تر ہو جاتا ہے۔ حجابات بندہ و خالق کے درمیان اٹھ جاتے ہیں۔

۳۲۔ حُمَّالِجَدَه۔ حُمَّتِرِزِيلُ مِنَ الْجَنِّ الْجَرِمَ ۝
 اللہ کا قرب حاصل کرنے کا زدیک ترشی راست سجدہ۔ نماز کا سجدہ۔ نکر کا۔ ذکر اور

لسمیع سے یاد رکھنا اللہ اور بندہ دونوں ایک ہو جاتے ہیں جو بندہ جاہتا ہے الظہور دیدتا ہے۔

۳۴۔ سورہ الشوریٰ حم ۵ عن اللہ عزیزاً لکھیم ۰

اللہ سے بندے کو مانیوالا اللہ کا رسول ہے۔ اس کی وساطت ویسلے کے بغیر اس کا نام لئے بغیر اس پر درود و سلام و صلواۃ پڑھے بغیر نہ تمہاری تماز اور جاسکتی ہے نہ دھائیں اور نہ تم اللہ سے قربت اور نزدیکی حاصل کر سکتے ہو۔ قرآنؐ کو ویسلہ بنالویا اللہ کے حبیث کو دونوں کے ذریعہ تم اللہ سے قربت تر ہو کر اللہ کی خونخنودی اور رحمتیں و برکتیں حاصل کر سکتے ہو۔ توحید سے والیستگی۔ رسالت سے والیستگی اور قرآن کرم سے والیستگی تمہاری نجات کا ذریعہ ہے۔

۳۵۔ سورہ الزخرف۔ حم ۰۔۔۔۔۔ اُمُّ الْكِتَابِ لِدِينِنَا عَلَىٰ لَكُمْ ۰
اللہ کا اُمر رب ہر جگہ کام کرتا رہتا ہے۔ اللہ کی رضا اور مشیت پر راضی ہو جانا خود کو زندگی کو، جان و مال کو اللہ کی مریضی کے حوالے کر دیتا اس کے ہو جانا ہے۔ اللہ اور بندہ کے درمیان سارے جمایات ختم ہو جاتے ہیں۔ صرف نعمۃ اللہ ہو۔ اللہ ہو باقی رہتا ہے۔

۳۶۔ سورہ الدخان۔ حم ۰۔۔۔۔۔ آنَا كَانَ مُرْسَلٌ إِنِّي رَبِّكَ إِنِّي ہوَ مَحْمُودٌ إِنِّي أَطْمَمٌ ۰

نول قرآن کے لئے ایک مبارک رات کی تلاش تھی۔ وہ راست جب اللہ کی رحمتوں کی تقسیم ہوتے ولی تھی۔ موت، حیات اور رزق کی سال بھر کی ترقیم۔ اللہ کی مشیت اور رحمت فیصلوں کا فناز اور اعلان فرشتوں کے حوالے کیا جانا تھا۔ مقصد حیات کا فیصلہ سنایا جانا تھا۔ اس راست لیاۃ المبارکۃ اور لیلۃ القدر کے درمیان جالیں راتوں کا فاصلہ ہے۔ اس فاصلے اور وقت میں زندگی کو مہلت دیجاتی ہے کہ اپنا مقصد حیات ملحوظہ لے اپنی آخرت کے سامان کر لے۔ ان میں عمر، حیات اور رزق کو بدلا جاتا ہے۔ بندہ کی رضا کو اللہ کے فیصلوں میں شامل کیا جاتا ہے۔

۳۷۔ سورہ الجاثیہ۔ حم شَرِیلٌ مِّنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ لَكُمْ ۰
ایمان اور یقین بالغیر کے ساتھ پورا پورا اپناب سمجھو اللہ کے حوالے کر دو اور فحص کے دن کا استخار کرنے تر ہو۔ اللہ اپنے بندہ کے تعلق کو قائم رکھتا ہے۔

۳۸۔ سورہ احتاف۔ حم شَرِیلٌ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ لَكُمْ ۰
تم والی سورتیں جو اللہ کا اسم اعظم ہیں۔ اس کا تسمہ یہ سورت ہے۔ اللہ کا رسول انسانوں کا ہی رسول رحمت نہیں بنایا گی بلکہ جنات کا بھی رسول رحمت ہے۔ اس مختصر

زندگی کا حاصل اور احتیام ایمان۔ یقین حکم اور صلح اعمال، صدقہ و خیرات نمازوں زندگی ہے۔ مختصر زندگی کو حیاتِ جاوداں بنانے کا آسان فتح قرآن سکھانا ہے۔ حمادی سات سو تینیں ایک قلب نما بات میں ویدتی ہیں جسکی سوت لور راہ جنت کے دروازوں پر لیجا کر پہنچانی ہے۔ جمال "یَا أَيُّهَا النَّفَرُ الْمُطَمَّنُ۔ قَادِ عَلَىٰ فِي عِبَادَيْ وَأَوْحَلَىٰ جِئْتَ ۝"۔ کامرُدہ سُنّاتی ہیں۔

حمد۔ حمد۔ قیوم اللہ۔ یہ اللہ کا اسمِ اعظم ہے۔ یہ اگر یاد ہو جائے اور انسان اس کا ورد کرنے لگے صبح و شام تو قلب کے اندرِ دین و ایمان سمایا جائے۔ قلب و دین دونوں مسند ہو جاتیں۔ علم و یقین کا راستہ تکر آجائے۔ سات سو تینیں ایک ہی مضمون کی، لیکن الگ الگ انداز بیان لور عنوانات کے ساتھ، قدرت کے چھپے ہوئے سر بستہ رازوں کو منکشافت کرتی ہیں۔ جو کچھ تقدیرت لور فطرت کے جوابات اور عملی کے پردوں میں چھپے ہوئے ہے۔ وہ قرآنی طبع آیات لور بینات سے مانے اجاگر ہونے لگتے ہیں۔ مومن کا فود ایمان جاگ اٹھتا ہے۔ قدرت اور فطرت کے بعدِ جب سامنے آنے لگتے ہیں تو بصیرت اور بصارت کا الگ الگ انداز زندگی کی معابدات و مشکلات۔ وکھ وکھ اور آلام و بیماریوں میں زندگی برقرار کرنا سکھا دعا ہے۔ اللہ کا مومن بندہ بی کر جینا سیکھ جاتا ہے۔ دنیا کی اخراجیں اور خواہشات کا بندہ نہیں ہوتا۔ دنیا سے الگ بندہ بن جاتا ہے اس کا جینا اور اس کا مرنا صرف اللہ کے لئے اللہ کی رسم کے لئے ہوتا ہے۔ پھر اللہ کے فرشتوں کے الیام آسمانوں سے اس کے پاس زمین پر آتے ہیں۔ لور فرشتے پر مجستے ہیں اللہ کے بندے بیتاشری مرضی کیا ہے۔ وہ کہتا ہے تمیری مرضی کچھ نہیں بے اللہ کی مرضی ہے۔ اور میں اس کی مشیت مرضی الکھی کا تائیں ہوں۔ اللہ اللہ کیا مامُ بندگی ہے۔ جو نصیب ہو جائے۔ تو اللہ بندے سے خود پوچھے بتاشری رہنا کیا ہے؟

یہ مقام بندگی اس وقت تک حاصل نہیں ہو جاتا جب تک قرآن سے تعلق دن رات کا نہ جو کو جائے اور اللہ کے رسول رحمت سے اپنا واسطہ اور وسیلہ لور تعلق قلبی و روحانی نہیں پیدا کیا جائے۔ محمد ﷺ سے وفاداری لور ایسا عُفت فرمودی ہے۔ پھر یہ ساری کائنات مومن کی ہے اور مومن اللہ کا رسول کا یاد کر نیوالا اس مقام پر پہنچو جاتا ہے۔ جمال "یَا أَيُّهَا النَّفَرُ الْمُطَمَّنُ۔ لَرْجُمَ الْإِيمَانِ رَسْكَبَتْ رَاصِيَةً مَرْضِيَّ قَادِ عَلَىٰ فِي عِبَادَيْ وَأَوْحَلَىٰ جِئْتَ ۝" کا پیغام آنے لگتا ہے۔

قرآن کا موصوع انسان ہے ساری دنیا جہاںوں کے انسانوں سے قرآن تھا۔ مطلوب کی تلاش اسکی پہلی سورت الہم ذکر کتاب سے شروع ہوئی تو اس تلاش و جستجو نے قرآن کی حمہ ولی سات سورتوں میں اس انسان مطلوب کو تلاش کر لیا۔ قرآن کی ۲۷ سورت توں میں وہ انسان مطلوب دریافت ہوا جو قرآن کا مطلوب تھا۔ یہ قرآن کا معجزہ اور کرامت ہی تھی کہ عرب صفا کے اوپر اور بکریاں چڑائے واسیے بدبوؤں کو نفر و فریک کی نجاشیوں سے نکال کر تیرہ سال کے مشترک وقف میں ان کی ذہنی لودھ تکمیلی تربیت کی۔ اور لبیں صحبت و نگفت میں علم مکھایا۔ حکمت و دلائیں کی باتیں سکھائیں اور پھر ان کے عقیدوں کو شامراز تخلیقات کو دھم و سگان قیاس و ثنا عری سے نکال کر ایمان نورِ حقین کی حقیقتی منزاعوں میں پہنچا دیا تھا۔ اور پھر اللہ کے نام کی سریں لندی کے لئے اور اللہ کے رسول کے لئے اپنا غھر بار۔ بیوی پیچھے مان بائپ رشتہ ولد۔ وطن اور قوم تباریت کا روپا رچھوڑنا مشکل نہ تھا۔ ساری دنیا کو خیر باد کر کے اللہ اور اُس کے رسول کو قیوک کر لینے کا ایمان نورِ حقین پیدا کر دیا تھا۔ رتدگی کے باقی دس سالوں میں ایک طریقہ مکرانی حکومتِ الہمی کے قیام کا کارنامہ رسمی دنیا بیک قائم کر دیا۔

یہ قرآن کی ۲۷ سورت کی تعلیم لورِ ترکیہ نقش سے پورا ہوا۔ جو بھی اس قرآن سے استفادہ کریں اسکو پڑھے گا اور سمجھے گا وہ قرآن کا انسان مطلوب بن کر نہلے گا۔ مومن اور مسلمان ہو گا۔ جکو اللہ نے قبول کیا ہے۔ جسکی شفاعت کا اللہ کے رسول نے وحدہ کیا ہے۔ جو آدم کی جنت کا سخن ووارث قرار دیا گیا۔

قرآن کی آنے والی دو سورتیں ہے ۳۰ اور ۳۸ سورہ محمد اور سورہ قیح ایک موتن کے کدار اور اخلاق کو بیان کرتی ہیں۔ کہ وہ منافق نہیں ہوتا۔ اس کی زبان اُس کا قول اور عمل حکومی کا جذبہ دینی اور ایمان کا ہوتا ہے۔ اس کا ہر قول اهانت اور قول معروف قرآن کے الفاظ میں اہانت اور حاکمی کا نمونہ سنیں اور تھوی کا مجرم ہوتا ہے۔ جو دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں موسیٰ (قرآن کا انسان مطلوب) وہ فرد واحد اور اللہ کی رحمتا و تسلیم کا ایسا نادر نمونہ ہوتا ہے کہ اسی سے ایک جماعت بنتی ہے۔ جماعت ساتھیں اللہ ولیوں کا ایک فرد ہے۔ جسکی قرآن حکایہ رسول اللہ کی تعریف بیان کرتا ہے۔ ان کے لئے قسم میں کی خوشخبری سناتی گئی ہے اور ان کا اگھا پچھے سارے گناہ معاف کرنے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ ان کے لئے جنت

کے دروازوں پر ان کے نام کی تَقْيَاٰں آور زان کل گئیں، میں پیغمبرِ اکٹھ نے ان سے جست کا وَدَدہ کرایا ہے۔ ان پُر ساری تَعْتَمِیں مُکْتَل کردی گئیں۔ انہیں صراطِ مسْتَقِیم دکھایا گیا۔ ان کے دلوں میں ایمان کو تازہ سکون اور اطمینان پیدا کیا اور تو اور کوئی انسانوں سے زین پر چھک کر ایک بیوں کے کاتشوں بھرے درخت کے سپتے ان کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے کر ان سے لپنی وابستگی اور تعلق کا اظہار کیا گیا۔ یہ وہ شانِ مُومن ہے جو قرآن مُومن کو صحیح معنوں میں مومن و مسلمان بناتا ہے۔ قرآن کو روزانہ صبح و شام تلوٹ کرتے رہو، اس کے معنی و مفہوم سمجھتے رہو۔ یہی تنبیہ یعنی مُومن قرآن سے برآمد ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّو عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ أَصْنَلَ اعْمَالَهُمْ ۝ وَالَّذِينَ امْنَأُوا

نمبرے ۳۔ سورہ محمد۔

زانہ جوں جوں آگے ترقی کرتا رہا توں توں انسان کا ارتھانی عمل اور سوجہ بوجھہ خوش ہوتی گئی۔ اکٹھ کی ہدایت اور رہنمائی کے سامان بھی لوگوں کی حفل و فہم کے مطابق انسان سے نازک ہو ستے رہے۔ انبیاء ملکهم کا سلسلہ حضرت نوح ملکهم سے مُسلسل ہزاروں برس جاری رہا۔ ان طبیلِ القدر انبیاء ملکهم کے نام و حالات قرآن نے کہیں مختصر اور کہیں تفصیل سے سنائے اور بہت سوں کے نام کا صرف حوالہ دیا گیا، حالات ہمیں سنائے گئے۔ دنیا میں صرف موسوی شریعت ہی ہزاروں سال سے قائم رہی تھی۔ حضرت داؤد ملکهم بھی موسوی شریعت کے پابند رہے تھے حالانکہ ان کو حکومت، بادشاہت اور نبووت ساتھ ساتھ عطا ہوئیں تھیں۔ مگر ان کے لئے شریعت موسوی ہی رہی۔ جب موسوی شریعت ترقی یافتہ ذہنوں اور ضروریات زندگی کی گھما گھمی لور ماحلاۃت کاروبار میں کم پڑی اور خود بھی اسرا ایلیوں نے اس کمی کو اپنی طرف سے پورا کر کے توریت اور ابھیل میں تحریف و ترمیم اور تبدیلیاں کریں تو پھر وہ آہمی کتاب نہ رہی بلکہ لوگوں کی مرغی کا، دنیا ساری دنیا کے کاروبار کا دن بن گیا۔ یہی وہ ضرورت تھی اور جرم تھا بنتی اسراء ایلیوں کا، یہود و تصاریح کا، جسکی سزا میں ان کے دل

ابراہیم کو جنکی بندیاں کہ میں رکھی گئی تھیں جنہیں یہ غماں بنایا گیا تھا ان سے چھین کر محمد رسول اللہ کے حوالے کیا گیا اور اس طرح محمدی فریادِ اسلامی کا نفاذ عمل میں آیا۔

رسُل کی قرآن نے تقدیم کر دی۔ اِنَّ الَّذِينَ عَنِ الدِّينِ حُنْدَ اللَّهِ الْأَسْلَامَ ۝

اسلامی میں خیر ہی خیر ہے۔ بحلانی ہی بحلانی ہے مسلمانوں کا قب کتنم خیر احمد، یعنی تم بہترین مستی لوگوں کی جماعت کے فرد بن جاؤ جو سنگی کی طرف لوگوں کو بُلانے اور برائی سے روکے۔ جہاں کھیں برائی اور بدی، گناہ و نافرمانی کے کام دیکھو ہاں ڈٹ جاؤ۔ بالطف کا مقابلہ کرو۔ خیر پھیلو۔ سنگی کی تقدیم اور تعلیم دو۔ اگر موسیٰ ہو تو مومنوں کے کام کرو۔ مومنوں کا کردار ادا کرو۔ مناقبت سے مت کام لو۔ مسلمان کھللو۔ اور اللہ کی نافرمانی سُرگشی کے کام علَانیہ و ہٹانی سے نہ کرنے لگو اور خود کو مسلمان کھللو۔

یہ دنیا آنا شکارِ امتحان کی مدد ہے۔ زندگی کی دوڑ دعوپ اور کشمکش میں ہمیشہ مسابقت ہو رہا تھا جاری رہیا۔ دنیا آگے کی طرف جاری ہے۔ جاگ رہی ہے۔ تم کو بھی آگے کی طرف رواں دواں ہونا پڑتا۔ ورنہ تم دنیا کے لوگوں سے اور قوموں سے چھپے چلے جاؤ گے۔ پس تمہارا نام و نشان بھی نہ ہو گا۔ ایک مومن اور خیرِ موتمن کے کاموں میں امتیاز اور فرق ہونا چاہیے۔ مومن اپنے عقیدے اور اپنے ایمان اور اپنے اعمال سے اللہ کے ڈر خوف سے پچاتا جاتا ہے۔ اور کافر مشرک کو نہ تو اللہ کا کوئی ڈر خوف ہے اور نہ آخرت کا ڈر خوف۔ اس کے لئے وہ آزاد اور مادر پدر آزاد ہے۔ جو جی میں آئے کرتا پھر تا۔ یہ مگر مسلمان آزاد نہیں چھوڑا گیا۔ وہن کامنہب کا پابند بنایا گیا ہے۔ آخرت میں جوابِ دہی کا یقین اور ایمان ڈر اور خوفِ اسکو بدی اور برائی کی طرف جانے نہیں دلتا۔ جو لوگ موسیٰ ہو مسلمان ہونے کے باوجود قیامت کا اور آخرت کا یقین اور اس کا ڈر خوف نہیں رکھتے وہ مومن ہی نہیں ہیں۔ یہ منافق ہیں۔ اللہ ان کے دلول کے اندر ایمان اور یقین کو خوب جانتا ہے۔ ان کو اللہ کی عدالت نہیں فرود لایا جاتیا کہ اور ان سے پوچھا جاتیا کہ دنیا میں وہ کیا عمل کرتے رہے تھے۔ اللہ مومنوں کا دوست، والی نور مددگار ہوتا ہے۔ ان کی ہر وقت مدد کرتا رہتا ہے۔ لوگو! آجاو۔ اللہ کی طرف کالا اللہ اکابر ایک کلمہ ہی تو ہے اور حق بات کہتے کا، حق کی حمایت کرنے کا، حق کا ساتھ دیتے کا۔ جھوٹ۔ فریب۔ مکاری دھوکا مال حرام۔ زنا فحاشی و بعد کاری اور بے ایمانی یہ بت زندگی کے عذاب ہیں۔ اللہ کی لعنتیں ہیں۔ یہ بت تھا رے اور عذاب بن کر گئی۔ ان کی کوئی دوا اور علنج اور شفاء دنیا کے پاس نہیں ہے۔ اور آخرت کا عذاب اس کے

سواء ہو گا۔

یہ کتاب تھا رے سامنے ایک حکمت کی بات بتائی ہے۔ "اطیعو اللہ و اطیعو ا رسول"۔ اس پر عمل کرو اپنی نفسانی خواہشات پر قایل ہو کمحب اللہ قادر خوف دل میں رکھو۔ موت کو مت یہو کو۔ موت کے بعد تبر کی زندگی ہے۔ قبر کا حد ادب ہے عالم بدنخ ہے، اس کے بعد عالم آخرت ہے۔ پوچھو چھوپ کی ہو گی۔ ترازو پر سارے اعمال توڑے اور وزن کے جائیں گے۔ اس کا یقین رکھو اس دن سے ڈر جب تمہارا بجا نیوالا۔ سفارش کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔ ان لوگوں کی مثالیں سامنے رکھو۔ دنیا میں سیر کو۔ چلو پھر وہ جو تم نے پہلے بھی مکرانی کی جادہ جلال میں، سوتا چاندی، ہیرے جو اپرات کے دھیر لائے۔ اللہ کو کبھی نہیں مانتا۔ قرآن کو کبھی پا تھے نہیں لایا۔ مدھب کا مذاق اڑایا۔ دن کی بے حرمتی کی اور دنی کی حکمات کی حکملہ خلاف درزیاں کیں ان کا انجام بھی سامنے رکھو۔ تائیخ سے قوموں کے حروف و زوال سے سبقت ریکھو۔

کافروں اور مشرکوں سے زیادہ سخت عابر اور حدیث ان منافقین کا ہو گا۔ جو خود کو مسلمان ہونے کا وعیدار سمجھتے ہیں اور دن کے خلاف علائیہ کام کرتے ہیں۔ مسلمان بن کر دندناتے پھرتے ہیں۔ وہ کس کو دھوکا دے رہے ہیں۔ کس کے فیض میں آگئے ہیں۔ اللہ سب کے دلوں کا حال خوب جانتے والا ہے۔ اللہ نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ دلوں پر تائیلے لادیے کوئی تعمیث و بدآشت کی اچھی بات لئیں کی سمجھ میں نہیں آتی لور نہ وہ حق کو سنبھنے کو تیار ہوتے ہیں۔ حق کو جھلائتے رہتے ہیں۔ ان کا احتدار۔ ان کی حکومت لئی کی باشناکی کو فروغ لتا ہے۔ اللہ بھی خالم کی رستی کو درداز کرتا، ان کو چھوٹ مہلت دنکارہتا ہے۔ موت تو ان کے لئے بھی مقدر بنی ہمکی بعد موت کے بعد قیامت اور آخرت سے بھی سب کو گذرنا ہے۔ اپنے اپنے اعمال کی جواب دی کرنا ہے۔ جب پھتانے افسوس کرنے سے بہتر ہے کہ آج وقت ہے زندگی کی مہلت ہے۔ آجاو۔ اللہ کی طرف۔ توبہ و استغفار اور معافی اللہ سے اُنگ لوحدت دل سے توبہ کرو۔ توبہ التصریح کی اللہ کے پاس بڑی قدر ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو صاف کرتا اور یعنی رحمت اور بخشی میں مومنوں کو مناخوں کو۔ کافروں اور مشرکوں سب کو سیاست لیتا ہے۔ اللہ سے ڈلو۔ اللہ کے بندے ہے میں جاؤ۔ معافی و مغفرت و بخشش کی مہلت صرف زندگی کی آخری سالیں تک رہتی ہے پھر وہ بھی موت کے وقت قبول نہیں کر جائیگی۔ موت کے آنے سے پہلے معافی مشرکت و بخشش کلب کرتے رہتا یہ مسلمان مرد

وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ مُؤْمِنًا فَلَمَّا
أَتَاهُ اللَّهُ مَا أَنْهَا بِهِ
أَقْبَلَتْ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنَاتُ
يَسِيرَاتٍ مُّكَفَّرَاتٍ
لَّا يَرْجِعْنَ إِلَيْهِ مَا
أَنْهَاهُنَّ إِلَيْهِ وَلَا هُنَّ
لَهُ بِشَيْءٍ مُّنْكَرٍ
لَّا يَرْجِعْنَ إِلَيْهِ مَا
أَنْهَاهُنَّ إِلَيْهِ وَلَا هُنَّ
لَهُ بِشَيْءٍ مُّنْكَرٍ

وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ مُؤْمِنًا فَلَمَّا
أَتَاهُ اللَّهُ مَا أَنْهَا بِهِ
أَقْبَلَتْ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنَاتُ
يَسِيرَاتٍ مُّكَفَّرَاتٍ
لَّا يَرْجِعْنَ إِلَيْهِ مَا
أَنْهَاهُنَّ إِلَيْهِ وَلَا هُنَّ
لَهُ بِشَيْءٍ مُّنْكَرٍ
لَّا يَرْجِعْنَ إِلَيْهِ مَا
أَنْهَاهُنَّ إِلَيْهِ وَلَا هُنَّ
لَهُ بِشَيْءٍ مُّنْكَرٍ

جذبہ اور عزم و استکشاف پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جہاد دن کا آخری رکن ہے۔ جہاد کے بغیر دن مکمل نہیں ہے۔ مسلمانوں کے لئے جہاد کا حکم قیامت تک فرض کیا گیا ہے، کبھی صاف نہیں کیا گیا۔ ہر وقت دن کے لئے اللہ کے نام کی سر بلندی کے لئے جذبہ جہاد کو زندہ رکھو۔ اللہ کی نصرت اور فتح پر یقین رکھو۔ اللہ موسوں کو ہمیشہ نصرت اور فتح سے نوازتا ہے۔ موسیٰ حق نبی میں اور ہمیشہ باطل پر خاک اور قسم مدد ہوئی گے۔ دن کے لئے آخرت کی سر بلندی کے لئے اللہ اپنے موسوں سے خلوص و ایثار قریانی اور جان و مال کو طلب کرتا ہے۔ اس جذبہ ایمان کو تازہ رکھو۔ اللہ کے دن کی حفاظت دن کی سر بلندی کے لئے نہ تہارے مال کی ضرورت ہے۔ نہ جان کی لودنہ کی ایثار اور قریانی کی وہ تو سب کو دینے والا اور عطا کرنیوالا بے حساب دینے والا ہے۔ تمہاری جان، تمہارا مال بھی اس کا درایا ہوا عطیہ ہے۔ اگر دن کے لئے کبھی یہ دُنوں کام آجائیں تو پر کیا بات ہے؟ جو کچھ تم اس کے لئے دُگے اور خست کو گے وہ اس کے بد لے سو گناہ زیادہ کر کے تم کو لوٹا لے گا۔ اور کبھی طرف رکھے گا کچھ نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَنَا قَصَّنَا لَكُمْ فَتْحًا مُبِينًا ۝ لِيَعْلَمَ كُلُّ اللّٰهُمَّ اَنَّمَا تَقْدُمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا

نمبر ۳۸۔ سورہ اقتض۔

اللہ کا فیصلہ ہر کام سے پہلے ہو جاتا ہے۔ الحمد یا جاتا ہے۔ یہ سورت ۷۴، بھری میں نازل ہوتی قسم بینی کے نام سے۔ اس سوت کا پس منظر ہے۔ اللہ کے رسول کو اپنا محمر بار، کہ کی جائے پیدا اش چھوڑے ہوئے چھ سال گذر گئے تھے۔ اس دوران ایل مکہ اور قریش سے کسی سر کے حق و باطل کے لڑ کے گئے۔ اب کچھ سکون اور الہمیان حاصل ہوا۔ تو ایک دن اللہ کے رسول نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کر رہے ہیں اور مکہ میں قیام ہے۔ اس خواب کی تعبیر کے لئے اللہ کے رسول نے مدینہ سے کم کی طرف عمرہ کی غرض سے پندرہ سو صحابہ کی ایک جماعت لے کر روانہ ہوئے۔ ایل مکہ کو خبر ہوتی تو وہ تھجراۓ بچے

کہ زلائی کی غرض سے آئے ہیں۔ انہوں نے ان کو کہ سے کچھ فاصلے پر روک دیا۔ آنے کی غرض و مدد عاد ریافت کیا۔ جب معلوم ہو گیا کہ عمرہ کی نیت سے آئے ہیں تو ایک مسکے پیدا کر دیا گیا۔ اس مسکے کا حل اللہ نے تجویز کیا۔ اور اللہ کے رسول نے اس کو مان لیا۔ حجاج بر رسول اللہ کو اللہ کی حکمت اور مصلحت معلوم نہ تھی۔ انہوں نے عرب حمیت اور قومی جذبہ و جوش جہاد، دین و ایمان کی تازگی اور اللہ پر کامل اعتماد تھا۔ بعینہ ہو گئے کہ زلائی ہوا اور زبردستی کے میں داخل ہو کر عمرہ کی سعادت پوری کی جائے گی۔ اے محمد ﷺ اللہ نے فیصلہ دیدیا ہے ان چار چیزوں پر (۱) تمہارے اور حجاج کام کے لئے پختے گناہ معاف کر دیے گئے۔ (۲) سارے انعامات و احسانات تم پر مکمل کر دینے گے (۳) تم سب بدایت کی سیدھی راہ پر قائم کر دینے گے۔ (۴) جنت کی وراثت کا سب سے وعدہ کیا گیا۔

دو چیزوں اس سورت میں اشاری گئیں۔ "إِنَّا قَنْعَالَكُثُرَ قَتَحَ مَيْتَنَا" قبح و نصرت ایسی کہ اسکی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملیگی۔ مستقل قبح کا قیامت تک کے لئے وعدہ کیا گیا ہے۔ مومنوں کے لئے۔ دوسری چیز جو اشاری گئی "إِنَّمَا الْكَيْتَةُ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ"۔ مومنوں کے لئے اور حجاج بر رسول اللہ کے درود ہزار ساتھیوں کے دلوں کا سکون و طمأنیت جو جوش جہاد سے سیشوں کے اندر را بیج رہے تھے کہ آج فیصلہ ہو گا۔ اور اگلے پچھلے سارے قریبے اور بدآئے اشارے جائیں گے۔ اس سے کم کسی بات پر وہ آمادہ نہ تھے۔ اللہ کے رسول کو دن کی کاسیابی پر قبح و نصرت تو دنیٰ ہی تھی مگر اس کے ویکے اور بہانے سے مومنوں کو اس طرح بہت بڑا انعام و اکام ہلا۔ ان کے دلوں کے اندر سکون و اطمینان پیدا کر دیا گیا۔ ایمان کو تازہ اور ایمان کی وقیت کی گناہ زیادہ کر دی گئی۔ جو ایمان اور ایقان سے کہیں زیادہ تھی۔ اللہ کی توفیق و بدایت کے بغیر ایمان اور یقین اور دلوں کا چین و سکون اور سیدھی راہ سلامتی کی پر اللہ کا بہت بڑا احسان لوار انعام مل امومنوں کو۔ اس وقت جب وہ جہاد کے جذبہ جوش انتقام میں دیوانہ ہو رہے تھے۔ پھر فرمایا۔ "سُمِّمْ نَعْمَةً"۔ نعمتوں کی تکمیل پر کہہ کر کر دی کہ اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کرنے گے۔

ـ قبح میں۔ سکون قلت و طمأنیت۔ مغفرت اور بخشش لوار بدایت کی سیدھی راہ اللہ کا وعدہ ہے ہر مومن کے لئے جو قرآن کا مرد مومن بنے گا۔ پچار نعمتوں اس کے حصے میں ضرور آئیں گی۔ اور وہ قرآن کا مرد مومن بن کر قرآن کی ۷۶ سورتوں میں تیار ہو کر سامنے آئیں گا۔ جسکے لئے یہ انعام رکھا گیا ہے۔ اس قابلہ میں پندرہ ہزار مرد اور عورتیں بھی شامل تھیں۔ اور

قریبی کے اوٹ بیڑ بھی ساتھ تھے۔ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ام سلہ بھی ساتھ تھیں۔ ان کی ہجرت مثالی تھی۔ جن سے ان کا دودھ پیتا بچہ ہجرت کرنے پر ان کی گود سے اسٹار لیا گیا تھا۔ انہوں نے ماں کی امداد کی گوئی کو ہجرت کے ثواب اور جذبہ اپنی پر قیان کر دیا تھا۔ اللہ نے انہیں فضیلت اور بڑا درجہ عطا کیا گے ان کے طفیل ان کی وصالت سے دنیا کی ساری مونز عورتیں بھی اس انعام میں شریک کریں گے۔ اور پر حورت جو قرآن سے بدایت نصیحت حاصل کرتی رہیگی وہ حضرت ام سلہ کے سامنہ روز قیامت ان کے ساتھ ہوگی۔ ایک عورت بھی ام سلہ کے سامنہ کی دونخ میں نہیں ڈالی جائیگی۔ اس سوت سے ایک بڑی قسم کی خوشخبری سنائی گئی۔ اور اس کے بعد آئندہ قسم کے سارے دروازے مسلمانوں پر کھوکھ دیے گئے۔ اور یہ قیامت تک اس کا وعدہ ہے۔ بشرطیکہ مسلمان قردن لوٹی کے چے مسلمان بن جائیں۔ جو قرآن کا اسلام مطلوب ہے۔ کفر و شر کا جھکڑا قیامت تک رہیا۔ اسلام کے خلاف ساری طاغوتی توں میں پوری تیاریوں کے ساتھ مخدہ ہو کر بُرد آزماؤتی رہیگی۔ اور موسنوں کی آذائن شہوتی رہیگی۔ جہاد کا حکم یہیش کے لئے تاقفہ العمل رہیا۔ کفر و شر کی دنیا سے نیت و نابود ہوگا۔ اس کی صفات اس سورہ میں دی گئی ہے۔ مسلمانوں سے قسم میں کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور یہ وعدہ اس وقت پورا ہوا جب ۸۸ ہجری میں اللہ کے رسول نے اپنے اصحاب کے ساتھ تک قسم کر دیا تھا۔ اور اس کے بعد شر کہ جنین اور تبوک میں کامیابی کے دروازے کھوئے گئے۔ اور یہ دروازے قسم و نصرت کے قیامت تک کھلے رہیں گے۔ موسنوں اور مجادلین کے استوار کر رہے چوں گے۔ اللہ کے رسول کو حکم دیا گیا کہ ہر قسم وہر کامیابی پر اخذ کا ذکر اس کی حمد و شنا اور شکر ادا کرو۔ کامیابی کی خوشی سنانے کا یعنی ایک طریقہ اللہ کو پسند ہے۔ اور یعنی طریقہ مسلمانوں کے لئے سکھایا گیا ہے۔

سوت کا خلاصہ ہے۔

۱۔ اللہ کا فیصلہ تھا کہ صلح ہو جائے لہٰنی بالکل نہ ہو۔ یقیناً مسلمان عمرہ کی سعادت سے حالت احرام میں روک دیئے گئے تھے۔ اللہ نے حکم دیا کہ احرام اتار دیں اپنے جانوروں کی قربیتی پوری کریں۔ عمرہ کا پورا پورا ثواب ملنے کا وعدہ کیا گیا اور ساری نعمتیں مکمل کر دیں گے۔

۲۔ اس سال واپس جائیں آئندہ سال دوبارہ آئے کر عمرہ کریں۔ یہ بدلی شرط تھی۔

۳۔ یہ معاہدہ دس سال کے لئے ہو گا۔

صحابہ رسول اللہ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اللہ کی عبادت کرنے سے کیوں روک دیا گیا ہے اور مسلمان اللہ کے رسول کے ہمراہی میں اس طرح چپ اور خاموش کیوں بدل دیے گئے؟! جب لڑائی ہوتی ہی نہیں تو معاہدہ صلح اور شرائط صلح کس بات پر لکھے جا رہے ہیں؟!

یہ تو حکم تھا اللہ کا۔ فیصلہ اللہ کا ہوا۔ اللہ کے رسول کو خبر دی گئی اس لئے آکا بڑی صاحبہ رسول چپ سادھے اور ستر بند کئے خاموش تھے مگر دل اندر سے کڑھتے تھے۔ کچھ اور ہی سوچ رہے تھے۔ یہ تھی وہ اطاعت رسول "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول" کا مقام۔ قبح آئندہ جاری رہیگی۔ یہ بھی صلح نہیں قبح سبین ہے۔ چنانچہ دوسرے ہی سال اس صلح حدیثیہ کے بعد مکہ قبح ہو گیا۔ واپسی میں حنین کا معرکہ پیش آیا۔ وہ بھی قبح مندرجہ۔ بہت سالاں غنیمت قبائل عرب کا پاتھ آیا۔ اور بے کاسب مسلمانوں میں اسی وقت تقسیم کر دیا گیا۔ اللہ کا رسول خالی پاتھ اپنے صاحبہ کی جماعت کے ساتھ واپس آیا۔ مدینہ میں خیبر کا معرکہ قبح ہوا۔ بہت سالاں غنیمت بغیر لڑے بھڑے مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اللہ نے حکم دیا یہ مال غنیمت نہیں ہے یہ مال فتنے ہے۔ اسکو اہل بیت رسول اللہ اور عام غرب سے مسلمانوں، مختاروں، ملکیتوں۔ یتیموں۔ بیواؤں اور ضرورت مددوں میں تقسیم کر دو۔ اس میں سارا مال اللہ کے رسول کا ہے اور ان کی مرضی سے تقسیم ہو گا۔ اللہ کے رسول نے قلعہ خیبر کا سارا مال، ساری زرعی زمینیں۔ باناتے غربیوں میں تقسیم کر دیا اور گھر کی بیویوں کو اور اپنی بیٹی چھتی فاطمہ کو کچھ نہیں دیا۔ فرمایا اللہ ہمارے لئے کافی ہے۔ "اللیس اللہ بکاف عبدہ"۔ اللہ تو خالص مومنوں کا اصحاب رسول اللہ کا ساتھی ہے۔ وہ لوگ جو خلوص سے دین و ایمان اور یقین آخرت پر اور اللہ کے رسول کا ساتھ دیتے ہیں اللہ ان کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ اللہ نے اپنے صیب ملکیتیہ سے فرمایا۔ میرے چیب جب تم اپنے صاحبہ سے حضرت عثمانؓ کی مکملیتی کی خبر پر جنگ اور انتقام کی بات کر رہے تھے اور ان میں بیعت لے رہے تھے تو جانتے ہو اس وقت اللہ بھی تمہارے صاحبہ کے ساتھ اس بیعت میں فریکٹ تھا۔ بیعت کے لئے جو جو ہاتھ تمہارے پاتھ میں تھے ان میں سب سے اوپر کا ایک باتھ اللہ کا بھی تھا۔ اللہ نے اپنے چیب کو اس کے صاحب کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑا ہے۔ ہمیشہ ہر وقت ان کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ اللہ اکبر! کیا تمام ہے صاحبہ رسول کا جن کے ہاتھوں پر اللہ کا باتھ ہو۔ جنکی مدد و نصرت کا اللہ کا وعدہ ہو۔

اس معاہدے سے صلحِ حدیبیہ میں اللہ کی حکمت و مصلحت پوشیدہ تھی۔ اللہ تو غیب کا حال خوب جانتا ہے۔ اہل کمہ اور قبائل قریش جو دو الگ خاندانوں مسلم اور غیر مسلم بن کر کمہ اور مدد میں تقسم ہو چکے تھے اور اس کے اثرات کہ میں بنا یاں ہو رہے تھے۔ بہت سے حق پرست اور زرم دل لوگ اسلام کی حقانیت اور من اسلام کی توحید اور رسالت کے قائل ہو چکے تھے اور دل سے ایمان قبول کر چکے تھے، مگر دوسروں کے زیر اثر ان کی سرداری ولادت اثرو رسوخ سے ڈر کر اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے۔ بہت سی عورتیں اور بُوڑھے جو کمزور اور بے بُس تھے اللہ سے دُعا میں کردے ہے تھے لور اللہ ان کے دلوں کا حال جان رہا تھا۔ اگر صلحِ حدیبیہ نہ ہوتی اور جنگ ہو جاتی تو بہت سے اہل ایمان کے باسی مارے جاتے اور مسلمانوں کی تعداد کم ہو جاتی۔ اس مصلحت و حکمت کا فائدہ یہ ہوا کہ معاہدہ کے دوسرے ہی سال دو جملہ اقدارِ صالحی حضرت خالد بن ولید اور عمر بن عفان نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور ان کے بعد یہ سلسلہ ایسا شروع ہو گیا کہ معاہدہ خود بخود اہل کمہ کی طرف سے توزیع دیا گیا۔ یہ بہت بُرسی کا سایا تھی جس کا اللہ نے وحدہ کیا تھا۔ فتحِ کمہ سے پہلے ہی بہت سے لوگ مسلمان ہونے لگے تھے۔ اللہ نے تحصیل و نثارتِ گردی کو پسند نہیں کیا تھا۔ صلح اور امن سے اسلام کا اپنا مقصد پورا ہو گیا۔ اصل دین توعقابِ اسلام اور احکامِ خداوندی کی تعمیل ہے۔ مقامِ مسقیم پر قائم رہ کر سیدِ حی راہ اختیار کرنا ہے۔ اللہ اس دن کا محافظ اور بھگبان ہے۔ اور دن کو کافروں پر ٹھاکر رکھنے گا۔ اللہ کے رسول کی تعلیم کو ترکیب، محبت اور اخلاق نے بہت جلد مکہ ایک مسیحی یہودِ حبّہ کی جماعت تیار کی۔ ان کی تعریف بیان کیا جا رہی ہے۔ صالحیہ رسول، اللہ کے اور اس کے رسول کے مخلص بچے دوست اور جانشیار ساتھی ہیں۔ جنکی مثال دنیا میں کہیں نہیں رہتی۔ قرآن کا مقصد تعلیم ایسی ہی ایک جماعت تیار کرنا ہے جو نبوتِ انسانیت اور فرمان بردار اللہ اور رسول کی بنے۔ جنکی دھاگ سے کافروں اور دشمنوں دن اسلام کے دل دھل جائیں۔ اسلامی معاشرہ میں دن کے بھائیوں میں محبتِ اخوت اور بھائی جارہ کی مثال قائم کرے۔ اسلام کے خلاف باطل قوتوں کے آگے ڈٹ جائیں۔ مسلمان کا شعار زندگی محبت اور رُخوتِ سادگی اور اخلاق ہے۔ اللہ کے اطاعتِ گذار فرمان بردار بندے نمازوں کے قیام میں ہججت کی راتوں میں رب کے حضورِ کھڑے ہوئے اور اپنے گناہوں کی مغفرت و مریض طلب کرنیوالے، لوگوں کے ہمدرد ہمہ ریان، مصیبتوں میں خیر ہوں کے کام آئیوالے، ہر وقتِ اللہ کی رضماں اور خوشنودی کے طالب۔ ان صفات کے لوگ توریثت اور انجلی کی تعلیمات میں بھی

بیان ہوئے تھے۔ مگر قرآن نے تو ایسی صفات کی ایک مکمل جماعت قائم کر کے دنیا میں مثال بنادی۔ پہلے ایک رفین سفر کا ساتھ تھا، پھر وہ اور پھر تین جارہ، پھر میکڑوں ہزاروں کی تعداد بڑھ گئی اللہ ان سے راضی اور خوش ہوا۔ ان کو جنت کا وارث قرار دیا۔ ان کے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ یہ سَأَلُّهُنَّ الْأَوَّلُونَ صَحَابَةَ كَيْ جَمَاعَتِ تَمَّ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آتُوكُمْ مِّنْ يَدِي اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالَّذُو الْأَطْهَارِ إِنَّ اللَّهَ

نمبر ۳۹۔ سورہ المُجرات۔

اسے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ مستار ہتا ہے۔ دیکھتا رہتا ہے۔ یاد رکھو اللہ اور اس کے احترام اور لندس میں، کسی طرح کی بھول، گوتا ہی اور غلط نہ ہونے پائے۔ پچھلی سورت میں صحابہ رسول اللہ کی تعریف بیان ہوئی ہے۔ اس سورت میں جماعتی زندگی کے آداب و ادب، تہذیب اور اخلاق اور معاشرت کو بیان کیا جا رہا ہے۔ اگر کبھی انسانی معاملات میں کاروبار تجارت میں، رہن سکن میں چھوٹے چھوٹے جگڑے اور مناقشات اور تنازعات پیدا ہو جائیں ان کا واحد حل اللہ کے ڈر خوف میں اللہ کے رسول کی اتباع تلاش کرو۔ آپس میں صبر سے سکون و صلح دوستی سے سائل حل کرو۔ جان رکھو، اللہ پر وقت تھا رے کا درمیان موجود رہتا ہے۔ تم کو دیکھتا رہتا ہے۔ آپس میں ایکدوسرے کا احترام کرو۔ ایکدوسرے کو برے نام لور خراب اشارے کنائے سے مت نکارو۔ برے نام لوگوں کے مت رکھو۔ اخلاق اور محبت سے پیش آو۔ ایک دوسرے کی عمر کے فرق مراثب کا درجہ بدوجہ خیال رکھو۔ ماں باپ اور اولاد کے درمیان، میان بیوی کے درمیان، حدود احترام اور فرق مراثب ضروری ہیں۔ یہ ادب و تہذیب اور شائری کا لفاظاً ہے۔

بغیر ترقیت کے کسی پر خوانوہ الزام اور تہمت مت نہ کاؤ۔ ایکدوسرے کی برائی غیبت اور چلنی مت کھاؤ۔ لوگوں کی بُراسیوں اور فرش حركات کی ٹھیکیت کرو اور نہ کسی کو بدنام کرنے کی باتیں لوگوں کو سناو۔ اب اس دنیا میں اللہ اور صحابہ رسول رہے ہے نہیں ہیں۔ ان کے

نام اور کام اور کارناے احترام سے سناؤ۔ ان کے خلاف کوئی بُجی بات تمت کرنا ان کا مقام
بہت بلند ہے۔ اللہ نے ان کی تعریف کی ہے۔ قرآن میں ان کا ذکر ہے۔ ہم گھنگھار نافرمان
بندے ان عظیم رَحْمَانِ رسول کے خلاف کس طرح کوئی بات لپنی زبان سے نکالیں اور اس
وقت کے حالات پر آج کے حالات میں تبخرہ اور تَسْقید کریں۔ اور انہیں دامت کریں۔ اور
لپنی رائے اور پشید کا اظہار کریں۔ یہ صحابہ رسول آج بھی دیے ہی محترم ہیں جیسا قرآن میں
مرذکر آیا ہے۔ اور قیامت تک محترم ہیں گے۔ ان کا احترام اور تقدس ایسے ہی کیا جائیگا
رجھڑج ہم دیگر شعائر اللہ یعنی کعبۃ اللہ۔ صفا و مروہ۔ قربانی کے جانوروں کا۔ جبل عرفات کا
احترام ملعوظ رکھتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ ہر وقت ہمارے ساتھ ساتھ ہے۔ ہم کو سنتا رہتا ہے۔
ہم کو دیکھتا رہتا ہے۔ اللہ سے ڈر نہ رہو۔

اللہ کے رسول کے صحابہ جو پرانی انسانیت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ فلوچس اور مجتب کے پیغمبر
تھے۔ اللہ کا ڈر خوف دل میں ہر وقت رکھنے والے تھے۔ ان ہی سے کردار اور صفات اپنے اندر
پیدا کرو۔ قرآن اُسکی علمی و تربیت کرتا ہے۔ پچھے مومن بن جاویہاں ساری صفات مُمُونوں
کی بیان ہو رہی ہیں۔

ایک جماعت میں مومنین، مُتناقضین اور فاسقین سب ہی قسم کے بندے ہوتے ہیں۔
اللہ نے ان کی جان پیجائی کر دی ہے۔ ہر صورت میں اخلاق اور تہذیب سے محبت اور اخلاص
سے ایکدوسرے کی رفاقت اور دوستی رکھو۔ ان لوگوں سے دور رہو، جو اللہ اور اس کے رسول
کے خلاف عدوں حکمی کرنیوالے ہوتے ہیں۔ ان کی صحبوتوں سے دور رہو۔ ایک دوسرے کو
بُرا بُلاشت کھو۔ انسان کی یہ فطری کھنگروی ہے کہ وہ خود کو بت کے اعلیٰ و ارفع اور لپنی
خاندانی فرافت اور نجابت میں فخر کرتا ہے۔ نام کے ساتھ سید فرود لکھتا اور ایسے ایسے لایتے
اور ساقیتے کے لقب نام کا لازمی جز قرار دتا ہے کہ اُسکی سیادت و فرافت اعلیٰ نسل کا اظہار
ہو سکے۔ اور وہ خود کو ہمیز اور ممتاز بنانا کر پیش کرتا ہے۔ حالانکہ یہ سب دھوکے کے فرضی نام و
القب کنیت اور حوالے ہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اصل بات تمہارا تقویٰ۔ ایمان
کردار اور خصائیں، اخلاق و شارٹیجی دیکھی جاتی ہے۔ اللہ سے کس قدر ڈر خوف دل میں رکھنے
والے ہو۔ اللہ کے احکامات کا کس قدر پُورا کرنے والے ہو۔ اللہ کے رسول کی کس قدر پیکروی
کر رہے ہو۔ نماز کے کس قدر پابند اور مستحبی ہو۔ اللہ نے قرآن میں سیادت۔ برداشت، سرداری
او فضیلت کا جو معیار مقرر کر دیا ہے اس کے حلاوه کوئی اور نام کوئی اور معیار تم کو اعلیٰ

رفیقت اور درجات والا نہیں بن سکتا۔ یہ بُلھکو سے اور دُھوکے، فریب دینے والی باتیں ہیں۔ جو لوگوں نے اپنے ناموں سے منوب کر کمی ہیں۔ اسلام میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ تم مومن بن کر اللہ پر احسان کئے ہو۔ اللہ نے تم پر احسان کیا کہ تم کو مسلمان بنایا اور مومن بنایا۔ اسلام کے طریقوں پر ہمیں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا کی۔ تم کو دین اسلام کی سیدھی راہ دکھانی ہے۔ اور اس پر قائم رکھا ہے۔ اللہ مومنوں کا ظاہری حال اور باطن کی پوری خبر رکھتا ہے۔ تم اللہ کو دُھوکا اور فریب نہیں دے سکتے۔ اللہ تم کو دیکھتا ہے تھم کو سُنّتا ہے۔ تمہارا ہر قول اور فعل اللہ کے سامنے ہے۔ اللہ کے ذریثے اس کو تحریر میں لاتے رہتے ہیں۔ اور پورا پورا یکارڈ رکھتے ہیں۔

لوگوں اصل معیارِ دن تھوڑی ہے۔ اللہ کا ڈر خوف اگر یہ پوری طرح انسان کے قلب اور ذہن میں پیشہ جائے تو پھر انسان بہترین صفات کا، اللہ کا مومن بندہ، اصحاب رسول اللہ کی جماعت کا ایک فرد بن کر قرآن کے معیار پر پورا اور سکتا ہے۔ تہذیب نفس و تزکیہ نفس کا تعلق دل سے ہے۔ دل کی صفائی اور پاکیزگی نفس کی صفائی و پاکیزگی سے متعلق ہوتی ہے۔ مردوں سے زیادہ عورتوں کے لئے نفس اور دل کی پاکی و صفائی و ستراتی کا حکم دیا گیا۔ کیونکہ عورتوں کی صفت نازک ہے اور ان کا دل اس سے بھی زیادہ نازک ہے۔ اور لھیف ہوتا ہے۔ ہر معمولی بات سے متاثر ہوتا رہتا ہے۔ امہات المؤمنین کو مقابلہ کر کے ساری دنیا کی عورتوں کے لئے حکم سنایا گیا ہے۔ دل کی صفائی اور پاکیزگی رکھنا۔ اللہ کے رسول کی رہنمی ادب اور فرمائیں اسی وقت ملک ہے جب اللہ کا ڈر خوف اور تھوڑی مومن کے دل میں آجائے۔ دل اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے آدمی اللہ کا بندہ بن جائے۔ اس کا قلب نورِ ایمان سے جگتا ہے۔ قلب سے سارے جہات احمد جائیں اور ختم ہو جائیں۔ دل میں ایمان اور یقین کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ اس سے پوری زندگی بدال جاتی ہے۔ آدمی سیدھی راہ پر خود بخود چلنے لگتا ہے۔ سورت کے آخر میں ایمان کیا ہے اور اسلام کیا ہے دو نوں کا فرق بیان کیا گیا ہے اور دنوں کی وصالحت آتی ہے۔

ایمان اللہ کا ڈر خوف ہے۔ تھوڑی جب دلوں کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کا بندہ اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ کی پیشوی میں لگ جاتا ہے۔ یقینِ حکم و آخرت اور حیات بعد الموت کا ایمان اس کے اندر جاگریں ہو جاتا ہے۔ وہ زندگی کا ہر قدم پھونک پھونک کر رکھتا ہے۔ ہر وقت اللہ کا ڈر خوف اس کے اندر سما یا ہوتا ہے۔ اللہ کی راہ میں جان و مال اور

اَسْلَمَ - اَسْلَمَ - اَسْلَمَ تَلِئَةً رَبُّ الْحَالَاتِ اِنَّ اَسْ كَانَ عَرَهُ تَهَا -

اسلام کی تعریف یہ ہے کہ احکامات کی پوری پابندی ہوتی رہے۔ فحریتِ اسلامی کے مطابق زندگی۔ کاروبار اور سماںلات زندگی سیدھی صاف ستری ہو کر نفس کی فسرافت و تہذیب و اخلاق کی مثالی زندگی بن جائے۔ اللہ کا بڑا احسان ہے۔ اُس کا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہم کو ایمان بالغیت و یقین آخرت کا عقیدہ دے کر ہم کو مسلم بہترین امت خیر کا ایک فرد بنایا اور ہماری دنیا اور آخرت سدھار دی۔

قرآن کا نظریہ حیات بعد الموت

قرآن کریم کی چھ مسخرتیں خشم ہوئیں۔ انسان مطلوب تلاش کر لیا گیا۔ اور اس کی صفات اور کردار۔ دین ایمان کا مکمل نمونہ، انسانیت کا مجموعہ، اصحاب رسول اللہ کی جماعت تھی۔ جو بہت مختصر عرصہ میں مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں تربیت پائی۔ اور علمیں حاصل کی اللہ کے رسول کی صحت میں وہ فیض پایا کہ اللہ نے اسکی تعریف کی ان کو جنت الفردوس کا حقدار اور وارث قرار دیا۔ اس کے بعد کی سورہ قرآن کی پیجاسوں سورت ہے۔ چیزہ چیزہ مصنایں یعنی قیامت، آخرت۔ موت کے بعد کی زندگی اور غیبت کی باتیں بیان کرتی ہیں جو مرکی گو بھی معلوم نہیں۔ قرآن نے پہلی بار ان کو بیان کیا ہے۔ نزول قران کے جاری مقاصد تھے۔ قرآن پڑھ پڑھ کر لوگوں کو سنانا۔ علم و حکمت کی باتیں بتانا اور ان کے عقائد۔ و ریالیت اور زندگی کی جسم کی طہارت و پاکیزگی و سترانی سکھا کر روحانی فیض سے اسکواں قدر صاف اور مسزہ کر دنا کہ اس کا رشتہ اس کے خالق حقیقی سے استوار ہو جائے۔ یہ یمنوں مقاصد قرآن کی ان ۳۶ سورتوں میں پورے ہوئے۔ اور اس کے اثرات فیوض و برکات سورت ۷۸ سے ۲۹ تک دکھائے گئے ہیں۔ عالم غیب کی باتیں اس سورہ ق کے شروع ہو رہی ہیں۔ قیامت اور آخرت حیات بعد الموت کا فلسفہ کیا ہے؟ قدرت الہی کے مظاہر فطرت کی شب سے بھی لثانی زندگی کے بعد موت کی ہے اور یہ موت کا اور فنا کا عمل اس کائنات میں ہر ذی شعور کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ ہر طرف جاری اور ساری رہتا ہے۔ ہر روز ہزاروں آدمی مر کتے ہیں اور ہزاروں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ حرکت کا نام زندگی ہے اور سکوت کا نام موت رکھ دیا گیا ہے۔ یہ زمین اپنے اندر نہیں معلوم ہزاروں برس سے کس قدر زندگیوں کو اپنے دامن میں پناہ دی ہوئی ہے۔ یہ سب اللہ کی امانتیں ہیں جو زمین ان کو چھپائے ہوئے لامانت

دار بُنی ہوئی ہے۔ زمین خود بُت بُلی نشانی ہے۔ آج کی سائنس نے ثابت کر دیا ہے مثالبدات اور تجربات سے کہ زمین کے اندر زندگی کے ہزاروں آثار موجود ہیں۔ ایک زندہ مخلوق اس کے سچے موجود ہے اور پبل رہی ہے۔ (Organism) اور زمین ہزاروں زندگیوں کی ماڈر حرم بنائی گئی ہے۔ جب یہی زمین اور پرے سے مردہ ہو جاتی ہے، بنگر اور خشک ہو کر اپنی قوتِ حیات و زندگی سے محروم ہو جاتی ہے اور جب آسمان سے بارش بادل بجلی کی چمک گنجے سے یہ نہال ہو جاتی ہے تو بارش کے پانی کے قطرے اس کی پیاس بجااتے ہیں۔ اور یہ اندر سے زندگی آبیار ہو کر پھر سے زندہ اور تروتازہ ہو جاتی ہے۔ اسکی جوانی بلوغیت اسکو لوٹ آتی ہے۔ اس کے اندر سے جرثومے بیکش ریا۔ خشرات الارض اور کیرکے مکروہ سے، چیونڈیاں، ویک اور بکڑی سب زندہ ہو کر زمین کے اپر اچھے کو دنے لگتے ہیں۔ زمین کریدوں تو کیپوے (Worm) اس کے اندر سے رینگتے حرکت کرتے ہوئے زندگی لے کر نمودار ہوتے ہیں۔ دانتہ کت کا اندر گھسا پڑا کوپل لے کر بار اور ہوتا اور ہنسی شاخ درخت بن کر زندگی کی علامت بناتا جاتا ہے۔ اللہ نے جب زمین کی خنکھ میں اور پانی سے انسان کو تخلیق کیا تھا تو کچھ میں بیج کی تھی اس سے کھجور کا درخت بنادیا تھا۔ انسان کی سرشست اور بیاتات کی سرشست ایک جیسی ہے Bio Chemistry حیاتیاتی کیمیا کا نام دیا گیا۔ قرآن اپنی آنکھی سورتگوں میں انسان کی تخلیق کی وضاحت مختلف اندازوں میں کرتا ہے۔ مثلاً سورہ عبس کی آیت (۱۸) ہم نے انسان کو پانی سے پیدا کیا۔ من ایسی شی خلق۔ وہ کسرخ بنایا گیا من نظر خلق فقدرہ (۱۹) مرد اور عورت کے پانی سے ملکر نظر بنایا پھر اس کی مکمل تقدیر سے وہ حکم ہوا۔

زمین کے اندر مسماں میں پانی گھس کر پہلے Cell بناتا ہے اور اس سے تبديل ہوتے رہتے ہیں۔ زمین یا مٹی حیات کی پہلی لیبارٹری ہے۔ جہاں زندگی کا پہلا مرحلہ تکمیل پاتا ہے۔ یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ نشانی ہے جس کا ذکر قرآن بار بار کرتا رہتا ہے۔ اس جرثومے سے دو سری شکل عصہ تیار ہوتی ہے جسکو Neuron کہا جاتا ہے۔ جدید سائنس کی اصطلاح میں قدرت کے قانون حیات کا ایک قانون پہلے سے موجود ہے جسکو Genetic Code کا نام دیا گیا ہے۔

قرآن کی یہ پچاسوں سورت ق سورت کی ابتداء اسی حوالے سے اور اسی اصطلاح سے

کرتی ہے۔ اذاماں کا تراپا ذالک رجع بعید ۵۰ فہ عملنا مانقص اللارضِ رسم و عندنا سب خنکو
۰ ترجمہ کیا تم کو حیرت اور تعجب اس بات پر ہے کہ تم مرئے کے بعد می ہو جاؤ گے تو پھر
تم کو اُسی سی سے دوبارہ زندہ کر گے کس طرح اشایا جائیگا۔ ہم کو سب خبر ہے سب باقی
کی کہ زمین عجرب کے اندر کیا کھا جاتی ہے اور کیا چھوڑ کر باقی بجا دیتی ہے۔ یہ اللہ کے علم میں ہے
کہ مردہ قبر کے اندر سے کھڑک رجع دوبارہ زندہ کر کے اشایا جائیگا۔

علم حیاتیات Biology نے یہ ثابت کر دیا ہے اور علم کریما ہے کہ جینیاتی
فارمولہ Genetic Code ہر کروسم پر (جرثومے کے لوپر) کندہ کر دیا جاتا ہے۔ اور اسکو
ٹھایا نہیں جاسکتا۔ یہ اس کی پوری شاخہ کرواتا ہے۔ یہ جینیاتی فارمولہ تمام ظیوق
(Cells) پر یکلشنا ہوتا ہے اور ان (Cells) خلیوں کے جو نمونے Embroyonic
پرورش اور پرداخت کے عمل سے گذرتے رہتے ہیں۔ وہ دھانچے کی ہڈیوں تک راست پہنچ
کر ہڈیوں کے گودے تک اپنا اثر اور رعنی قائم کر لیتے ہیں۔ یہ R.N.A. وراثت کے
جرثومے ایک سے دوسرے کو خود خود متحمل کرتے رہتے ہیں۔ اور زندگی خود خود اپنی تکشید
کے منازل سے آہستہ آہستہ تکشیل پاتی رہتی ہے۔ یہ عمل جس رختار سے جس اسرار و بہیہ
سے ہوتا رہتا ہے اس کو کوئی نہیں جان سکتا اور اس باہمی رشتہ و تعلق اور تولید کے مضرات
صرف اللہ ہی جانتا ہے اس کے علم میں سب کچھ ہے۔

قرآن کہتا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اس کے علم میں سب کچھ بہید چھپے ہوئے ہیں۔
کوئی مادہ اس کے علم کے بغیر نہ بار آور ہوتی ہے۔ اور نہ حالمہ ہوتی ہے۔ اور نہ بچ جنتی ہے
یہ جینیکت کوڈ Genetic Code زندگی اور اللہ کی صلکت و مذاہ کے درمیان ایک سڑبست
رلاز ہے۔ جو ایک پیدا ہونے والے جسے کے اندر ہر وقت موجود رہتا ہے۔ یہ اللہ کی حکمت
ہے۔ یہ رلاز ایک ایک رجسٹر کے اوپر ایک باریک حصے میں یعنی ایک سینٹی میٹر کے دس
لاکھویں حصے میں اپنا جینیکت کوڈ نمبر چھپا کر رکھتا ہے۔ اور یہ نمبر زمین کھا نہیں سکتی۔ یہ ذرہ
ذرہ پر کندہ کیا گیا ہے۔ جو زمین کھا نہیں سکتی بجا کر چھوڑ دیتی ہے۔ اور اسی کوڈ نمبر سے
دوبارہ وہی انسان، اسی ولدیت کا، اسی خاندانی وراثت اور اوصاف کا وہی اصل شخصیت پوری
کی پوری دوبارہ اپنی ذرات سے اسی جینیکت کوڈ نمبر کے ساتھ اسی کو دوبارہ پیدا کر دیتی
ہے۔ جب قیامت کا صور پھونکا جائیگا تو وہی مردہ لاش، جو قبر میں پہلی مرتبہ دفن کی گئی تھی

دُوبارہ زندگی پھونک کر قبروں سے انہیں اس طرح اٹھا سکی جیسے سُویا ہوا انسان اپنی زندگے
اٹھا بیٹھا ہے۔

خلاصہ -

قرآن کی چھٹی منزل سورہ الصفت سے سورہ المجرات تک تیرہ سوروں پر ۳۶ پارول پر
مشتمل ہے۔ اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں سات حم و الی سورتیں ایک ہی لوگوں
کی مختلف تجلیات و اسرار کی تھے آئی ہیں جو حاصلِ قرآن، میں لور اللہ کی صفاتِ الہی۔ القیوم
کی تشریع کرتی ہیں۔

یہ کائنات اللہ کا نظام تبدیلہ ایک خاص کمپیوٹر پروگرام کے بل رہا ہے۔ اور یہ
کام الگ الگ مختلف شعبوں میں فرشتوں کے ذمے کر دیے گئے ہیں۔ نزولِ قرآن کے نے
یدِ اہتمام کیا گیا تاکہ شیطان اور جنات کو لوپر آسمانوں کی فضاؤں اور کہ ہوا تی سے اوپر و داخل
ہوئے سے منع کر دیا گیا تھا۔ اس کے لئے شہاب ثاقب کے پھرہ دار چوکیدار آسمانوں میں
ربشادیے گئے ہیں۔ کہ شیطانوں مجذبات سے آسمانوں کی حفاظت ہو۔ کیونکہ یہ بھی نوع انسان
کا حکمداد سن ہے۔ اللہ کا نافرمان اور سرکش پاغی رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے بھی شیزراز
اور ناخوش ہے جو شیطان کے ساتھی بن گئے ہیں۔ روزِ حساب ب کی حقیقت سامنے
آ جائیگی۔ اللہ کے مخلص۔ نیک عابد ڈریوا لے بندے ہی اس دن کامیاب ہوں گے۔ سورہ
الصفت میں اللہ نے اپنی حجت پوری کر دی کہ انسانوں کی بدایت کیلئے انبياء میتھم کو ربِ شماں و
بدایت اوز نصیحت کے لئے ہر زمانہ اور ہر دور میں ہر قوم کے پاس بھیجا تھا۔ انہوں نے بھی
جانِ فنا فی۔ اور طلوص وہست اور برداشت سے اللہ کا دین اللہ کا پیغام لوگوں تک پہونچایا تھا۔
تحتیاں برداشت کیں اور مشکل حالات سے گزرے تھے۔ ان کے بھی اسکان لئے گئے۔ اللہ
نے ان پاک ہستیوں اور انبياء میتھم کے نام بنامِ لپتی خوشنودی کے سلام قرآن میں بھجے ہیں۔
اللہ کے ایک ہیغہ حضرت یونس میتھم کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے۔ حالانکہ سورہ یونس میں
ان کے متعلق سمجھ نہیں کھہا گیا تھا۔ صرف ان کی قوم کے بارے میں کھہا گیا تھا۔ جنہیں
حضرت یونس میتھم عجلت میں اللہ کے آسیوالے عذاب کی دعا مانگتے ہی ان کو چھوڑ کر ہجرت
کر لئی تھی۔ اللہ نے ان کی ہجرت واپس کر دی اور دوبارہ انہیں واپس بُلایا۔ اللہ کے آخری
درِ حکمت کے لئے خاصِ عنايت اور مرحمت ان کے پیغام دعوتِ اسلام پہونچانے پر ان

۳۷

کو عطا ہوئی۔ وہ آن کے لئے الہ اور اس کے فرشتوں کے سلام اور دعائیں آسمانوں سے آئیں۔ قیامت تک درود سلام آتے رہیں گے۔ اس کا ذکر انگلی سورتوں میں آرہا ہے۔ ۳۸ ویں سورت ص ۲۶۴۔

ایک حرف مطلع کی سورت ہے۔ اگر تم قرآن کونہ سمجھو گے۔ اس پر عمل کرو گے تو یاد رکھو تم خلاص ہو جاؤ گے۔ اور خاک کا دھیر بن جاؤ گے۔ تمہارا نام و لشان بھی باقی نہ رہیں گا۔ نہ دنیا ہی ملیں اور نہ آخرت۔ تمہارا قصہ پاک ہو جائیا اس زمین سے۔ ہبھلی قوموں کی مثالیں ہو گت اور بر بادی کے انجام سائے، میں آن سے سبق لو۔ اب بھی وقت اور مہلت ہے مدد چاہو۔ اللہ کے مطیع اور فرماں بردار بن کر رہو گے تو اس دنیا کی پادشاہت، حرثت، دولت سب کچھ تمہارے ہندوؤں پر لا کر ڈھیر کر دی جائیں گے۔ حضرت دلوادھم اور سلیمان جہنم کی مثالیں بھی قرآن نے بیان کیں۔ دنیا میں حدل و اتفاق کا نظام قائم کرو۔ ظلم و زیادتی قتل و قاتل و خارت گری۔ اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ اسکی سرزا دنیا میں بھی ملیں اور آخرت کے سرزا تو اس کے خلاوه ہوئی۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرتے رہو۔ پانچ وقت اس کے حضور حاضر ہو کر۔ دعائیں کرو۔ سجدتے کرو۔ ذکر اذکار۔ یعنی سے اسکو یاد کرتے رہو۔ مشکلات اور بیماریاں دُخُور فرج و الہم میں صبر و دہشت سے کام لو۔ اللہ کی مرغی ہو رہت و مغلت کے فیصلوں پر۔ حقی رہو۔

۳۹ سورت الزمر ہے۔

الله کے نیک مخلص بندے ایسے بھی، میں جو اللہ سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ فرض نمازوں اور حکماں کی پابندی کے سوا۔ نقل عبادت۔ تہجد۔ ذکر اور یعنی میں رائقوں کی نیند سے بیدار ہو کر اس کے آگے کھڑے اپنی سخراست نور بخش کی دھائیں کرتے رہتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ ان خالص بندوں کو بُول جائیگا؟ یوں ہی بے قیض چھوڑ دیگا؟ اگر یہ ایک زمین خالص عبادت کر زیوالوں کے لئے تجھ کہو گئی ہے تو دُسری اللہ کی زمینی بہت کٹا دہ لہو و سچھ کوئی گئی ہے۔ مسلمان کا نہ کوئی دلی ہوتا ہے لور نہ شہریت۔ لور نہ کوئی زمین اسکی ملکیت ہے ساری زمین اللہ کی ہے۔ مسلمان تھی اس زمین کا وارث بنایا گیا ہے۔ ۱۔ قرآن مجید و غرب نشانیوں کی پدایا۔ آیات بیتات و محکمات و مذاہبات کی منفرد لور یکتا کتاب ہے۔ پڑھنے والے کے طی میں اس کی آیات اُرُقی جاتی ہیں۔ دل خوف اللہ ہے لزد جاتا ہے۔

خوب لُور امتداد کے لئے جملے خدمات سے بُھ رہتا ہے۔ اسکو داد، رات رُحْمَتے رس۔ اللہ نیک ام

بد دُنُوں کو الگ الگ کر کے دکھا دتا ہے۔ بتا دتا ہے۔ دنوں کے انعامِ الگ الگ ہیں۔ اور ان کی سزا اور جزا الگ ان کے درجنوں اور مقامات سے الگ الگ ہوگی۔ قرآن پڑھنے سے سنتے ہے بھی اگر تم نہیں مدد حرے اور تمہاری سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی اور زندگی کی قرآن کی تعلیمات کے مطابق نہیں بنائی تو پھر سمجھو کہ اس زمین پر تم ایک مردہ دھانچہ کی کر پھر رہے ہو۔ زندہ ہوش و خواص والے انسان نہیں ہو۔ موت کا دن متعدد ہے مگر تم موت کے دن سے پہلے مرچے ہو۔ مردہ حالت میں رہ رہے ہو۔ سورت کی آیت ۳۲ میں موت کے وقت کی حالت زندگی اور موت کی مثال پیش کی گئی ہے۔ اُنک میت دار نعم دُرتوں ۵ کی شریع اور حقیقت بیان کی گئی ہے۔

۳۰۔ موت۔ المؤمن۔ حُمَّم سے شروع ہوتی ہے۔

مؤمن کے قلب اور ذہن سے موت کا در لور خوف کا پہلا جاپ اٹھاتی ہے۔ مؤمن کی شان کو بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مؤمن کے اندر قلب و ذہن بناتا ہے۔ اللہ سے قریب تر کروتا ہے۔ جنہوں نے اللہ کو پہچان لیا۔ قلب و ذہن میں اسلام لور دن کو اہمار لیا، ان کا مزاج ان کی کیفیت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ وہ خام انسانوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ اللہ کے لولایاد اللہ۔ اسکی مثال آیت ۲۸ سے المؤمن کوں ہوتا ہے اور کیسا ہوتا ہے وہ مسلسل آیات میں بیان کیجا رہی ہیں۔ یہ ہے قرآن کا المؤمن۔ مردِ مؤمن۔ قرآن کا انسان مطلوب۔ جو قرآن کی تعلیمات میں داخل کر لکھتا ہے۔

۳۱۔ سورہ حُمَّمِ البجدہ۔

یہ اللہ اور بندہ مؤمن کے درمیان کا دوسرا پرده اٹھاتا ہے۔ مؤمن کا اللہ سے تعارف کرتا ہے۔ پھر دل و نیا پر خلقت لور گستی کے پردے نہیں پڑتے لور قدم قدم پر اللہ سامنے ہوتا ہے۔ اسکی آیت ۳ بڑی اہم ہے۔ اللہ کے فرشتے اس پر مہربان ہو کر اس کے خارشی ہو جاتے ہیں۔ اسلئے کہ یہ بندہ مؤمن اللہ کا مقرب اور چہوتا ہوتا ہے۔ اور فرشتے بندہ مؤمن کے ساتھ ہر وقت اس کی ہست بندھاتے اور دھارس دلاتے رہتے ہیں۔ اس کے اندر ایمان و یقین، اللہ کا تقوی و محبت، اور عرفان کی، عملِ عمل کی پر سیر گا رزندگی ہے۔ یقجح کی عبادت اور قرآن کی تکلوٰت جن لوگوں کا دن رات کا معمول رزندگی پر سیر ہو جائے ان کا خاتم لور مرتبہ ہی اور ہے۔ ان کو اللہ اس دنیا میں ان کے اطراف اکاف میں لور ان کی ذات افس میں ایسی ایسی تکھی نشانیاں دکھاتا رہتا ہے۔ اور جو لطف و مرزا۔ سکون و راحت بندہ مؤمن پاتا

ہے، دوسرے اس کی زندگی پر عَشْ عَشْ کرتے ہیں۔ اور جان لیتے ہیں کہ وہ اس دُنیا کا بندہ نہیں ہے۔ خدا کا بندہ ہے۔
۳۲۔ سورہ حم ۰ عن ۵

تیسرا حم والی سورت ہے یہ قرآن کا تیسرا حجَّابِ اشائی ہے۔ اس میں تین چیزیں ہیں۔ قرآن کی وحی، نبوت اور بندہ مومن، ایک مومن کا دوسرے مومن سے رابطہ لوار گئی، اللہ واسطے کا قرآنی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے رہے کا، توحید اور رسالت کا، آخرت کی زندگی کا ہوتا ہے۔ مومن کی زندگی کسی بُخ لور کی طریقے پر ہونی چاہیے کہ وہ اللہ کے رسول سے اللہ سے ایک بندہ مومن کو ملادے اور یہ کیفیت و صلاحیت صرف قرآن کے مسلسل دن رات مطابق سے حاصل ہوتی رہتی ہے۔ فرمیت و معرفتِ الٰہی کا راستہ بتا دیا گیا ہے۔ زندگی فرمیت کے مطابق دھانی ہوگی۔ قرآن پڑھنے والے سے قرآن کا حجَّابِ اشجاعت ہے اس کی ایک ایک آیت دل میں اترنے لگتی ہے۔ غیب سے معنا میں خیال میں آنے لگتے ہیں۔ گویا اللہ خود سے موجود ہے۔ بندہ اور اللہ کے درمیان باتِ چیت ہو رہی ہے لور مکار ہو رہا ہے، سوالات جاری ہے، میں اور قل کے جوابات آرہے ہیں۔ یہ لطف اور مرزا ہی عجیب اور کیفیت ہی اور ہے۔

۳۳۔ الزخرف۔

چوتھا حم امر رب کا جان لینا ہے۔ معرفتِ الٰہی کا حاصل ہو جانا اللہ سے جان پچان ہو جانا ہے۔ انسان جو کچھ حاصل کرتا رہتا ہے اور سکھتا رہتا ہے۔ وہ قرآن کی روزانہ تکوٹ سے حاصل ہوتا ہے۔ امر رب کیا ہے؟ اس کی مرضی لور رضا کیا ہے۔ اس کا پتہ قرآن پڑھنے والے کو ہوتا رہتا ہے لور وہ لبی زندگی منشاء رب العزت کے عین مرضی کے مطابق بنالیتا ہے۔ اس دنیا میں اب نہ اللہ کا رسول کوئی آئیا اور نہ گوئی وحی آسمان سے اتریجی صرف یہ قرآن باقی رہیا اور اسی کو روزانہ بلانافر پڑھنا ہے۔ اسی سے ب کچھ حاصل کرنا اور طلب کرنے رہتا ہے۔ اور وہ عطا کرتا رہتا ہے۔ مومن زمین پر بیشا قرآن کی تکوٹ کرتا رہتا ہے تو اس کے انوار لوپر عرش تک فرشتے پہنچاۓ رہتے ہیں۔ ایسا موسی ہوتا ہے کہ قرآن نہیں ہے بلکہ "روح من امرنا" روح کا سفر زندگی کی حالت میں، ایسے ہیتے ہوا کے سفر میں انسان کی حالت ہوتی ہے۔ اسکی دھا آیت ۱۳ میں سکایی گئی ہے۔

۳۴۔ سورہ الدحیان - نزول وحی قرآن کا فیصلہ اور اہتمام ملائے اعلیٰ میں اس شب برات میں ہوا جسکی ابتداء سے چالیس دن جب پورے ہوئے ایک چلد جب ختم ہوا تب نزول قرآن کی پہلی وحی غارِ حرام میں اتری تھی۔ یہ پڑتھ توہیت کے وقت نزول سے کام میں ہے۔ جو شب تدرگ اور شب برات کے درمیان کا وقفہ تھا۔ یہ کوئی معمولی کتاب نہیں ہے۔ لوح محفوظ میں اللہ کا علم غیر پوشیدہ تھا۔ اس کو دنیا کے سامنے آشکار کرنا تھا۔ اس کے اہتمام میں شیطانوں اور جنات کو اور پر آسمانوں کی حدود میں آنے اور جانے پر پابندی لکھی گئی تھی۔ پھرہ دار چوکیدار آسمانوں میں مقرر کئے گئے تھے۔ امت مسلم سے چالیس دن کے چلد پورا کرایا گیا اور ان پر روزے ایک ماہ صائم کے فرض کر کے اتارے گئے۔ نماز فرض پانچ وقتیں کے علاوہ، نفل نمازیں الگ پڑھائی گئیں۔ تراویح کی ۲۰ رکعتیں راتند کر کے قیام اللیل میں اللہ کا ذکر و سمع اور یاد کو عام دنوں سے زیادہ بڑھایا گیا کیونکہ عرش برش کی پروغات آنسیوالی ہے۔ قرآن کا نزول ہو رہا ہے۔ اور پھر نزول قرآن کی ہرسال سالگردہ اور یاد قائم رکھنے کے لئے لیلۃ القدر کو اتارا گیا۔ ۳۶ اور ۲۷ رمضان کی درمیانی شب کو ہزار راتوں کی ایک رات مقرر کیا گی۔ مومنوں، مسلمانوں - مانگ لوسری رحمتیں اور بخشیں، معافیاں اور مغفرت و استغفار اور توبہ سب دروازے تمہارے لئے بے حساب کھول دینے گئے ہیں۔ "امر من عنّت" یہ اللہ کی رحمت کا فیضانِ عام ہے۔ جو ساری رات رہیا صبح کی سر کے غائب ہوئے میک رہیا۔ فرشتہ رحمت کے آسمانوں سے زمین پر اترتے رہیں گے۔ لور زمین والوں کا پیغام دھائیں مغفرت اور بخش توبہ واستغفار اللہ کے ہاں پہنچائے رہیں گے۔

۳۵۔ البانیۃ

مومن کی دعاء مغفرت ہمیشہ اللہ کی رحمت کی طلبگار ہے اور اللہ کے وعدے کی محتاج ہے۔ نہر یہ مومن کے قلب سے اس کارا بظہر ہے۔ جو انسکی معرفت سے معمور و مطریں رہتا ہے وہیا اور متارع دنیا کچھ کام نہیں آنسیوالے۔ سب کچھ چھوڑ کر خالی پا تھد دنیا سے جانا ہے۔ پر کائنات وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی گواہ رہیگی۔ کہ صرف اللہ کا نام باقی رہیا۔ صرف رہیکیاں باقی رہیں گی اور شمار کیجاں گی۔ تول تول کر، وزن کر کے، گن گن کے بدالے دیئے جائیں گے۔ ان کی تدرگ اور حفاظت کرو۔ سونے چاندی حیرتے جو اہرات کو مت محفوظ کرو۔

۳۶- سورہ احیاف

آخرت کو مت بھول جانا۔ یہ اس زندگی کی کلید ہے۔ روز آخرت اعمال کے وزن ہوں گے۔ میراث پر کہ کرتے جائیں گے۔ اس کا یقین حکم رکھنا۔ اسکی فکر اور تیاری اسی دنیا میں رہے ہوئے اسی زندگی کے ساتھ کرنا ہو گا۔ وقت اور مہلت جو ملی ہے اسکی قدر کرو۔ اللہ نے بڑی نعمتیں دی ہیں۔ نیک و حادثہ مونٹ بنایا اور مسلمان اولاد دی ہے۔ اس لئے کہ وہ تم سے راضی ہے۔ یہ اسکی نعمت اور عطا ہے۔ اس کا شکر پڑا کرتے رہو۔ اعمال کے درجات الگ الگ ہیں۔ اپنے اعمال کے درجات کو بڑھاتے رہو۔ اس میں خلوص و نیت اور تعویض پیدا کرنے رہو۔ قوم احیاف کا حال سننا کہ عبرت دلائی گئی ہے۔ ان یہ ستر بن جانا۔ یہ قوم حود کا ذکر ہے اس سوت میں پہلی بار جات کا تعارف کرایا گیا ہے کہ انہوں نے قرآن گو سننا اللہ کے رسول سے اور اس پر ایمان لئے آئے۔ اور یہی قوم کو جا کر یہ ہیر معمولی خبر نزول قرآن اور آمر رسول آخر کی جا کر دی۔ یہ حوالہ ہے۔ اس کی تفصیل ساتھ سرزل سوڑہ جن میں آتی ہے۔

۳۷- سورہ محمد

جہاد کے پارے میں احکامات دے کر اصل مومن اور منافق کے درمیان آناش ہو رہی ہے۔ مومن تو موت سے ڈر نہیں ہے۔ شہید کی موت کا شیدائی جذبہ جہاد سے معمور رہتا ہے۔ منافق موت سے ڈر نہیں اور جہاد سے جی جان جہاں نہیں الہوتا ہے۔ اسی لئے موصولے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اللہ کا وعدہ بھی خلاف نہیں ہوتا۔

۳۸- سورہ افتعال

قیمین ان کے حصے میں آئی جو صیغ معرفی میں مومن اور مسلمان ہیں۔ ان کے لئے چار احکامات دلئے گئے ہیں۔ جنت کا وعدہ، اگلے عرصے کارے گناہوں سے محفی اور بخش۔ دلوں کا سکون اللہ کی رضا اور خوشبودی کا پیغام، بست بست بڑی عطا اور کاشیابی ہے۔ اللہ کے صحابہ رسول پر احکامات اور احسانات اور نعمتوں کی تکمیل کا وعدہ کیا گیا ہے۔ دن اسلام فتح کر کے بعد تکمیل کر دیا گیا ہے۔

۳۹- سورہ الحجرات

اللہ کے رسول کا ادب و احترام سکھایا جا رہا ہے۔ کہ یہ کوئی معمولی شخصیت نہیں

ہے۔ اللہ کا پیارا اور محبوب ہے۔ اس پر اللہ کی رحمت کے درود و سلام ہیں۔ آسمانوں میں سارے فرشتے اس پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ دنیا کے سارے جہانوں کے مومن اور مسلمان اس آخری رسول رحمت پر قیامت تک درود و سلام پڑھتے اور بھیجتے رہتے ہیں گے۔ اس کے نام کے لئے بغیر صلوٰۃ الرسول کے بغیر کوئی نماز نہ کوئی دعا زینہ سے اوبد آسمانوں تک جاتی۔ مومنوں کا دوسرا موتیوں سے آپس کا سلوک و تعلق اور محبت اللہ کے لئے ہے۔ اللہ کے رسول کی محبت میں بہت قریب کا ہے۔ ان کا آپس میں محبت کا رشتہ ہے۔ اخوت و بھائی چارہ کا رشتہ ہے۔ تم میں کوئی سید، شیخ، چشتی، قادری۔ حسینی، صوفی۔ ابوالنستاس اور ابوالبرکات نہیں ہو سکتا تو اونکروہ صیغہ معنی میں قرآن کی اصطلاح میں مومن اور مسلمان نہ ہو جائے۔ اور اس کے دل میں تقویٰ، اللہ کا در خوف، آخرت کا یقین، حکم نہ سما جائے۔ ان ناموں میں کچھ نہیں رکھا ہے۔ اور ان کا فائدہ ہے۔ قریبی انصاری مہاجر بساتھ علوکوں الگ الگوں کے ایمان اور یقین کے ساتھ ختم ہو چکے۔ اگر وہا ایمان اور یقین، اللہ کا در خوف اور اسلام سے وابسیگی اس کا اتحاد اور اتفاق دلوں میں آپس کے اسلامی رشتے و تعلقات نہ پیدا ہو جائیں۔ قیمتی خانہ ان صرف حب و شب کی حفاظت کے لئے اور شرافت نفس کی تربیت اور تعلیم کے لئے شناخت کا حوالہ بنایا گیا ہے۔ اسکو اسی طرح برقرار رکھو۔ لبکی ذات نفس شرافت اخلاق، قیمتی محبت اسلام کی سر بلندی کو ہمیشہ پیش لظر رکھو۔ تمہاری شناخت صرف مسلم قوم می ہوگی۔ بیشیت غردا و اخ کچھ نہیں ہے۔ قدرہ کی کوئی اہمیت اور زندگی نہیں جیسا کہ دنیا کے دھارے میکی تعالیٰ نہ ہو جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ قُلْ وَالقُرْآنُ الْمَجِيدُ بِلِ عَمْلِهِ أَنْ جَاءَ حَمْ مَنْذُرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ الْكَافِرُوْنَ

نمبر ۵۰۔ سورہ ق

اللہ تعالیٰ اپنی لوح محفوظ سے اہمی جانپولی کتاب اپنی وجی کی قسم کھاتا ہے۔ کہ آسمان کی سماں پہلی بار دنیا کے لوگوں کو عالم غیب سے نکال کر ستائی اور بتائی

ہے۔ اللہ کا پیارا اور محبوب ہے۔ اس پر اللہ کی رحمت کے درود و سلام ہیں۔ آسمانوں میں سارے فرشتے اس پر درود و سلام بھیجنے رہے ہیں۔ دنیا کے سارے جہانوں کے موئی اور مسلمان اس آخری رسول رحمت پر قیامت تک درود و سلام پڑھتے اور بھیجنے ہیں گے۔ اس کے نام کے لئے بغیر صلوٰۃ الرسول کے بغیر کوئی نماز نہ کوئی دعا زین ہے اور پر آسمانوں تک جاتی ہے۔ موسوٰ کا دوسرے موسوٰ سے آپس کا سلوك و تعلق اور محبت اندر کے لئے ہے۔ اللہ کے رسول کی محبت میں بہت قریب کا ہے۔ ان کا آپس میں محبت کا رشتہ ہے۔ اخوت و بھائی چارہ کا رشتہ ہے۔ تم میں کوئی سید، شیخ، چتری، قادری، حسینی، صوفی، ابوالحسنات اور ابوالبرکات نہیں ہو سکتا تو نکل وہ صرع معی میں قرآن کی اصطلاح میں موسیٰ اور مسلمان نہ ہو جائے۔ اور اس کے دل میں تکوئی، اللہ کا دُر خوف، آخرت کا یقین، حکم نہ سما جائے۔ ان ناموں میں کچھ نہیں رکھا ہے۔ لور نہ ان کا فائدہ ہے۔ قریشی انصاری مہاجر بسابقوں الالوؤں کے ایمان اور یقین کے ساتھ ختم ہو چکے۔ اگر ویسا ایمان اور یقین، اللہ کا دُر خوف اور اسلام سے واپسی اس کا اتحاد اوراتفاق دلوں میں آپس کے اسلامی رشتے و علاقات شپیدا ہو جائیں۔ قبیلے خاندان صرف حدودت کی خلافت کے لئے اور شرافت نفس کی رہیت اور تعظیم کے لئے شاخت کا حوالہ بنایا گیا ہے۔ اسکو اسی طرح برقرار رکھو۔ اپنی ذات نفس شرافت اخلاق، دینی محبت اسلام کی سر بلندی کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ تپاری شناخت صرف مسلم قومے ہوگی۔ بیگنیت فرد و ائمہ کچھ نہیں ہے۔ قطرہ کی کوئی اہمیت اور زندگی ہیں جب تک وہ دریا کے دھارے میں قائم ہو جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَصْدُوُ الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ بِلِ عَجَبِهِ أَنْ جَاءَ هُمْ مُنْذَرٌ مُّحَمَّمْ فَقَالَ الْكَافِرُونَ

نمبر ۵۔ سورہ ق

الضر تعالیٰ لپی لوح محفوظ سے احادی جانپولی کتاب لپی وی کی قسم تھاتا ہے۔ کہ

ہیں تاکہ انسان خدا کی نعمت کے کوششوں کو خود لپھی پیدائشِ خلیق کی حقیقت کو اور اس کے ساتھ گذرنیوالے زندگی کے مرحلوں اور سرزنوں کو جس سے وہ کبھی آشنا نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ قرآن اس کو محکوم کر صاف صاف بیان کرتا ہے۔ انسان کی خلیق میں اور پانی سے ٹکر ہوئی۔ اور وہ زندگی کے مختلف مرحلے سے گذر کر دنیا میں آئی۔ خدا نے اسکو یعنی بھما اور وہ رہیں گے بن کر سامنے آگئی۔ اللہ نے اس زندگی کو سوت لکھدی اور وہ مر گئی۔ اور زمین کے اندر دفن کر دی گئی۔ مسیحیت کے اندر ملکھ کچھ باقی نہجا۔ ختم شد۔

قرآن کھاتا ہے ایسا انسان کے ساتھ بھی نہیں ہو گا کہ وہ فنا ہو جائے۔ دیگر حیوانات کے ساتھ ایسا ہو۔ مگر انسان کو دوبارہ قبر کی رسمیت سے رہنہ کر کے اشایا جائیگا۔ اس کے نئے حیات بعد الموت لکھدی گئی ہے۔ اس کا سارا نظام اور اہتمام ایک فارموں کے جنیکت کو دیتے ہے پاچھا ہے۔ اسی کے مطابق اس کی پڑو گرانٹ ہو گئی۔ انسان روزِ قیامت دوبارہ قبر کے رہنہ کر کے میدانِ حرث میں خدا کی خداکش میں حاضر کیا جائیگا۔ لوگوں کو تعجب ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ان کا علم محدود ہے یہ بحیث کا علم ہے۔ اللہ کو معلوم ہے کہ قبر کی مسیحی کیا کھا جاتی ہے اور کیا باقی بجا کر چھوڑ دی ہے۔ قبر کا عذاب کیا ہوتا ہے۔ دفن کرنے کے بعد مردے کے ساتھ کیا سلوگ ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں غیر کی قرآن نے جگہ جگہ بیان کی ہیں۔ خدا کے رسول نے احادیث میں ان کا نہ کہا کہ کیا ہے۔ قرآن کا روزانہ سمجھ کر پڑھنے والا بت کچھ قرآن سے جان سکتا ہے کہ سوت کے وقت کی بیہو شی اور عالمِ زنگ میں کیا ہوتا ہے۔ اس کا کچھ حوالہ اس سوت کے دوسرے حصے میں بیان ہوا ہے۔

اللہ خالق کائنات ہے۔ ہر چیز اس کے حلم میں ہے۔ لوگوں کی عقل اور علم بالکل محدود ہے۔ ان کو علم سکھانے کے نئے یہ قرآن آسمانوں سے زینیں پر ان کی معلومات و حدایات اور ریاست کے نئے انتہا گیا ہے۔ مگر وہ قرآن پڑھتے ہی نہیں پڑھتے ہیں تو سخن و مفہوم جاتے ہی نہیں۔ اس کے معنی و مفہوم میں آہات اور بینات میں بھی غور و فکر ہی نہیں رکیا۔ پھر کیا تاک مسلم ہو گا۔ کوئی زندگی کیا ہے۔ اسکی حقیقت کیا ہے۔ کس طرح اس کا وجود عمل میں آیا ہے۔ پھر سوت کس طرح آئی۔ سوت کی بیہو شی سکرات زلزال کا عالم کیا ہے۔ اس وقت کیا ہوتا رہتا ہے۔ سوت کی بیہو شی میں مر نیوالا کیا دیکھتا، محشر اتا اور خوف کا آتا رہتا ہے۔ سوت کے وقت روح کی طرح لکھتی ہے۔ جہاں جلی جاتی ہے۔ کون لے جاتا ہے۔ قبر میں دفن کرنے کے بعد مردے کے ساتھ کیا فحکوں ہوتا ہے۔ کیا پوچھا جاتا ہے۔ اور قبر کے

گھبرا جاتا ہے۔ وخت زدہ بیوی پوچھتا ہے۔ وہ متظر دوبارہ دیکھنا نہیں چاہتا۔ مگر جانا تو اسی راستے سے اسی منزل کی طرف ہے روح جسم کے اندر مجھیں رہتی ہے۔ وقت آجاتا ہے اور روح جسم کے رگ جان سے کھینچ کر نکال کر اپر لیجاتی جاتی ہے۔ اور مردہ لاش ہے حس و حرکت پڑتی رہتی ہے۔ اب یہ کس کام کی ہے۔ زمین میں دفن کر دیجاتی ہے۔ جہاں قبر کے عذاب سے اس کو گذرنا ہوتا ہے۔ اس کا ذکر دوسرا میں سوت میں آگے آیا۔ یہ پہلی قیامت ہے موت کی اور قبر کی جو دنیا میں انسان کو سامنا رہتا ہے۔ اس مردے کو رو رقایت وہی اصل انسان کی شل میں اس مردہ لاش سے دوبارہ زندہ کر کے اٹایا جائیگا۔ بالکل وہی انسان وہی آدمی اسی ولادت کا، اسی شناخت کا، کوئی دوسرا نہیں وہی اصل انسان اس مردہ لاش سے دوبارہ زندہ کر کے موت کی نیشنے سے جمایا جائیگا۔ جب اسرافیل جنم کا دوسرਾ صور پھونکنے کی آواز قبروں کے مردے سن لیں گے تو وہ اللہ کی عدالت کا دلن ہو گا۔ جس کا قرآن نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ یہ دوسرا برمی قیامت ہے۔

آسمانوں سے ہر شخص کا پورا پورا ریکارڈ علمی اور سمجھنی کے دفتروں سے اکٹا کر کے ان کی ویدیو فلمیں۔ ٹیپ ریکارڈ اور روزنامے سب کچھ لا کر ہر شخص کے ہاتھ میں اس کے نام اور ولادت سے پکارا جائیگا۔ اور اعمال نامے دیے جائیں گے۔ پر مھو اپنے کرتوت اعمال جو کچھ تم دنیا میں کرتے ہوئے آئے ہو۔ ان پر یقین کرو۔ یقین نہ آئے تو اپنی اپنی فلمیں دکھ لو اپنی آوازیں ریکارڈ پر سن لو تو یقین آجائیگا۔ اپنے اپنے جرم کا اقبال کرو اور سزا جزا کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یوم الحساب کا فیصلہ خدا کی عدالت میران کرے گی۔

حات کیا ہے کہ موت کیا ہے جنم وہ رات اپنی آنکھوں سے سامنے دیکھتے رہتے ہو۔ کیا تم نے کسی قریب کے مرنسیوالے کی وہ کیفیت دیکھی ہے جو نیاز کے عالم میں موت کے وقت اس کا کیا حال ہوتا ہے۔ ورنہ اقرب اپنے مردم "اللہ فرماتا ہے۔ ہم تم سے زیادہ قریب اس وقت اور اس کے پاس ہوتے ہیں۔ تم ان سب کو وہاں دکھ نہیں سکتے۔ تمہاری نظر ایسی کہیاں؟ تم کو تو کسی آنکھیں اور کسی شیشے کی عینکیں جاہیں دیکھنے کے لئے۔ ہمارے دو محافظ فرشتے اس وقت ملک الموت کے ساتھ تیار کھڑے رہتے ہیں جو وہ روح کے بند کھوکل کر اعضا کے جوڑا دھیلے کر کے جسم سے روح کو آزاد کرتے اور فوراً اسکو ایک سفید ریشمی کپڑے میں ڈھانک کر شیرنگی شیرنگی سے آسمانوں کی طرف فضاؤں میں شیرتے آگے بڑھتے روح کو آسمان تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ باقی قرآن سے معلوم ہوئیں ورنہ اس سے پہلے کسی کو بھی

ہمیں معلوم تاکہ موت کیا ہے۔ حیات ہے۔ قیامت کا دن آتیوالا ہے۔ اسکی تیاری ابھی سے اسی دنیا میں کرو۔ اللہ کا فرشتہ اسرا فیل صور پھونکنے کے لئے تیار کھڑا ہے۔ اللہ کے حکم کا انتظار ہے۔

روز قیامت وہی فرشتہ جو انسان کے کندھوں پر اعمال نامہ لکھنے کے لئے دنیا میں مقرر کیا گیا تھا وہی فرشتہ روز قیامت اعمال نامہ کا دفتر لئے وہاں حاضر ہو گا۔ اللہ کی عدالت میں سب کی فرد جرم پڑھ کر سنائیں گا۔ اس فرشتے کو سائنے کا نام دیا گیا ہے۔ یہ دونوں فرشتے اس وقت گواہی دیں گے جس پر فیصلہ سنایا جائیگا اور دوسرے میں پہنچایا جائے گا۔ معراج سے پہلے صحیح اور شام دو وقت فر ہر اور عصر کی نماز حضور ﷺ پر وااجب تھی۔ اور نماز تجدید بھی۔ یہ حکم امت کے لئے بھی تھا مگر وااجب کے درجے میں ایک سال تک رہا پھر اس کی وابستہ امت سے منع ہو گئی۔ اللہ کے رسول اسکو ادا کرتے رہتے تھے۔ معراج والی رات کو امت پر پانچ وقتیں کی نماز فرض قرار دی گئی اور تجدید کو نفل کا درجہ دیا گیا۔ لوگوں کے اختیار پر چھوڑ دیا گیا حضور ﷺ پر وااجب کا حکم زندگی بھر برقرار رہا۔ آیت ۳۰ اذ بارا السجوم نماز فخرے سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں اور اذ بارا السجود کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد دو رکعتیں ہیں۔ فرض نماز کے بعد تجدید کی شیرہ رکعتیں آپ ادا کرتے تھے۔ جب اذ بارا السجود کی بھی تعریف میں آتی ہیں۔ حیات بعد الہمات کا مضمون یہاں سے مسلسل چلا آ رہا ہے۔ سورہ کے اختتام پر وہی ابتداء کے مضمون پر ختم ہو رہا ہے۔ اللہ کے اختیار میں ہے۔ پیدا کرنا۔ مارنا۔ اور پھر دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے بہت آسان کام ہے۔ روز قیامت سب ہلاک اور مردہ ہو جائیں گے۔ پھر آسمان سے بارش ہو گی اس سے تمام مردے زمین کے دوبارہ زندہ ہو کر جی اٹھیں گے۔ چونکہ انسان کی کیفیت اور باتات کی تھی ہے۔ وہ سُتے سے پیدا ہو گا، اُنگے گا اور سُتی ہی میں دفن ہو گا۔ سب مردے زندہ ہو کر میدانِ خر میں جمع کئے جائیں گے اسی کا یقین کرنا ایمان ہے۔

Continued on ZK2 full_Volume3